قسط دوم

خطباتِ سیف اللہ

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب گنگوہی قاسمی دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث و ناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی، گنگوہ

شائع کردہ

مکتبہ شریفیہ

جامعہ اشرف العلوم رشیدی، گنگوہ ضلع سہارنپور

خطباتِ سیف اللہ

﴿قسط دوم﴾

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب قاسمی گنگوہی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

ناشر
مکتبۂ شریفیہ جامعہ اشرف العلوم رشیدی
قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور یوپی (انڈیا)

نوٹ: حضرت موصوف کے بیانات khalid saifullah gangohi کے نام سے یوٹیوب چینل پر سنے جاسکتے ہیں، شکریہ۔
گروپ میں شامل ہونے کیلئے رابطہ نمبر: 9634221786

1

کل الحقوق محفوظۃ

تفصیلات

نام کتاب: خطباتِ سیف اللہ

نام خطیب: حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب قاسمی گنگوہی دامت برکاتہم

صحبت یافتہ امام العارفین قدوۃ الصالحین حضرت اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب نقشبندی مجددیؒ۔
اجازت یافتہ شیخ طریقت عارف باللہ حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم۔
وپیر طریقت واقف اسرارِ حقیقت حضرت شیخ آصف حسین صاحب فاروقی نقشبندی مدظلہم العالی برطانیہ۔
وجامع الاوصاف حضرت مولانا سید محمود حسن صاحبؒ خلیفہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ۔

کمپیوزنگ: محمد دلشاد رشیدی کھیڑوی 09358199948

جمع وترتیب: حافظ اکرام الحسن کاندھلوی

قسط: دوم

صفحات: ۱۸۸

قیمت: ۷۰

سنِ اشاعت: ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۳ء

ملنے کا پتہ
مکتبۂ شریفیہ جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ ضلع سہارنپور

فہرست عناوین

یہ بھی مرنے میں ہے کوئی مرنا	۱۰
سنن کی فضیلت اور ذکرِ الٰہی کی عظمت	۱۱
اللہ کے ذکر کی فضیلت	۱۳
اللہ کا ذکر آخرت کا بہترین ذخیرہ	۱۴
آپ ﷺ کا حلقۂ ذکر میں شریک ہونا	۱۵
ذکر حفاظت کا قلعہ	۱۸
اللہ ہی سے لَو لگایئے	۲۱
احساسِ ذمّہ داری	۲۳
ذکر ہر عبادت کا لازمی عنصر	۲۵
مؤمنین کی پہلی صفت اللہ کا ذکر	۲۶
نماز اور ذکر کا باہمی ربط	۲۸
نبیوں کا طریقہ	۳۱
محبت اور استقامت	۳۴
اولیاء اللہ کی شان	۳۵
عارف اور غیر عارف میں فرقِ مراتب	۳۷
روحانی کیفیات کیسے حاصل ہوں گی	۳۸
اولیا اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں	۳۹

فہرست عناوین

قبولیت کا راز	۴۱
وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٍ	۴۳
توحیدِ باری تعالیٰ اور اتباعِ نبویؐ	۴۷
ہم اللہ کے محبوب کیسے بنیں؟	۴۸
صحابۂ کرام اور توحید	۵۳
اصل ولی کون ہے؟	۵۵
آزادی اللہ کی بڑی نعمت	۶۰
خدائے واحد کی عبادت اصل آزادی ہے	۶۰
ہندوستان بابرکت اور خوشحال سرزمین	۶۱
سارے انسان آدم وحواء کی اولاد ہیں	۶۳
ہندوستان اور وحدانیت	۶۵
حاکمِ مخلوق پر خدا کا سایہ ہے	۶۷
شریعت وطریقت ہی اللہ کا راستہ ہے	۶۸
شریعتِ محمدیہ ہی صراطِ مستقیم ہے	۶۹
بے ضرر بنو	۷۲
تواضع وانکساری اختیار کریں	۷۳

فہرست عناوین

ذکراللہ کی عظمت	۷۳
ذکرِالٰہی بندے کی اللہ سے محبت کی نشانی	۷۴
کرامت نہیں اتباعِ شریعت اصل ہے	۷۶
معمولات کو معمولی مت سمجھئے!	۷۸
بیعت کی حقیقت	۸۰
اولیاء اللہ توحید وسنت کے داعی تھے	۸۱
سچ کی افادیت اور جھوٹ کی مذمت	۸۳
سچ کے دوگرانقدر فائدے	۸۵
فرشتہ جھوٹ کی بدبو سے میلوں دور چلا جاتا ہے	۸۸
مسئلۂ طلاق میں جھوٹ کی کثرت	۸۹
موت ہمیں محاسبۂ نفس کی دعوت دیتی ہے	۹۱
انسان کی آزمائش کے مختلف طریقے	۹۳
فقروفاقہ	۹۴
مالی نقصان	۹۵
موت ایک بڑی آمائش	۹۵
اقارب کی موت پر غم ایک فطری کیفیت	۹۷

فہرست عناوین

مواقعِ غم میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم	۹۸
حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کا طرزِ عمل	۹۹
آئیے! ہم لوگ اپنا محاسبہ کریں	۱۰۰
فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں	۱۰۲
قرآنی ہدایات وخطابات عام ہیں	۱۰۳
دوسروں کے حقوق کی پامالی بڑے خسارہ کا باعث	۱۰۳
دوسروں کا حق دبانے سے برکت ختم ہوجاتی ہے	۱۰۵
راحت وسکون مال ہڑپنے میں نہیں	۱۰۷
ماں باپ کی جائیداد میں بہن بھی حصہ دار ہے	۱۰۸
حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کی تاکید	۱۱۰
خوفِ خداوندی ہی حصولِ جنت کا باعث ہے	۱۱۲
خاتمہ بالخیر اصل ہے	۱۱۴
خوف ورجاء دونوں مقصود ہیں	۱۱۶
جنت وجہنم خوف ورجاء کا مظہر	۱۱۷
شیطان کا انسان کو خوفِ خدا سے باز رکھنا	۱۱۸
خوف سے نکلے چند آنسو جہنم سے نجات کا باعث	۱۲۰

فہرست عناوین

مسجد فقط نماز و تلاوت تک محدود نہیں	۱۲۱
علم میں ذکر اللہ کی آمیزش ہو جائے	۱۲۵
علمِ غیب اللہ کی صفت ہے	۱۲۷
کبار ائمہ و علماء اور ذکر و فکر	۱۲۸
حضرت بشر حافیؒ، اور ذکر و فکر	۱۲۹
نفس کی پوری نگرانی کیجئے	۱۳۱
دورِ حاضر میں محاسبۂ نفس کی ضرورت اور اہمیت	۱۳۱
صالحین کی صحبت اختیار کیجئے	۱۳۴
ایمان: اطاعت اور ماننے کا نام ہے	۱۳۵
انسان اللہ کی ہدایت کا ہر لمحہ محتاج ہے	۱۳۶
اطاعت اور ہدایت سے انحراف عذابِ خداوندی کا باعث	۱۳۸
پچھلے لوگوں سے عبرت پکڑیں	۱۳۹
ہمیں حقیقت میں غلامِ اولیاء بننا ہے	۱۴۰
پریشانیوں سے بھی روحانی ترقی ہوتی ہے	۱۴۲
استاذ زادے کی رحلت ایک المناک حادثہ	۱۴۳
اولیاء میں رضا بالقضاء کی صفت	۱۴۴

4

فہرست عناوین

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کا ایک ملفوظ	۱۴۵
مصیبت اور خوف آزمائشِ خداوندی	۱۴۶
مصیبت میں اللہ کی طرف متوجہ ہوں	۱۴۹
کسی کے انتقال پر خواجہ باقی باللہؒ کا تاثر	۱۵۲
مصائب پر صبر اور ترقیِ درجات	۱۵۳
ان حالات میں امتِ مسلمہ کیا کرے؟	۱۵۶
فاسد نظام شیطانی و دجّالی نظام کا حصہ ہے	۱۵۸
موجودہ حالات دجالی نظام کا مظہر ہیں	۱۶۰
ان حالات میں امتِ مسلمہ کیا کرے	۱۶۱
قرآن میں ظالمِ وقت کی عیاریوں سے بچنے کی تدبیر	۱۶۲
ہمیں اپنے محاسبہ کی بھی ضرورت ہے	۱۶۴
حاکم منتظم ہوتا ہے مالک نہیں	۱۶۵
حضرت امام بخاریؒ کا علمی مقام	۱۶۸
امام بخاریؒ کی پیدائش	۱۶۹
والدہ کی دعا بصارت کا لوٹ آنا	۱۷۰
ذکاوتِ علمی اور قوتِ حفظ	۱۷۰

فہرست عناوین

قوتِ حفظ کے دو تاریخی واقعے	۱۷۲
کمالِ عبادت وتقویٰ شعاری	۱۷۴
خوارق وکرامات	۱۷۶
پوری ملت کا مدار چھ چیزوں پر ہے	۱۷۷
کتاب وسنت کی پیروی اوّلین دستورِ عمل	۱۷۸
حلال ذریعۂ معاش اپنایئے!	۱۸۰
حقوق العباد کا خیال رکھئے	۱۸۱
ایذائے مسلم سے احتراز کریں	۱۸۳
گناہوں کی گندگی سے خود کو بچایئے	۱۸۴
توبہ اور رجوع الی اللہ	۱۸۴
رزق کی فراوانی مع الاستغفار مطلوب ہے	۱۸۶
ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے چھ حقوق	۱۸۸
وہ چھ لوگ جن پر لعنت ہوتی ہے	۱۸۹

از تحفہ: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتا پگڈھی قدس سرہ

یہ بھی مرنے میں ہے کوئی مرنا

زندگی کی بہار ہے مرنا — اپنی مرضی کو ہے فنا کرنا
اتباعِ ہوا سے دور رہیں — اتباعِ رسولؐ پر مرنا
یہی ایمان ہے یہی عرفاں — جان و دل ان پہ سب فدا کرنا
زندگی کیا ہے کیا خبر ہم کو — ہم نے سیکھا نہیں مگر مرنا
جو بھی پیش آئے ان کی جانب سے — شکر بندے کو چاہئے کرنا
ان کی مرضی پہ بس رہو راضی — نہ کبھی بھول کر گِلا کرنا
یوں تو مرتے ہیں مر ہی جائیں گے — یہ بھی مرنے میں ہے کوئی مرنا
اصل مرنا ہے راہ میں ان کی — اس کو کہتے ہیں دستو! مرنا
ایسے مرنے پہ زندگی قرباں — یہ تو جینا ہے یہ نہیں مرنا
اس سے بڑھ کر نہیں کوئی دولت — اللہ اللہ ہر گھڑی کرنا
زندگی نام ہے اطاعت کا — اور غفلت کا نام ہے مرنا
لطف جینے کا ہے محبت میں — اور مرنا بھی لطف کا مرنا
زندگی ہم جسے سمجھتے ہیں — زندگی یہ نہیں ہے ہے مرنا
مر کے ہوتی ہے زندگی حاصل — ایسے مرنے کی تم دعا کرنا

سنن کی فضیلت اور ذکر الٰہی کی عظمت

زیر نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو آپ نے مؤرخہ ۲۰۱۴/۹/۱۷ء کو موضع مین پورہ کی جامع مسجد میں فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o قال اللہ تعالیٰ: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُو ااذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا o وَسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا o (سورۃ الاحزاب آیت: ۴۲)۔

محترم بزرگو اور دوستو، میرے عزیزو! جو شخص مغرب کی نماز پڑھے اور پھر چھ رکعات پڑھے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اس کو بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے، چھ رکعات مغرب بعد پڑھنے پر بارہ سال کی عبادت کا ثواب، اس لئے کوشش یہ کرنی چاہئے کہ مغرب کی نماز

کے بعد چھ رکعات کا بھی اہتمام پابندی سے کیا جائے، عمل مختصر ہے اور ثواب بہت زیادہ، مغرب کے بعد دو سنتیں مؤکدہ ہیں وہ تو پڑھنی ہی ہیں چار اور پڑھ لو، آپ نے مزید چار اور پڑھی تو انشاء اللہ آپ کو پورا ثواب ملے گا، کتنا مختصر عمل ہے اور ثواب کتنا زیادہ، اسی طرح فرمایا رسول پاک ﷺ نے جو شخص فجر کی نماز کے بعد اشراق تک ذکر اللہ کرے، اللہ کے ذکر میں مشغول رہے، پھر دو رکعات یا چار رکعات پڑھے، اس شخص کو اللہ پاک مکمل ایک حج اور مکمل ایک عمرہ کا ثواب عطا فرماتے ہیں، کتنا بڑا ثواب ہے، اسی طرح فرمایا جو شخص عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے، پھر فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے تو اللہ پاک اس کو پوری رات کا ثواب عطا فرماتے ہیں، وہ بھی اسی آیت کا مصداق بن جاتا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ (سورۂ سجدہ ۱۶/) تفسیر میں فرمایا گیا کہ اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جو تہجد پڑھتے ہیں، ایک جماعت نے کہا کہ اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جو ذکر اللہ کرتے ہیں، رات کو سوئے، لیٹے اور پھر اٹھے، ذکر اللہ کیا، خود بھی ذکر اللہ کیا، گھر والوں کو بھی کرایا، بہت بڑی بات ہے خود بھی اٹھا اور گھر والوں کو بھی اٹھایا، انہوں نے بھی دو رکعات پڑھی،

وَالذّٰاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا (الاحزاب ۳۵) وہ اللہ کو بہت یاد کرنے والے شمار ہوتے ہیں اور اس آیت کا مصداق بن جاتے ہیں، تو وہ شخص جو تہجد پڑھے وہ بھی اس آیت کا مصداق ہے، اللہ پاک نے ان کے لئے بشارت دی کہ ایسے لوگ جو تہجد پڑھتے ہیں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں اور ذکر اللہ کرتے ہیں، وہ نہیں جانتے اللہ پاک نے ان کے لئے کیا تیار کیا ہے، **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْن** (سورۃ السجدۃ) کتنا اونچا عمل ہے اللہ کے نام پر سویا تھا اور اللہ کا نام لیکر اٹھا، دعا پڑھ کر سویا، دعا پڑھ کر اٹھا، توبہ کر کے سویا تھا، توبہ کر کے اٹھا، معلوم نہیں کہ یہ آخری شب ہو اور اگر توبہ کر کے سویا اللہ کے ذکر کے ساتھ سویا اور موت آگئی تو ایمان پر خاتمہ شمار ہوگا، اور اگر استغفار کرتے ہوئے اٹھا تو اس آیت کا مصداق بنے گا **وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْن** (الذٰریٰت ۱۸) اللہ پاک نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو صبح سویرے اٹھتے اور استغفار کرتے ہیں **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ**۔

اللہ کے ذکر کی فضیلت

اللہ کا ذکر ہی مقصد ہے، مقصودِ حیات، مقصودِ عالم صرف ذکرِ خداوندی اور اللہ کی یاد ہے، تو ذکر نماز کی شکل میں بھی ہے قربانی کی شکل میں بھی ہے،

زکوٰۃ کی شکل میں بھی ہے، روزہ کی شکل میں بھی ہے، ان تمام عبادات سے مقصود اللہ کا ذکر ہی ہے، فرمایا گیا **وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ** اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے، حدیث شریف میں ہے حق تعالیٰ نے خود فرمایا کہ جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جو مجمع میں مل بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں یاد کرتا ہوں، کتنی بڑی فضیلت ہے! اگر مجمع کے ساتھ آپ نے یاد کیا تو آپ کا ذکر کہاں ہو رہا ہے؟ فرشتوں کے ساتھ۔ **سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم** فرشتوں میں اللہ پاک آپ کا ذکر کر رہے ہیں، فلاں بندہ ہم سے محبت کرتا ہے، یاد کرتا ہے، یہ اللہ کی طرف سے رحمت اور شفقت ہو رہی ہے، ذکر اللہ کتنا اونچا عمل ہے کہ اگر آپ نے اللہ کو یاد کیا تو اللہ پاک آپ کو یاد کر رہے ہیں، اس سے بڑی فضیلت کیا ہو سکتی ہے؟ کہ بندہ نے اللہ کو یاد کیا تو اللہ نے بندہ کو یاد کیا۔

اللہ کا ذکر آخرت کا بہترین ذخیرہ

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَر اللہ جل شانہ کی سب سے بڑی نعمت، فضیلت، عزت و شرافت، نجات کا ذریعہ، رفعِ درجات کا باعث، اللہ کے قرب کا ذریعہ، توبہ و استغفار کے قریب کرنے والا عمل، دل کو نرم کرنے والا عمل، دل کو بیدار کرنے والا عمل ہے، فرشتے ذاکرین پر اترتے ہیں اور

رحمت کی دعا کرتے ہیں اور ذکرِ خداوندی آخرت کا بہترین ذخیرہ ہے، اللہ کا ذکر قبر میں ساتھ، میدان محشر میں بھی ساتھ، اللہ کے دربار میں ہوں گے تب بھی ساتھ اور جنت میں ہوں گے تب بھی ساتھ، ایسا عمل جو کبھی بھی آپ سے جدا نہیں ہوگا، الگ نہیں ہوگا، سفارش کرتا رہے گا، نور بخشتا رہے گا نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ (سورۂ تحریم، آیت:۸) اللہ کا ذکر نور بھی ہے اور سرور بھی ہے اور حق بھی ہے، برکت اور حفاظت بھی ہے۔

آپ ﷺ کا حلقۂ ذکر میں شریک ہونا

صحابۂ کرامؓ ایک جگہ ذکراللہ فرمارہے تھے رسول اکرم ﷺ صحابۂ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہوگئے اور فرمایا جانتے ہو میں کیوں بیٹھا؟ میں نے دیکھا کہ جب تم اللہ کا ذکر کررہے تھے تو اللہ کی رحمت تمہارے اوپر موسلا دھار بارش کی طرح اتر رہی تھی، اللہ کے نبیوں کی تو آنکھیں کھلی ہوئی ہوتی ہیں انوارات دیکھنے کیلئے، ہم لوگ تو نابینا ہیں پھر جو ذکراللہ پر محنت کرتا ہے اللہ اس کی بھی آنکھ کھول دیتے ہیں، انبیاءؑ اور صلحاء اور اولیاء کرام کی آنکھیں کھلی ہوتی ہیں، ان کو انوارات نظر آتے ہیں فرشتے نظر آتے ہیں، اور فرمایا کہ اللہ کی تجلیات اور برکات کی رحمت برس رہی تھی تو میں نے چاہا کہ میں بھی اس میں شرکت کروں اور کیوں نہ شرکت کرتے، اللہ نے خود آپ

ﷺ کو حلقۂ ذکر میں شرکت کی تلقین کی ہے، ارشاد فرمایا: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (الکہف ۲۸) اور آپ اپنے آپ کو روکے رکھئے ان لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو پکارتے ہیں صبح اور شام، ارادہ کرتے ہیں اس کی خوشنودی کا اور آپ نہ ہٹایئے اپنی نگاہ ان لوگوں سے، آپ چاہتے ہیں دنیوی زندگی کی زیب وزینت اور نہ اطاعت کیجئے ان لوگوں کی کہ ہم نے جن کے دلوں کو اپنے ذکر سے غافل کردیا اور انہوں نے اپنے خواہشات کی اتباع کی اور اس کا معاملہ حد سے گذر گیا (حق تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ذاکرین کے ساتھ بیٹھو، کس کو فرمارہے ہیں؟ نبی پاک ﷺ کو فرمارہے ہیں کہ آپ ذاکرین کو تلاش کیجئے، ان کے ساتھ بیٹھو اللہ کے نبی کو یہ حکم ہورہا ہے اور ہمیں عقل نہیں آرہی، سمجھ نہیں آرہی کہ ذکر کے حلقے ریاض الجنۃ ہیں اور جنت کے باغات ہیں، جنت کے باغات کی سیر کرنے کا شوق نہیں دنیا کے باغات کی سیر کرنے کا شوق ہے، جنت کے باغات کی سیر کرنے کا شوق نہ ہو یہ کیسا ایمان ہے؟ یہ کیسی کیفیت ہے ایمان کی؟ وہ تو جنت کے باغات ہیں، اور اسی سے قربت حق حاصل ہوتی ہے، کیا فرمایا: اَلَّذِيْنَ

یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَامَاخَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران، آیت:۱۹۱) وہ لوگ قابل تعریف ہیں جو اللہ پاک کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی، تو معلوم ہوا کہ جب تک بندہ کھڑے ہوکر بیٹھ کر لیٹ کر انفراداً اجتماعاً گھر میں، خلوت میں، بازار میں، کھیت کیار میں، پہاڑ میں، دریاؤں میں، ہواؤں فضاؤں میں، جنگلات میں، مسجدوں میں، مدرسوں میں، خانقاہوں میں، اپنے گھروں میں۔ کیا فرمایا گیا کہ گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، مسجدیں بنائی گئی اللہ کے ذکر کے لئے، مدرسے بنائے گئے اللہ کے ذکر کو بلند کرنے کیلئے، تعلیم و تعلم بھی اللہ کا ذکر ہے، دعوت و تبلیغ سے مقصد کیا ہے اللہ کی یاد ہے، پھرنا پھرانا مقصد نہیں ہے بلکہ اللہ کا ذکر ہی مقصد ہے، اللہ کی یاد ہی مقصد ہے، ہمارا یہ گشت، چلنا پھرنا، اللہ کے ذکر کو زندہ کرنے کیلئے اور اعمالِ صالحہ کو زندہ کرنے کیلئے ہے، مقصود گشت کا، مقصود مدرسوں کا، مقصود خانقاہوں کا، مقصود مسجدوں کا، مقصود ہماری زندگی کا، مقصود اس پوری کائنات کا کیا ہے؟ ذکر اللہ ہے، ذکرِ حیات ہے اور پوری کائنات کی جان ہی کلمہ طیبہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہے، پوری کائنات کی جان اور حیات یہی ہے کیا ہم زندہ ہونا نہیں

چاہتے؟ اللہ کے نبی ﷺ کی فہرست میں ہم زندہ کب مانے جائیں گے؟ جب ہم ذکر کریں گے، کیا فرمایا جو ذکر کرتا ہے وہ زندہ ہے، جو ذکر نہیں کرتا وہ مردہ ہے، اب ڈاکٹروں کی فہرست میں ان کے کہنے کے مطابق ہم زندہ ہوں، خوب موٹے تازے ہوں، خوب یہاں وہاں گھوم رہے ہوں لیکن اللہ کے نبی سرور دو عالم ﷺ کی نظر میں ہم مردہ ہوں تو ہماری زندگی کا کیا فائدہ؟ ان کی نظر میں ہم زندہ ہوں یہ اصل زندگی ہے اصل حیات ذکر اللہ سے ہے، اللہ کا ذاکر کبھی مرتا نہیں زندہ رہتا ہے

ہر آں کس کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت بر جریدۂ عالم دوام زبان ما

اللہ کا ذاکر زندہ ہی ہوتا ہے اور اس کا ذکر چلتا ہی رہتا ہے، قبر میں بھی، حشر میں بھی، اٹھنے کے بعد بھی، ہر وقت تو ضرورت ہے اس بات کی کہ دلوں کو اللہ کے ذکر سے زندہ کیا جائے۔

ذکر حفاظت کا قلعہ

فرمایا نبی پاک ﷺ نے کہ ذکر اللہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص کے پیچھے دشمن بھاگ رہا ہو وہ بھی بھاگ رہا ہو بچنے کیلئے، پھر وہ ایک قلعہ میں چھپ جائے اور اس کو بند کرلے، اللہ کا ذکر قلعہ ہے سب سے

بڑی حفاظت کا ذریعہ ہے، آج ہم نے ذکر چھوڑ دیا تو ساری مصیبتیں ہمارے اوپر آ رہی ہیں، دو چیزیں اہم ہیں: توبہ واستغفار کہ ہر گناہ سے توبہ کی جائے، چوری سے، چکاری سے، کسی کا مال لینے سے، لوٹنے سے، کسی کے مال سے کیا لینا، ہماری ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی، ٹوٹی پھوٹی چارپائی شاہی بکھیڑوں سے بہتر ہے، ہمیں کسی کے مال سے کیا لینا، کسی کا ہے تو ہوا کرے، جو ہمارے پاس ہے وہ سب سے بڑی نعمت ہے وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰه (الحشر آیت: ۷) جو اللہ نے ہمیں دیا وہ اصل ہے، دوسرے کے مال سے ہمیں کیا لینا، دوسرے کا مال دبانا اور آبروریزی کرنا یہ بڑی ہلاکت ہے، سب سے بڑا گناہ کسی کی آبروریزی کرنا ہے، مال اخذ کرنا، زمین دبانا، یہ اتنا بڑا خطرناک عمل ہے کہ قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائے گا، کہا جائے گا کہ تجھے بہت شوق تھا، چل یہاں ساتوں زمینوں کا طوق تیرے گلے میں پڑا ہوا ہے، اب لے یہ سب تیرے لئے، نکل اس سے باہر، اسکے اندر گھسے گا، نکلے گا، گھسے گا، نکلے گا، اس سے باہر نکل ہی نہیں پائے گا، یہ اس کا حشر ہوگا، یہ زمینوں کا حشر ہے، یہ مال کا حشر ہے، یہ دولت کا حشر ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں، مال ساتھ آنے والا نہیں، نہ کوٹھی، نہ بنگلہ، ساتھ آنے والا کیا ہے؟ اللہ

کا ذکر، نماز، روزہ، توبہ واستغفار تلاوت، یہ ذکر وفکر سب سے اونچے اعمال ہیں، یہ کیا ہیں، اعمالِ مقصودہ ہیں، تلاوت اعمالِ مقصودہ میں سے ہے، اور یہ ذکر اللہ سب سے اونچا عمل ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اللہ کا ذکر سب سے اونچا عمل ہے اللہ پاک ہمیں سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے، توبہ واستغفار کی توفیق نصیب فرمائے، تھوڑی دیر اللہ کا ذکر کرلیں۔

حضرت والا کے بیان کے بعد کافی دیر ذکر اللہ ہوا، بعدہٗ حضرت نے دعا فرمائی پھر اس کے بعد تقریباً ۴۶ر آدمیوں نے حضرت کے دستِ بابرکت پر توبہ کی اور شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے، جن میں ایک قریہ سے آئی ہوئی تقریباً ۱۲ر اشخاص کی جماعت بھی شامل ہے۔

اللہ ہی سے لَو لگائیے

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو آپ نے مورخہ ۲۴/۱۰/۲۰۱۴ء کو تاریخی سرزمین قصبہ کاندھلہ کی چھتہ والی مسجد میں علماء اور مجمع کے سامنے فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا○ (الکہف، آیت:۲۸).

وَقَالَ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی: تَحِیَّتُھُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَہٗ سَلٰمٌ وَّاَعَدَّلَھُمْ اَجْرًا کَرِیْمًا○ (الاحزاب، آیت:۴۴) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

قابلِ صد احترام مخلص احبابِ گرامی! آپ حضرات کے سامنے

ماشاءاللہ کبار علماء تشریف فرما ہیں اور ویسے بھی یہ بستی ماشاءاللہ اکابر اہل اللہ علماء، صلحاء، مبلغین، اُدباء، عارفین، زاہدین اور مؤلفین کی مبارک بستی ہے، آپ حضرات کے سامنے کچھ کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ سورج کو روشنی دکھانا، ایک طرف ماہتاب عالمِ تاب اور ایک طرف معمولی چراغ، ایک معمولی چراغ کا آفتاب عالمِ تاب کے سامنے کیا اٹھتا ہے ؎

چراغِ مردہ کُجا نورِ آفتاب کُجا

ایک مردہ چراغ کہاں اور نورِ آفتاب کہاں جیسی بات ہے۔ آپ حضرات ماشاء اللہ بیدار مغز ہیں، بیدار دل ہیں، بیدار دماغ ہیں، روشن ضمیر ہیں، روشن ضمیری آپ حضرات کی صفت ہے آپ حضرات بیدار ہیں، اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ حضرات نے ایک عالم کو بیدار کیا ہے، جو بیدار نہ ہو تو وہ عالم کو بیدار کیسے کرے گا؟ آپ حضرات نے ایک عالم کو بیدار کردیا یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ حضرات بیدار ہیں، آپ حضرات نے ایک عالم کو روشن ضمیر بنادیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ حضرات روشن ضمیر ہیں، آپ حضرات نے ایک عالَم کو عالِم بنادیا یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ حضرات عالِم ہیں، آپ حضرات نے ایک عالَم کو عارف بنادیا یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ حضرات عارف ہیں، آپ حضرات نے ایک عالَم کو زاہد بنادیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ حضرات میں زہد کی صفت

ہے، آپ حضرات نے ایک عالَم کو اللہ کی طرف متوجہ کر دیا یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ حضرات اللہ کی طرف متوجہ ہیں، آپ حضرات نے ایک عالَم کو اللہ کی محبت میں گرفتار کر دیا یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ حضرات اللہ کی محبت میں گرفتار ہیں، آپ حضرات نے ایک عالَم کو عاشق بنا دیا یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ حضرات خود اللہ کے عاشق ہیں، آپ حضرات نے ایک عالَم کو اللہ کے دین کا داعی، سپاہی، مبلغ بنا دیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ حضرات داعی الی اللہ، سپاہی اور اس میدان کے مجاہد ہیں، یہ آپ حضرات کی صفات ہیں۔

احساسِ ذمّہ داری

جن حضرات میں اتنی صفات ہوں اللہ اللہ! ان حضرات کے سامنے کچھ کہنا ہے آسان؟ مگر یہ کہ اللہ آسان بنا دے تو آسان ہو سکتا ہے، ان حضرات کو جو پہلے سے بیدار ہوں اور یہ صفات اپنے اندر رکھتے ہوں یہی بتانا کافی ہو سکتا ہے کہ آپ حضرات کی یہ صفات ہیں، یہ خوبیاں ہیں، یہ کمالات ہیں، تو امید ہے کہ انشاء اللہ وہ پھر تازہ دم ہو جائیں گے، اور احساس ہوگا کہ ہمارے اندر یہ کمالات ہیں، ایک بچہ جب بچوں میں آتا ہے اور طالب ہوتا ہے اگر اس کا استاذ اس کو ہمت دلا دے کہ تو تو پڑھا ہوا ہے

شاباش! تو اس کے اندر اور ہمت پیدا ہو جاتی ہے، حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے، آپ حضرات تو ماشاء اللہ جید الاستعداد ہیں، صاحب الکرامات ہیں آپ حضرات ذکر و فکر سے لیس ہیں، آپ حضرات میں ذکر بھی ہے فکر بھی ہے، آپ حضرات میں دعوت و تبلیغ کا ذوق بھی ہے، مزاج بھی ہے، آپ حضرات میں وہ سب صفات ہیں جو مؤمنین میں ہونی چاہئیں، جن کو حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا** (الانفال، آیت:۲) ایمان والوں کی یہ شان ہے اور یہ صفت ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ کا تذکرہ ہوتا ہے تو ان کے دل میں ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے **وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ** خوف بھی ہوتا ہے محبت بھی ہوتی ہے، اس کا نام ''وجل'' ہے، ادھر خوف اور ادھر محبت، اللہ کا حکم یہ ہے، ارے ہم سے اللہ کا حکم ادا نہیں ہو رہا، ڈرنے لگتے ہیں، ہمارا کیا ہوگا، پھر دل میں اللہ کی محبت بیدار ہو جاتی ہے **وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ** (البقرہ، آیت:۱۶۵) ایمان والوں کے سامنے جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے جو ان کے سب سے بڑے محبوب ہیں، مؤمن کا سب سے بڑا محبوب کون ہے؟ اللہ، مؤمن کا سب سے بڑا مقصود کون ہے؟ اللہ، سب سے بڑا مطلوب کون ہے؟ اللہ، اگر مؤمن پھر بھی اللہ والا نہ ہو تو یہ تو عجیب بات

ہے، اگر وہ اللہ والا نہ ہوا تو یہ اس کا کمال ہوا یا اس کا نقصان ہوا؟، ہاں اسلئے کہ ایمان کی بنیاد ہی اللہ کی محبت ہے، ایمان نام ہی ہے اللہ کے عشق، اللہ کی محبت، اللہ کے تعلق، اللہ کے ذکر کا۔

ذکر ہر عبادت کا لازمی عنصر

ذکر میں اور ایمان میں، ذکر اور اللہ کی محبت میں، ذکر میں اور اللہ کے عشق میں، ذکر میں اور دعوت میں، ذکر میں اور تبلیغ میں، ذکر میں اور نماز میں، ذکر میں اور زکوٰۃ میں، ذکر میں اور حج میں، ذکر میں اور روزہ میں، ذکر میں اور اللہ کے راستہ میں جان و مال اور وقت کی قربانی دینے میں بہت خاص تعلق ہے، بڑا گہرا تعلق ہے، ایک دوسرے سے یہ چیزیں الگ الگ کوئی کرنا بھی چاہے تو بھی نہیں ہوسکتیں، آپس میں ایک دوسرے سے اس قدر زبردست طریقہ سے ملی ہوئی ہیں کہ ان کو الگ الگ کرنا ناممکن ہے، اگر الگ الگ کردیا تو کیا ہوگا؟ ہمارے حضرت حکیم صاحب (حضرت مولانا حکیم محمد عزیر صاحب کاندھلوی) سے پوچھئے کیا ہوگا؟ اگر الگ الگ کردیا تو ایسا ہی ہوگا جیسا کہ کسی بدن سے اس کی روح کو الگ کردیا گیا ہو، اگر ان میں سے کسی چیز کے ساتھ ذکر کے تعلق کو الگ کردیا تو کیسا ہوگا جیسا کہ روح کو بدن سے الگ کردیا گیا ہو، اگر بدن سے روح الگ

ہوجائے تو اس کی قیمت ہی کیا رہ جاتی ہے؟، اسی طرح جتنے اعمال ہیں ایمان سے لیکر جتنے بھی اعمال ہیں، ایمان کی جتنی شاخیں ہیں (ایمان کی ستّر سے زیادہ شاخیں ہیں) جتنے ایمان کے شعبے ہیں، جتنی ایمان کی طاقتیں ہیں، جتنی ایمان کی کیفیات ہیں، جتنے ایمان کے ارکان ہیں، جتنے ایمان کے احکامات ہیں، جتنے ایمان کے معاملات ہیں، اگر کسی ایک معاملہ سے بھی اللہ کے ذکر کو ہٹا دیا گیا ہو اور الگ کردیا گیا ہو اس کا معاملہ کیسا ہوجائے گا؟ جیسا کہ بدن پڑا ہوا ہے اور اس میں روح ندارد۔

مؤمنین کی پہلی صفت اللہ کا ذکر

کیا فرمایا گیا **اَلَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُھُم** (الانفال، آیت: ۲)

اللہ اکبر! کیا بات ہے!! اللہ پاک نے جب مؤمنین کی صفات کو بیان فرمایا تو سب سے پہلے کون سی صفت کو بیان فرمایا؟ **اِذَا ذُکِرَ اللّٰہ** جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے، یہی ایک اشارہ ایک سمجھدار انسان کیلئے، ایک اللہ کے عاشق کیلئے، ایک دیوانہ کیلئے کافی ہے، ایک اللہ کی محبت رکھنے والے کیلئے یہی ایک اشارہ بہت کافی ہے، کہ ایمان کی صفات میں، کمالات میں، مؤمنین کی صفات میں، خوبیوں میں، سب سے پہلے جس صفت کا ذکر آیا ہے، وہ ہے ''**ذِکۡرُ اللّٰہ**'' ثابت یہ ہوا کہ ایمان عین ذکر ہے، ایمان کی

اساس، ایمان کی جان، ایمان کی روح ہے، ایمان سب اعمال کی روح ہے اور خود ایمان کی روح کیا ہے؟ اللہ کا ذکر، کیونکہ ذکر ہی سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے اور محبت سے ہی مردہ زندہ ہوتا ہے، محبت سے تلخ بھی شیریں ہوجاتا ہے، ذکراللہ سے، اللہ کی محبت سے، مردہ بھی زندہ ہوجاتا ہے، اور اللہ کی محبت کہاں سے ہے؟ اللہ کے ذکر سے، اللہ کی محبت وابستہ اللہ کے ذکر سے ہے، اور محبت ہی سے مردہ زندہ ہوتا ہے

ے

از محبت مردہ زندہ می شود   از محبت شاہ بندہ و بندہ شاہ می شود

محبت سے مردہ زندہ ہوجاتا ہے، محبت ہی سے شاہ بندہ اور بندہ شاہ بن جاتا ہے۔ سارے کرشمے جو بھی کچھ ہیں وہ کس سے ہیں؟ محبتِ خداوندی سے، سارے کرشمے اور سارے کمالات اللہ ہی کی محبت سے وابستہ ہیں، تو معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت حاصل کرنے کیلئے اللہ کا ذکر اور اللہ کی یاد ضروری ہے، جو جس سے محبت رکھتا ہے وہ اس کو اتنا ہی یاد کرتا ہے، ایمان والا کس کا دیوانہ؟ اللہ کا، ایمان والا کس کا عاشق؟ اللہ کا، ایمان والا کس کا طالب؟ اللہ کا، جب ایمان والا اللہ کا طالب ہوا، عاشق ہوا، دیوانہ ہوا تو سب سے زیادہ ذکر اس کی زبان پر، اس کے دل پر، اس کے دماغ پر کس کا ہوگا؟ اللہ کا، بہت صاف شفاف اور بہت موٹی سی بات ہے اسکے سمجھنے میں کوئی اشکال نہیں، کیا فرمایا گیا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ

وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (الانفال، آیت: ۲) ایمان والوں کی پہلی صفت یہ ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ یعنی ان کے محبوب، ان کے مطلوب اور ان کے معشوق کا تذکرہ ہوتا ہے تو ان کے دل میں ہل چل پیدا ہوجاتی ہے، سرور کی کیفیت اور نور کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے، اللہ ہی کے ذکر سے ایمان والوں کو سرور حاصل ہوتا ہے، اللہ ہی کے ذکر سے ایمان والوں کو نور ملتا ہے، نور بھی اللہ کے ذکر سے وابستہ ہے اور سرور بھی اللہ کے ذکر سے وابستہ ہے، اللہ کا ذکر نور بھی ہے اور سرور بھی ہے، اور وہی اطمینانِ قلب ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ، قلوب کا اطمینان کس چیز سے وابستہ ہے؟ اللہ کے ذکر سے الا بذکر اللہ "الا" سے تنبیہ فرمائی، خبردار ہوجاؤ، کان کھول کر سن لو، غور سے سن لو کہ اللہ کے ذکر ہی سے قلوب کو اطمینان حاصل ہوتا ہے، ایمان میں اطمینان کس سے حاصل ہوتا ہے اللہ کے ذکر سے۔

نماز اور ذکر کا باہمی ربط

اللہ کا ذکر اور اللہ کی یاد اتنی زبردست چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں، نماز کی عظمت بھی اسی لئے ہے اور نماز کی رفعت بھی اسی لئے ہے کہ وہ اللہ کے ذکر پر مشتمل ہے، نماز کی فضیلت اور قربت اور اس کا مقام و مرتبہ وہ بھی اسی لئے ہے کہ

اللہ کے ذکر پر مشتمل ہے، ارشاد فرمایا: اَقِمِ الصَّلوٰۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ، آیت:۱۴) نماز میں آپنے سب سے پہلے نیت کی، فلاں نماز پڑھتا ہوں، امام کے پیچھے پڑھتا ہوں اور آپ نے پوری نیت کی، نیت کیا ہے؟ نیت بھی عبادت ہے، نیت عبادتِ قلبیہ ہے، اور آپ نے اللہ اکبر کہہ کر بتا دیا، ہاتھ اٹھا کر نَبَذْتُ الدُّنْیَا وَرَاءَ ظَھْرِیْ دنیا کو پسِ پُشت ڈال کر اللہ کی طرف آپ متوجہ ہوگئے، یہ کیا کیا آپ نے؟ آپ نے نماز کی شروعات کس چیز سے کی؟ ذکر اللہ سے کی، اَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ بَعْدَالْاِیْمَانِ الصَّلٰوۃُ ایمان کے بعد سب سے بڑی عبادت نماز ہے اَھَمُّ الْعِبَادَاتِ بَعْدَ الْاِیْمَانِ الصَّلٰوۃُ آپ اس کو کس سے شروع کر رہے ہیں؟ اللہ کے ذکر سے۔

پھر آپ نے اس میں اللہ کی حمد وثنا کی، آپ نے ثنا پڑھی وہ ثنا پڑھنا کیا تھا؟ وہ بھی ذکر ہی تھا، پھر آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھی، سورۂ فاتحہ میں کیا آیا؟ اللہ کا ذکر ہی تو آیا سورہ فاتحہ ذکر ہی تو ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ذکر بھی ہے اور شکر بھی ہے، یہ شکر ہوا، جس کو فرمایا گیا فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْالِیْ وَلَاتَکْفُرُوْنَ (البقرہ، آیت:۱۵۲) یہ اللہ کا ذکر ہی تو ہے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' اللہ کی صفات سے آپ نے اللہ کو یاد کیا، کبھی اسم ذات سے اللہ کو یاد کیا اور کبھی حق تعالیٰ کی عظیم صفات سے آپ نے ان کو

15

یاد کیا، یاد تو کیا نا ان کو، تو ذکر کن کا ہوا؟ اللہ کا، چاہے وہ ذکر اسمِ ذات سے ہو ''اَللّٰه اَللّٰه'' کہہ کر ہو، چاہے رب العٰلمین، رحمن، رحیم کہہ کر ہو یا مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہہ کر ہو یہ سب کیا ہوا؟ اللہ کی صفات سے اللہ کو یاد کرنا ہوا، پھر آپ نے کہا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یہ اور زیادہ آپ مستغرق ہوگئے اللہ کی محبت میں، اللہ کے عشق میں، اللہ کے ذکر میں، اللہ کے ذکر میں حلاوت آگئی آپ کو، اللہ کے ذکر میں آپ کو اتنی حلاوت، اتنی لذت اور اتنا مٹھاس آگیا کہ آپ نے فوراً یہ کہا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یا اللہ جب تمام عالموں کے رب آپ، رحمٰن آپ، رحیم آپ، اور قیامت کے دن کے مالکِ مختار آپ، سب کچھ آپ، تو آپ ہی آپ ہیں کوئی اور ہے ہی نہیں، اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یا اللہ میں آپ ہی کی عبادت کرتا ہوں، ہم سب ملکر آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۔اور یا اللہ آپ ہی سے ہر حال میں، ہر وقت میں، تمام مشکلات میں، تمام معاملات میں، تمام مقامات میں، کوئی بھی مقام ہو، مکان ہو، وقت ہو، پریشانی ہو، مصیبت ہو، سفر ہو، حضر ہو، دن ہو کہ رات ہو، آپ ہی سے ہر حال میں ہمیشہ مدد مانگیں گے، اور کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے اور نہ کسی سے مدد چاہیں گے، یہ

عشق کا کمال ہے کہ بس آپ ہی ہیں سب کچھ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۔یہ آپ فنا ہوگئے ہیں، یہ فنائیت کہاں سے آئی ہے؟ یہ فنائیت آئی ہے اللہ کے شکر سے، یہ فنائیت آئی ہے اللہ کے ذکر سے، جب آپ شکر کے راستہ سے چلے ہو، ذکر کے راستہ سے چلے ہوتو آپ کو اللہ نے عبادت کی حقیقت تک پہنچادیا، جب آپ نے شکر کا راستہ پکڑا، ذکر کا راستہ پکڑا، تو اللہ پاک نے عبادت کی حقیقت تک پہنچادیا اور کہلوادیا، کہو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اب اگر عبادت کی حقیقت تک پہنچ گئے تو آگے اور چلو، یا اللہ ہمیں ہدایت نصیب فرما، اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِیْنَ اور یہ وہ حضرات ہیں جن پر اللہ پاک نے احسان فرمایا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا (نسآء، آیت:۶۹)۔

نبیوں کا طریقہ

یہ شکر، یہ عبادات اور یہ دعوت سب اللہ کے ذکر سے وابستہ ہیں، اور پھر دعوت میں اور تبلیغ میں ہر وقت ذکر اللہ کی آمیزش اور ذکر اللہ کی فنائیت اور اللہ کی محبت میں استغراق، یہی انبیاءؑ کا طریق ہے، انبیاء کا طور

طریقہ یہی چیز ہے، انبیاء ہر وقت اللہ کو یاد کرنے والے تھے، اللہ کے داعی تھے وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (الاحزاب، آیت:۴۵) وہ اللہ کی طرف بلا رہے تھے، اللہ کی طرف بلانا، اللہ کی عبادات کی طرف بلانا، اللہ کی محبت کی طرف بلانا، اللہ کے عشق کی طرف بلانا، اللہ کے ساتھ تعلق کی طرف بلانا، اللہ کے ذکر کی طرف بلانا ان کا مشن تھا، اور جو شخص اللہ کے ذکر کا داعی ہے وہ اللہ کا داعی ہے کہ نہیں؟ وہ تو اللہ کا داعی ہے، جو شخص آپ کو یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ اللہ کرو، وہ شخص داعی الی اللہ ہوا، وہ اللہ کی طرف آپ کو بلانے والا ہوا، ہزاروں آیات پر عمل کرنے والا ہوا، ہزاروں آیات پر عمل کرانے والا ہوا، اللہ کے قریب آپ کو بلایا اور اللہ کی محبت سے سرشار کر کے آپ کو بتایا کہ یہ عبادت کا طریق ہے، یہ اخلاق کا طریق ہے، یہ معاملات کا طریق ہے، یہ اللہ سے قرب کے منازل طے کرنے کا راستہ ہے۔

جب اللہ کی محبت کسی ایمان والے کے دل میں اجاگر ہوجائے گی تو کیا وہ نماز چھوڑے گا، وہ زکوٰۃ چھوڑے گا، وہ حج چھوڑے گا، وہ روزہ چھوڑے گا؟ نہیں، بلکہ سرشار ہوجائے گا اللہ کی محبت سے، اور جب کوئی حکم آئے گا اللہ کا، فوراً لبیک کہے گا جان، مال، وقت کا جس چیز کی بھی قربانی کا اس سے مطالبہ ہوگا فوراً وہ کیا کہے گا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ میں حاضر

ہوں، فوراً وہ حاضر ہوگا، ہر قربانی دے گا، جان کی، مال کی، اوقات کی، عزت کی، آبرو کی، ہر چیز کی، وہ طبقہ دیتا ہے جو اللہ کی محبت سے سرشار ہوتا ہے، جو اللہ کی محبت سے فیضیاب ہوتا ہے، جو اللہ کے عشق سے رنگ جاتا ہے فرمایا صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ (البقرۃ، آیت: ۱۳۸) جو اللہ کے رنگ میں رنگا ہوتا ہے وہی ہر وقت قربانی دینے کو تیار ہوتا ہے، یہ ساری چیزیں نتیجہ ہیں اللہ کی محبت کا، اور اللہ کی محبت کا تعلق ہے اللہ کے ذکر سے، یہی وجہ تھی کہ اللہ کی محبت کو سیکھنے کیلئے کِبار اولیاء اللہ نے کتنا وقت لگایا کتنی محنتیں کی؟ کِبار اولیاء اللہ میں ہر بزرگ، ہر اللہ والے نے اپنے آپ کو اللہ کی محبت میں مٹانے کیلئے زندگیاں لگادیں، وقت لگادیا، آپ جس بزرگ کی سوانح اور تاریخ اٹھا کر دیکھیں گے آپ کو یہی ملے گا کہ اس بزرگ نے اپنے آپ کو اللہ کی محبت سے اللہ کے عشق سے فیضیاب کیا، سرشار کیا اور جب اللہ کی محبت اس کے دل میں رچ گئی، بس گئی پھر وہ اٹھا اور میدان میں آیا اور میدان میں آ کر اس نے کہا اے انسانو! چلو یہی ہے اللہ کا راستہ، یہ اللہ کی طرف چلنے کا راستہ ہے، تمام انبیاء کا یہ حال، تمام صحابہ کا یہ حال، تمام اولیاء اللہ کا یہ حال، سب اللہ کی محبت سے سرشار تھے۔

محبت اور استقامت

محبت ہی پر استقامت مرتب ہوتی ہے، استقامت کیسے ملتی ہے؟
اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (حٰمٓ السجدہ، آیت: ۳۰) استقامت کا تعلق اور رشتہ اللہ کی محبت سے ہے ؎

محبت جس کو حاصل اس کو حاصل استقامت ہے
کوئی بھی حال ہو، ہر حال ہی میں اس کو راحت ہے

اللہ کے ذکر کی برکت سے ذاکرین ہر حال میں اللہ سے راضی ہوتے ہیں اور ہر حال میں خوش ہوتے ہیں ؎

ہر حال میں راضی برضا ہو تو مزہ دیکھ
دنیا ہی میں بیٹھے ہوئے جنت کا مزہ دیکھ

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کبھی کبھی مزے میں، ارے بھائی الحمدللہ اب تو جنت کا مزہ آرہا ہے، کیوں نہ آئے اولیاء اللہ کو جنت کا مزہ اور کیوں نہ ملے ان کو جنت کا لطف، ابھی آپ نے آیت سنی کیا فرمایا گیا؟ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ (الاحزاب، آیت: ۴۴) جب ایمان والے نے دنیا کے اندر مشقت اٹھائی، مجاہدہ برداشت کیا، محنتیں

کیں، اللہ کی عبادات سے اپنے آپ کو مالا مال کیا اور اللہ کے ذکر وشکر سے لبریز کیا، مشقتیں اٹھا کر محنتیں کرنے کے بعد جب وہاں پہنچے گا تو رب العزت والجلال سے ملاقات ہوگی، اس وقت اللہ کی طرف سے اس پر سلام ہی سلام ہوگا، کیا فرمایا تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ اس وقت اس پر سلامتی ہی سلامتی ہوگی، آپ نے نماز پڑھی اور اس میں رکوع کیا، سجدہ کیا، اللہ کا ذکر کیا، جب اللہ کے ذکر سے فارغ ہوگئے تو آپ سلامتی کے مستحق ہوگئے، اب امام صاحب کیا کہہ رہے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، آپ نے نماز کی شروعات ذکر اللہ سے کی اور پھر مجاہدہ کیا، رکوع کا، سجدہ کا، قعدہ کا اور اس میں اللہ کا ذکر کرتے گئے، نتیجہ کیا نکلا؟ کہ آپ سلامتی کے مستحق ہوگئے۔

اولیاء اللہ کی شان

تو معلوم ہوا کہ وہ حضرات جو اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں وہ سلامتی پاتے ہیں، اطمینان پاتے ہیں، تواضع پاتے ہیں، ان کو تواضع حاصل ہوتی ہے، وہ تواضع کے اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں، وہ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے، بھائی ہم تو بیکار ہیں، ہمارے پاس کیوں آئے؟ ہم حضرت نہیں

ہیں، حضرت تو فلاں ہیں، یہ تو آدمی اپنی عقیدت میں کہہ رہا ہے، جس نے کچھ کہا اس نے اپنی عقیدت کا اظہار کیا، اس کے دل میں کچھ خیال نہیں آتا کہ میں حضرت ہوں، میں ایسا ہوں ویسا ہوں، کوئی مصافحہ کرتا ہے تو یہ نہیں سوچتا کہ میں مصافحوں کا مستحق ہوں، بلکہ گھبراجاتا ہے میں مصافحہ کے لائق نہیں ہوں، آپ میرے پاس خوامخواہ آئے، نہ وہ اپنے آپ کو مصافحہ کا مستحق جانتا ہے، نہ وہ اکرام کا مستحق سمجھتا ہے، وہ دوسروں کا اکرام کرتا ہے، وہ اکرام کا طالب نہیں رہتا بلکہ دوسروں کے اکرام کا متمنّی ہوتا ہے کہ دوسروں کا اکرام کروں، یہ اس کی کیفیت ہوتی ہے۔

اللہ کے ذاکرین تواضع کے اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں، عبدیت کے اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں، اپنے آپ کو ہیچ سمجھتے ہیں، بیکار سمجھتے ہیں، کچھ نہیں سمجھتے ہیں، بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ عالم میں مجھ سے زیادہ ذلیل کوئی نہیں، مجھ سے زیادہ بیکار کوئی نہیں، یہ صفات اللہ پاک ان کے اندر پیدا کردیتے ہیں ذکر اللہ کی برکت سے، اگرچہ وہ عامی انسان کی طرح ہوتے ہیں، بعض دفعہ عبادات میں کم بھی ہوتے ہیں مگر کیفیات اور عبادات میں بہت بڑے ہوتے ہیں، عبادات کی کیفیات ان کو اوروں کے مقابلہ میں زیادہ حاصل ہوتی ہیں۔

عارف اور غیر عارف میں فرقِ مراتب

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ عارف باللہ کی دو رکعات غیر عارف کی دو سو رکعات سے بھاری ہوتی ہیں، غیر عارف دو سو رکعات پڑھ رہا ہے اور عارف باللہ دو رکعات پڑھ رہا ہے، وہ بھاری ہوتا ہے اپنے عشق اور تعلق مع اللہ کی کیفیات کی وجہ سے، بظاہر وہ مخلوق میں شامل نظر آتا ہے مگر حقیقت میں حق تعالیٰ سے واصل ہوتا ہے، کیونکہ اس کا تعلق اور رشتہ تو قلب اور دل سے ہے، دل سے وہ اللہ کی یاد میں ہے، بظاہر وہ دکان پر بیٹھا ہوا نظر آئیگا، تجارت وکاروبار کرتا نظر آئے گا، زراعت کرتا ہوا نظر آئے گا لیکن دل اللہ کی یاد سے لبریز ہوگا، رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (النور، آیت: ۳۷) اللہ کے ذکر سے اس آیت کا تعلق ہے، جو لوگ دل سے ذاکر ہیں بظاہر زراعت میں، بظاہر تجارت میں، بظاہر پڑھنے پڑھانے میں، بظاہر دنیا کے کاموں میں ہوتے ہیں، ضروریات سب کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں لیکن اپنی قلبی کیفیات کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اسی کیفیت کا نام احسان ہے کہ اللہ پاک کا حضور پیدا ہوجائے، اللہ پاک کے ساتھ بندہ اس کیفیت میں پہنچ جائے کہ ہر وقت اللہ کو سامنے جانے، اللہ کو حاضر جانے،

غائب نہ جانے، میں نے اپنے عرب دوستوں کو دیکھا ہمارے عرب دوست جب عرفات میں دعا کرتے ہیں، تو کیسی دعا کرتے ہیں! یا اللہ، یا اللہ! ایسی دعا کرتے ہیں جیسے اللہ کو دیکھ کر دعا کر رہے ہوں اور ہماری دعا کیسی ہوتی ہے؟ جیسا کہ غائب کو پکار رہے ہیں، یہ ان کی کیفیات ہوتی ہیں۔

روحانی کیفیات کیسے حاصل ہوں گی

یہ کیفیات نوری کیفیات ہیں اور یہ تعلق مع اللہ کی کیفیات ہیں، ذکر اللہ سے دل کو اسی حالت پر لانا ہے، یہ کیفیت پیدا ہوجائے کہ اللہ ہر جگہ حاضر ہے، جنگل میں ہو تو وہاں بھی، بازار میں ہو تو وہاں بھی، گھر میں ہو تو وہاں بھی، اپنے بستر پر ہو تو وہاں بھی، کہیں بھی ہو وہ اللہ کے ساتھ ہر وقت حاضر ہو، یہ کیفیات چاہتے ہو کہ نہیں چاہتے؟ سب ان کیفیات کے طالب ہیں کہ نہیں ہیں؟ یہی کیفیات تو احسانی کیفیات ہیں، یہی کیفیات تو ایمانی کیفیات ہیں، یہی کیفیات تو ایک اللہ کے عاشق کی کیفیات ہیں، یہی کیفیات اللہ کے دیوانوں کی کیفیات ہیں، یہی کیفیات اللہ کے محبین کی کیفیات ہیں، یہ کیفیات کس کا نتیجہ ہے؟ یہ کیفیات نتیجہ ہے ذکر اللہ کی محنت کا۔

اولیا اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں

ایک وہ انسان جس کا دل اللہ کے عشق میں سرشار ہو وہ کسی کو دعوت دے رہا ہے، کسی کو تبلیغ کر رہا ہے، کسی کو توبہ کرا رہا ہے، ایک آدمی توبہ کر رہا ہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے۔

یہ ایک ایسا موقعہ ہے کہ انسان یہ سمجھ سکتا ہے کہ میں تو پاک صاف ہوں اور یہ بندہ میرے ہاتھ پر توبہ کر رہا ہے اس کے دل میں خیال آ سکتا ہے اپنی بزرگی کا، اپنے تقدس کا، استغفر اللہ! لیکن جو لوگ پہلے توبہ کے اور انابت کے راستہ سے گذر چکے ہوتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ارے بھائی! یہ بیچارہ تو دھوکہ میں آیا ہے میرے پاس، ورنہ اس سے بڑا گناہ گار اور خطا کار تو میں ہوں، میری یہ حالت ہے وہ خود توبہ کرنے لگتے ہیں اور وہ سوچتے ہیں یہ ہمارے ہاتھ پر توبہ نہیں کر رہا ہے بلکہ اس کے ذریعہ سے ہم توبہ کر رہے ہیں، جو آدمی یہ سوچتا ہو بھلا وہ یہ سوچے گا کہ میں مقدس ہوں، اقدس ہوں، میں بزرگ ہوں، میں حضرت ہوں، وہ تو یہ خیال میں بھی نہیں لائے گا، خیال میں آئے گا تو فوراً توبہ کرے گا، استغفار کرے گا، حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہیؒ کو ایک صاحب نے عقیدت میں خط لکھا، حضرت آپ قطب العالم ہیں، غوث ہیں، ابدالِ زمانہ ہیں، حضرت نے

فرمایا: ارے اللہ کے بندے! میرا ایمان پر خاتمہ ہو جائے اسکی دعاء کر، میرا ایمان پر خاتمہ ہو جائے تو تب سمجھنا کہ میں کچھ ہوں ورنہ کچھ بھی نہیں، اگر ایمان پر خاتمہ نہ ہو تو ہے کچھ؟ کچھ بھی نہیں، آدمی جا رہا ہے تبلیغ کرنے، دعوت دینے۔

اگر اس نے یہ سوچ کر دعوت دی کہ میں اس سے افضل ہوں، میں اس سے بڑا ہوں یہ نماز نہیں پڑھتا میں اس کو نماز کی تلقین کر رہا ہوں، یہ حج نہیں کرتا ہے اور میں اس کو حج کی تلقین کر رہا ہوں، یہ زکوٰۃ نہیں دیتا، میں بہت زکوٰۃ دینے والا ہوں، اور انفاق فی سبیل اللہ کرنے والا ہوں، اور ذکر اللہ کرنے والا ہوں اس لئے اس کو تلقین کر رہا ہوں، اس وجہ سے اگر اس کے دل میں اپنی عظمت آ گئی اور اس کی تحقیر آ گئی تو بتائیے کہ اس میں کون خطرہ میں گیا؟ وہ نہیں جس کو ہم دعوت دے رہے ہیں، بلکہ خطرہ میں ہم چلے گئے، پریشانی اور مصیبت میں ہم چلے گئے کہ ہم نے اپنے آپ کو اس سے افضل جانا اور بہتر جانا، ہمارے دل میں تو تکبر آ گیا سمجھ میں آیا! ارے میاں! بڑی باریکیاں ہیں، بڑی باریکیاں ہیں، آپ یہ کہہ سکتے ہو کہ آپ اللہ کا ذکر کر رہے ہو، آپ یہ کہہ سکتے ہو کہ آپ نماز پڑھ رہے ہو؟ آپ یہ کہہ سکتے ہو کہ آپ حج کر رہے ہو، تلاوت کر رہے ہو، کیا ہماری نماز واقعی نماز ہے ہماری تلاوت واقعی تلاوت ہے؟ ہمارا ذکر واقعی ذکر ہے،

ہماری دعوت واقعی دعوت ہے، ہماری تبلیغ واقعی تبلیغ ہے؟ اللہ اکبر کبیرا اگرہم ان اعمال کی حقیقت کو دیکھیں اور گہرائی میں اتریں تو پتہ چلے گا، ارے بھائی ابھی ہم تقویٰ کی ''ت'' کو بھی نہیں پہونچے ''ق'' اور ''ی'' تک تو پہنچنا بہت مشکل کام ہے، متقیوں کی صفات اگر آپ اٹھا کر دیکھیں، اولیاء اللہ جو متقی تھے ان کی صفات کیفیات اٹھا کر دیکھیں تو ہماری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی یا اللہ! ہمیں تو زندگی میں ٹھیک سے ایک سجدہ بھی نصیب نہیں ہوا، ٹھیک سے ایک نماز بھی نصیب نہیں ہوئی، ایک تلاوت بھی نصیب نہیں ہوئی، استغفار بھی نصیب نہیں ہوا، ہمارا تو استغفار بھی استغفار کا محتاج ہے، اِسْتِغْفَارُ نَا یَحْتَاجُ اِلَی الْاِسْتِغْفَارُ، ہماری نماز بھی استغفار کی محتاج ہے، ہمارے اعمال حقیقت میں استغفار کے محتاج ہیں، ابھی تو ہم طفلِ مکتب ہیں، کہاں کے بزرگ! کہاں کے حضرت! اللہ پاک ہماری مغفرت فرمادے، آمین۔ یہی سب سے بڑی بات ہے، سب طالب علم ہیں اور اللہ کے طالب ہیں اور لگ رہے ہیں، چلو ساتھ چلیں گے کسی کی برکت سے، جب ساتھ چلے گا قافلہ تو کوئی نہ کوئی اللہ کے یہاں قبول ہوگا۔

قبولیت کا راز

ہمارے محبوب محبوب العارفین حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے ''فضائلِ حج'' میں ایسے کتنے ہی واقعات لکھے ہیں کہ فلاں بزرگ حج کرنے گئے، فلاں

21

شخص حج کرنے گیا، معلوم ہوا کہ کسی کا بھی حج قبول نہیں ہوا، ہاں مگر ایک شخص کا حج قبول ہوا اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی برکت سے میں نے سب کا حج قبول کرلیا، ایک آدمی کی برکت سے سب کا حج قبول ہوگیا، یہی راز ہے اس بات میں کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے، ہم میں سے کون کہہ سکتا ہے؟ کون دعویٰ کرسکتا ہے؟ کہ میری نماز نماز ہے، اور قبول ہورہی ہے، معلوم نہیں کس کے طفیل قبول ہورہی ہے، معلوم نہیں کس کی برکت سے قبول ہورہی ہے، ایک بار قحط پڑ رہا تھا لوگ دعاء کے لئے نکل رہے تھے، ایک بزرگ تھے، جیسے ہمارے یہاں ماشاء اللہ بڑے بڑے اولیاء اللہ موجود ہیں وہ فرمانے لگے کہ چلو بھائی ہم چلتے ہیں جنگل میں اور حق تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں یا اللہ! بارش عطا فرما۔

قافلہ جا رہا تھا، بزرگ کو کشف ہوا ایک جانور پاؤں الٹے کئے پڑا ہے اور اللہ سے بارش مانگ رہا ہے، کہا کہ چلو بھائی کام ہوگیا ہے، میں نے دیکھا کہ فلاں جانور پاؤں الٹے کئے ہوئے پڑا ہے اور بارش مانگ رہا ہے، وہ معصوم ہے بارش ضرور ہوگی اللہ پاک نے بارش عطا فرمادی، معلوم ہوا کہ بہت سی مرتبہ ان جانوروں کے طفیل اللہ پاک ہمارا کام بنادیتے ہیں، ایک بار حضرتِ داؤدؑ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ نبی ہونے کی حیثیت سے حق تعالیٰ کی جو حمد وثنا میں کرتا ہوں، تسبیحات کرتا ہوں، تہلیلات کرتا ہوں وہ بہت اعلیٰ درجہ کی

تہلیلات ہیں، اعلیٰ درجہ کی حمد وثناء ہے، اس طرح کون کرسکتا ہے؟ یہ خیال دل میں آیا اور واقعی حقیقت بھی ہے کہ پیغمبر جیسا عارف کون ہوسکتا ہے، اور اس جیسی معرفت تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟ انبیاء کی معرفت اعلیٰ درجہ کی، انبیاء کی محبت اللہ سے اعلیٰ درجہ کی، انبیاء کی عبادت اعلیٰ درجہ کی، ان کی کیفیات کو کون پہنچ سکتا ہے؟ یہ خیال دل میں آیا، حضرتِ داوٗدؑ کے قریب ایک تالاب تھا، اس تالاب میں کچھ مینڈک ٹرٹر کررہے تھے، ہم تو سمجھتے ہیں کہ مینڈک ٹرٹر کرتے ہیں مگر حضرت داوٗدؑ پر ان مینڈکوں کی آواز منکشف ہوئی اور معلوم ہوا کہ کیا کہہ رہے ہیں، توجہ کی تو معلوم ہوا، ارے بھائی یہ ٹرٹر نہیں کررہے یہ اللہ کی بہترین حمد وثنا کررہے ہیں، اس قدر فصیح، اس قدر بلیغ، اس قدر عظیم الشان صفات بیان کررہے تھے، اللہ کی کہ حضرت داوٗدؑ نے فوراً اپنے خیال سے استغفار کیا کہ میری حمد وثنا تو کچھ بھی نہیں، ان جانوروں کی حمد وثناء کے مقابلے، اور یہ سب اللہ کی طرف سے تھا تاکہ اپنے خیال سے استغفار کریں، اللہ کی طرف سے تنبیہ تھی۔

وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٍ

اللہ کی حمد وثنا کرنے والے مخلوقات میں کتنے ہیں، اور کیسے کیسے پھیلے ہوئے ہیں؟ کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ علم کے آخری مقام پر پہنچ گیا وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْم، کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ وہ معرفت

کے اعلیٰ مقام پر پہنچ گیا وَفَوْقَ کُلِّ عَارِفٍ عَارِفٌ، ہر عارف کے اوپر ایک عارف، ہر عابد کے اوپر ایک عابد، ہر عالم کے اوپر ایک عالم، اور جتنا بڑھتا چلا جائے گا اتنا ہی خیال یہ ہوگا کہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ، میں تو بیکار ہوں میں کچھ نہیں ہوں مجھ سے کچھ نہیں ہوسکتا ہے، یہ خیال اس کا عقیدہ بن جائے گا، جب اس کے اندر یہ کیفیت پیدا ہوجائے گی تو اسی کا نام فنائیت ہے، اور اس فنائیت میں ڈوب کر جب یہ کلمہ پڑھتا ہے ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ'' اس وقت کس مقام پر پہنچتا ہے، اَللّٰہُ اَکْبَر! وہ بندہ جو اپنے آپ کو یہ سمجھ کر کہ میں کچھ نہیں ہوں، اپنی ساری قوتیں اپنے سارے فضائل وکمالات، ساری طاقتیں سب کی نفی کرکے، لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ میں یہی تو مقصود ہے کہ ہر چیز کی نفی کردے ''لا'' کی تیغ سے ہر مطلوب کو کاٹ دے اور صرف اللہ ہی اللہ رہ جائے، یہی تو مقصود ہے اللہ کے ذکر سے۔

اس کلمہ کی تاثیر جب اس کو حاصل ہوتی ہے تو پھر اللہ پاک اس بندہ کو توحید کی کرسی پر بٹھا دیتے ہیں اور پھر اس کی زبان پر ہر وقت لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، ہوتا ہے اور ہر وقت اس کی زبان سے یہی نکلتا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ،

اس کی حقیقت جس بندہ نے پائی اس بندہ کو اللہ کا وصال حاصل ہو گیا، اس کو اللہ کی قربت حاصل ہوئی، ہم نے سمجھا ہی نہیں سُبْحَانَ اللّٰہ کی حقیقت کو، ہم نے سمجھا ہی نہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کی حقیقت کو، ہم نے سمجھا ہی نہیں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ کی حقیقت کو، اس کی لذت کو، اس کی کیفیت کو اور ہم کیا سمجھ رہے ہیں؟ اپنے آپ کو کہ ہم ایسے ہو گئے، ویسے ہو گئے، معلوم ہوا کہ زندگی کا ایک قیمتی وقت گزر گیا سُبْحَانَ اللّٰہ کے حقائق اَلْحَمْدُلِلّٰہ کی برکات لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی برکات اس کی لذتیں اور اس کی حقیقتیں ہمیں حاصل ہی نہیں، کہاں کا دعویٰ؟ کس کا دعویٰ، صحابہ کرام سُبْحَانَ اللّٰہ دعاء کر رہے یا اللہ ایمان کی حقیقت عطا فرما! یا اللہ ایمان کی لذت نصیب فرما! یا اللہ ایمان کے حقائق نصیب فرما!، اور انسان ایمان کو حاصل کرنے کی فکر میں اور شوق میں لگ جائے تو پھر کیا ہوگا؟ اللہ کے ذکر کی طرف اتنا ہی دوڑے گا جتنا اس میں ایمان کا شوق بڑھے گا، حضرات انبیاؑ نے اسی ایمان کو سکھایا، ساتھ میں اللہ کے ذکر کو سکھایا اور بتایا کہ ایمان کی لذت، ایمان کی حلاوت، ایمان کا اطمینان، ایمان کی طاقت، ایمان کی روح، ایمان کی کیفیت یہ سب اللہ کے ذکر ہی سے وابستہ ہیں۔

میرے بزرگو! قرآن پاک میں یہ جو کچھ فرمایا گیا ہم ان کی حقیقت

تک کیسے پہونچیں گے، جب ہم ان چیزوں میں غور کریں گے، تلاوت کریں گے، نماز پڑھیں گے تو ان شاء اللہ ہماری عبادات میں جان آئے گی، حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ اپنے خطوط میں بار بار فرماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر کرو! اللہ کا ذکر کرو! اللہ کے ذکر ہی سے نماز میں جان پیدا ہوتی ہے، ایمان میں جان پیدا ہوتی ہے، تمام اعمال میں، تمام ارکان میں، تمام عبادات میں طاقت اور اسپرٹ آتی ہے، اللہ جل شانہ نے مؤمنین کی صفات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ (آلِ عمران، آیت:۱۹۱) یہ کیفیت اللہ پاک ہمیں بھی عطا فرمادے آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ازتحفہ: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی قدس سرہ

تو اگر آج بھی ہو جائے محمد کا غلام — سمجھیں رحمت تجھے پھر دنیا کی ساری اقوام
یوں تو سب کہتے ہیں بنتے ہیں نبی کے خدام — جو ہیں پابندِ شریعت ہیں وہی اصل غلام
تیرے ایمان میں خامی نہ کہیں رہ جاتی — کاش پی لیتا اگر تو بھی محبت کا جام

توحیدِ باری تعالیٰ اور اتباعِ نبوی ﷺ

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے، جو آپ نے مؤرخہ ۳؍ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۶؍دسمبر ۲۰۱۴ء بروز جمعہ سکروڈہ بھگوان پور ضلع ہریدوار کی جامع مسجد (جس کو اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر کرائی تھی) میں فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ وَقَالَ تَعَالٰى: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ ۔

قابلِ صد احترام میرے بزرگو، اولیاء اللہ سے محبت رکھنے والے

مخلص دوستو! قرآن عظیم کی جو مقدس آیات تلاوت کی گئی ہیں ان میں حق تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہٗ نے بہت ہی اہم باتیں ارشاد فرمائی ہیں اور حق تعالیٰ شانہ کی ہر بات ہی اہم ہے، حق تعالی شانہ کی ہر بات میں انسانوں کیلئے بہت بڑی ہدایت اور بہت بڑی سعادت ہے۔

ہم اللہ کے محبوب کیسے بنیں؟

پہلی جو آیت تلاوت کی گئی اس میں حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ اللہ کے نیک بندوں پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے حشر کے میدان میں بلا خوف اور بلا کسی حزن وملال کے نہایت ہشاش وبشاش نظر آئیں گے، دوسری آیت میں فرمایا: آپ کہہ دیجئے اے ہمارے حبیب ﷺ! کہ اے لوگو! اگر تمہیں اللہ سے محبت اور دوستی کا دعویٰ ہے تو تم میری اطاعت کرو میری سنت کے مطابق چلو، جب تم میری سنت کے مطابق چلو گے تو حق تعالیٰ شانہٗ عم نوالہٗ تمہیں دو انعام دیں گے، ایک تو یہ کہ تمہیں بھی اپنا محبوب بنالیں گے، دوسرے یہ کہ تمہارے تمام گناہوں کو بخش دیں گے، اور اللہ پاک بہت بخشنے والے ہیں اور بہت ہی پیار کرنے والے ہیں۔

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ بہت بڑے اللہ کے عُشاق میں شمار ہوتے ہیں، وہ عجیب ترجمہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ پاک تم

سے پیار کریں گے، پیار میں بھی پیار ہے، تمہیں اپنا لاڈلا بنالیں گے اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادیں گے، کسی بھی انسان کیلئے اس سے بڑی سعادت نہیں ہوسکتی، اس سے بڑی کوئی شرافت کی بات نہیں ہوسکتی، کہ وہ اللہ کا محبوب بن جائے، اور اس کے گناہ بخش دیئے جائیں، اعلان ہوجائے کہ ہم نے تمہیں بخش دیا اس سے بڑھ کر کسی انسان کیلئے سعادت کا، کرامت کا، شرافت کا، بزرگی کا معیار ہی نہیں، کوئی انسان اللہ کا محبوب بن جائے، یہ سب سے بڑی چیز ہے اور ہماری سعادتوں میں سب سے بڑی سعادت ہے، کسی بندہ کا اللہ کا محبوب بن جانا، اللہ کا لاڈلا اور پیارا بن جانا، اس کیلئے نسخہ ہے اللہ کے رسول کی سنت کی پیروی اور اللہ کا ذکر، کوئی بھی بندہ اللہ کا محبوب اور لاڈلا دو ہی چیزوں سے بن سکتا ہے اس کیلئے دو ہی نسخے ہیں ؎

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا   اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

پہلا نسخہ ہے کہ وہ بندہ اللہ کی عبادت میں اور ذکر اللہ میں مشغول ہو، جو بندہ جس قدر اللہ پاک کی عبادت میں اپنے آپ کو لگائے گا اور اللہ کے ذکر میں اپنے آپ کو مشغول کرے گا اور سنت رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرے گا، وہ بندہ اسی قدر اللہ کا محبوب بن جائے گا، اللہ کا محبوب بننے کیلئے یہ سب سے بڑا نسخہ ہے، جس کیلئے انسان اور جنات پیدا کئے گئے ہیں، حق تعالیٰ نے

کئی موقعوں پر اس کو ذکر فرمایا ہے، ایک موقع پر فرماتے ہیں: **وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ** ○ (الذّٰریٰت، آیت:۵۶) ہم نے جنات کو اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے بنایا۔

ایک موقع پر فرمایا: **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ** ○ (البقرہ، آیت:۲۱) اے انسانو! اللہ کی عبادت کرو اور غور کرو! آسمانوں کی، زمینوں کی تخلیقات میں، چاند سورج اور ستاروں کی تصریفات میں، اور ہواؤں کے ادلنے بدلنے میں اور تمام معاملات میں، کہ اللہ پاک کس طرح بارش برساتے ہیں، پھر اس کے ذریعہ زمینوں سے کس طرح غلے پیدا کرتے ہیں، پھر کس طرح تم کو کھلاتے پلاتے ہیں اور تم پر کتنے احسانات فرمائے ہیں، غور کرو! کہ تمہاری زندگی کا ہر لمحہ اللہ پاک کے بے شمار احسانات کے نیچے دبا ہوا ہے، اگر تم غور کروگے تو اللہ پاک کو پا جاؤ گے اور اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اللہ پاک ہی سب سے زیادہ محبت کے لائق ہے، اللہ پاک سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں ہے اور اللہ پاک ہی عبادت کے لائق ہے، دوسرا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہوسکتا اور نہ حقیقی محبت کے لائق، حقیقی محبت وعشق کے لائق اللہ پاک ہی ہیں، کوئی انسان دنیا کے کسی انسان سے عشق کرے، کسی عمارت سے، یا کسی باغ سے، غرض کہ

دنیا کی کسی بھی چیز سے عشق و محبت کرے جس کو بھی اپنا محبوب بنائے وہ سب فانی ہے، وقتی چیز ہے، بیکار ہے، ہر محبت فانی، وقتی اور عارضی ہے، اور حقیقی محبت صرف اللہ پاک کی محبت ہے، اسی لئے حضرت مولانا رومؒ نے فرمایا:

عشق با مردہ نہ باشد پائے دار　　　　عشق با حیؒ با قیُّوم دار

مردوں کے ساتھ دل نہ لگاؤ۔ یہ ساری دنیا کی اشیاء مردہ ہیں۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامُ o (الرحمٰن، آیت:۲۷) دنیا کی ہر چیز فانی ہے، انسان کی جتنی محبوبات ہو سکتی ہیں وہ سب عارضی اور وقتی ہیں ان سب کو فنا ہونا ہے، اصل محبوب حقیقی تو اللہ پاک ہیں، جن بندوں نے اس حقیقت کو سمجھا کہ اللہ پاک ہی محبت کے لائق ہے، کیوں اپنا دل کسی اور کو دیا، عبادت کے لائق، محبت کے لائق، عشق کے لائق تو صرف اللہ ہے وہی خالق ہے وہی خلاّق ہے، وہی رَازِق ہے وہی رزّاق ہے، وہی مالک ہے، ساری کائنات کو پیدا کرنے والے وہ تصرفات کرنے والے وہ، **اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ o** (الاعراف، آیت:۵۴) انہیں کے ہاتھ میں اختیارات ہیں اور وہی اول ہیں وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے، وہی حی قیوم ہیں، **اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ** انہیں کی شان ہے انہیں کی صفت ہے، جو طاہر ہے مطہر ہے اور تمام خزانے، علم کے

خزانے، مال کے خزانے، رزق کے خزانے، حیات کے خزانے اللہ کے اختیارات میں ہیں، سبحان اللہ! اللہ پاک نے فرمایا ہم جتنا چاہتے ہیں رزق اتارتے ہیں اللہ پاک ایک مقدار کے ساتھ رزق اتارتے ہیں، جیسی ضرورت ہوتی ہے اسی کے مطابق اللہ پاک اپنے خزانوں کو ظاہر فرماتے رہتے ہیں، نکالتے رہتے ہیں، تو سب سے زیادہ محبت کے لائق اللہ، عبادت کے لائق اللہ، مانگنے کے لائق اللہ، دل کی تمام تمنائیں اللہ کے لئے، اللہ کے جن نیک اور مخلص بندوں نے اس بات کو سمجھا وہی اللہ کے ولی اور دوست کہلائے، جن سے ہم عقیدت اور محبت رکھتے ہیں وہ کون حضرات ہیں؟، حضراتِ انبیاءؑ اور تمام انبیاء کے سرداران کے آقاء، ان کے محترم ان کے بزرگ جن کی رسالت سب سے بڑی رسالت، جن کی نبوت سب سے بڑی نبوت، جو نبوت کا آفتاب و ماہتاب ہے اور تمام انبیاءؑ کی نبوتیں اور رسالتیں ان کا فیض ہے اور ان کی برکت ہے، رسول اللہ ﷺ جو تمام عالموں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے **وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ** (الانبیاء، آیت:۱۰۷) اور فرمایا گیا: **لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ** (الاحزاب، آیت:۲۱) اور تمہارے لئے اللہ کے پیغمبر ﷺ اسوۂ حسنہ ہیں، رسول اللہ ﷺ تمام کمالات کے منبع، تمام کمالات کے سرچشمہ، تمام

کمالات کے جامع، ظاہری وباطنی کمالات آپ میں موجود، علمی کمالات، عملی کمالات، اخلاقی کمالات، بدنی کمالات آپ کی ہستی کے اندر موجود۔

صحابۂ کرام اور توحید

آپ ﷺ نے کیا بتایا؟ یـاَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْن اے انسانو! پڑھ لو! لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کامیاب ہو جاؤ گے، آپ ﷺ بار بار یہی اعلان فرما رہے ہیں، پہاڑوں پر کھڑے ہیں تو وہاں، حرم پاک میں کھڑے ہیں تو وہاں، بازاروں میں کھڑے ہیں تو وہاں، میدانوں میں کھڑے ہیں تو وہاں، یہی اعلان کر رہے ہیں کہ اے انسانو! سن لو غور سے اللہ پاک کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، پڑھ لو لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کامیاب ہو جاؤ گے، رسول اللہ ﷺ نے سارے انسانوں کو اللہ سے جوڑ دیا اور بتا دیا کہ تم بھی اللہ کے ولی بن سکتے ہو، اللہ کے دوست بن سکتے ہو، آپ کی تربیت کیسی زبردست تربیت تھی کہ حضرات صحابۂ کرامؓ میں ہر صحابی اللہ کا سب سے بڑا ولی تھا، صحابہ کرام کی ولایت وبزرگی اور ان کے کمالات اتنے اونچے پہنچے، ان کا اخلاق، ان کا تقویٰ، ان کا علم، ان کا عمل، ان کا ایمان، ان کا یقین، ان کی نماز، ان کی زکوٰۃ، ان کا حج انکا عمرہ، ان کی تلاوت، ان کی دعوت، ان کا ذکر اللہ، ان کا انفاق فی سبیل اللہ، ان کا توکل، ان کا صبر،

ان کا شکر، ان کی رضا، اتنے اعلیٰ مقام پر پہنچا اللہ اللہ! اللہ پاک نے اعلان کر دیا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کہ اللہ پاک ان سے راضی اور وہ اللہ پاک سے راضی۔

اور کہیں فرمایا: لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح، آیت:۱۸) صحابہ کرامؓ چون وچرا جانتے ہی نہیں تھے، آپ ﷺ دست اقدس پر بیعت فرما رہے ہیں بَایِعُوْنِیْ تم مجھ سے بیعت کرو، کس بات پر کہ تم کفر نہ کرو گے، شرک نہ کرو گے، گناہ نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، چوریاں نہ کرو گے، ماردھاڑ نہ کرو گے، قتل وغارت گری نہ کرو گے، اور کسی کام میں میری خلاف ورزی نہ کرو گے، اللہ کے حکم کے خلاف نہیں چلو گے، بیعت کرتے ہو لبیک کہتے ہو اس بات پر؟ حضرات صحابہؓ نے کہا آمَنَّا وَ صَدَّقْنَا، ہم سب لبیک کہتے ہیں آپ کی اس بیعت پر، حضرات صحابۂ کرام کو رسول اللہ ﷺ نے ایک بار نہیں بلکہ بارہا بیعت فرمایا اور صحابیات کو بیعت کیا ایمان پر، توحید پر توکل علی اللہ پر وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ اسی لئے هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا، هُمُ الصَّادِقُوْنَ، هُمُ الْكَامِلُوْنَ، خاشعون، مخلصون، خاشعین بھی وہی صادقین بھی وہی، کاملین بھی وہی، اللہ نے حضرات صحابہ کرامؓ کو کتنے بڑے القاب سے نوازا، اور اس سے بڑا اعلان کوئی نہیں ہوسکتا جو اللہ

پاک نے ان کے بارے میں فرمایا: رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی، دونوں طرف سے یہ معاملہ ہوا۔

اصل ولی کون ہے؟

جو انہی کے نقش قدم پر چلے وہی اولیاء اللہ ہیں، صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر کون چلے؟ اہل اللہ، اکابر علماء، صلحاء، اولیاء اللہ، انہی کے نقشِ قدم پر چلے، ائمہ اربعہ امام اعظمؒ، شافعی، مالک، احمدؒ انہی کے نقش قدم پر چلے، کبار اولیاء اللہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ، شیخ بہاؤالدین نقشبندی، حضرت خواجہ اجمیری، شیخ صابر کلیری، حضرت مجدد الف ثانی، قطب الاقطاب شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہیؒ، امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ بابا فرید گنج شکرؒ اتنا بڑا ولی کہ ایک شخص نے آپ کی زمین پر قبضہ کرلیا کہ صاحب یہ زمین تو میری ہے، لوگ تو کسی کو بخشتے نہیں زندگی میں تو کسی کو مانتے نہیں، بعد میں مانتے ہیں کہ اتنا بڑا بزرگ تھا، حضرت نے فرمایا کہ زمین نہ تیری ہے نہ میری، اسی زمین پر چلتے ہیں زمین جس کے بارے میں گواہی دیدے کہ میں اس کی ہوں تو مان لوگے؟ کہا کہ اس سے بڑی بات تو ہو ہی نہیں سکتی۔ دونوں وہاں پہنچے زمین سے کہا بتا اے زمین تو کس کی ہے؟ زمین سے آواز آئی کہ حضرت میں تو آپ ہی کی ہوں اور اس سے تو میرا کوئی تعلق ہی نہیں، فرمایا جان لیا، سن لیا آپ نے؟ اب تو

زمین ہی کہہ رہی ہے، اللہ پاک قیامت میں انسانوں کے اعضاء کو گواہ بنادیں گے۔

قیامت کے روز انسانوں کے منہ پر تو مہر لگادی جائے گی، اور انسانوں نے جو کچھ گناہ کئے ہوں گے ان کی گواہی انسان کے خلاف اس کے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء دیں گے، اولیاء اللہ وہ حضرات تھے جو صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلے جو سنت وشریعت پر چلے جو ایمان کو مکمل کرنے لگے، حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہیؒ کا انتقال کا وقت تھا پوچھا، حضرت آپ کی کوئی خواہش ہے؟ فرمایا الحمدللہ سمجھ میں آ گیا ''فہم کردم فہم کردم'' پوچھا حضرت کیا سمجھ میں آ گیا؟ ہمیں بھی تو بتایئے! فرمایا الحمدللہ توحید سمجھ میں آ گئی، ساری زندگی کس کے لئے محنت کی؟ توحید کو حاصل کرنے کیلئے محنت کی، ان اکابر اولیاء اللہ نے توحیدِ مطلق کو حاصل کرنے کیلئے محنت کی تھی، حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہی کو کسی نے لکھا کہ حضرت آپ تو بہت بڑے غوث ہیں، قطب ہیں، ابدال ہیں، ایسے ہیں، ویسے ہیں فرمایا: بھائی اگر میرا ایمان پر خاتمہ ہوجائے تو میں سمجھوں گا کہ میں غوث اور ابدال ہوں، قطب ہوں، اور فلاں فلاں ہوں، اور اگر ایمان پر خاتمہ نہ ہوا تو کچھ بھی کام نہ آئے گا، اللہ اللہ! ہمارے اکابر اولیاء اللہ کے خوف کا یہ عالم تھا۔

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ فرماتے تھے کہ اصل غوثیت اور قطبیت اتباعِ سنت ہی ہے، اتباعِ سنت جس نے کیا وہی غوث اور قطب ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک زمانہ وہ آئے گا کہ میری شریعت پر چلنے والے کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا، یہ زمانہ وہی زمانہ ہے جو سنت پر چلتا ہے، مسواک پر عمل کرتا ہے، عمامہ پر عمل کرتا ہے، اپنی زندگی میں سنت کا خیال رکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ گھر داخل ہونے میں کیسا تھا، نکلنے میں کیسا تھا، بازار جانے میں کیسا تھا، آنے کا کیسا تھا، آپ ﷺ گھر والوں کے ساتھ اور باہر والوں کے ساتھ کیسے ملتے تھے، آپ کا چلنا پھرنا کیسا، لیٹنا سونا کیسا، جاگنا کیسا، کھانا پینا کیسا، اور وضو کرنے کا طریقہ کیسا، نماز پڑھنے کا طریقہ کیسا، آپ کی عبادات کیسی، آپ کے اخلاق کیسے، معاملات کیسے، جو شخص ان باتوں کو سمجھنے میں لگے گا اور سنت سمجھنے اور سیکھنے میں لگے گا ایک ایک سنت پر عمل کرے گا تو اس کو ایک ایک سنت پر سو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِاۡ ةِ شَهِيْدٍ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ) اس کو سو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا، اس سے بڑھ کر غوثیت اور قطبیت ہو ہی نہیں سکتی۔

ایک صاحب نے ایک بزرگ سے کہا کہ فلاں بزرگ اڑ رہے

29

تھے، ایک بزرگ کو دیکھا پانی پر چل رہے تھے، فرمایا ارے یہ کوئی کمال ہے؟ اگر یہ کمال ہے تو پرندے بڑے باکمال ہیں، پھر اڑنے والے سارے پرندے غوث، قطب اور ابدال ہیں اور ساری مچھلیاں بزرگ ہیں، بھائی اصل بزرگی تو توحید کو مکمل کرنا ہے، ایمان وتقویٰ کو مکمل کرنا اللہ کے خوف کو پیدا کرنا ہے، اللہ کی محبت کو اپنے دل میں پیدا کرنا ہے، اور سنت پر قدم جما جما کر رکھنا ہے اصل تو یہ ہے، ان تمام اولیاء اللہ نے اللہ کا ذکر کیا تھا، ہر بزرگ، دنیا کا ہر ولی جو بھی تھا ان کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد ذکر اللہ اور توحید وسنت رہا، سب سے بڑا وظیفہ ایمان اور اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کے ذکر ہی سے ایمان میں تازگی، خوف میں تازگی، عبادات میں تازگی، سب کچھ اللہ کے ذکر سے پیدا ہوتی ہے فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ○ (البقرہ، آیت: ۱۵۲) اللہ کو یاد کرو اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے، ہماری زندگی کا منشاء اور مقصد اللہ کا ذکر ہی ہے اور اللہ نے ساری کائنات اپنے ذکر ہی کیلئے بنائی ہے جس نے زیادہ اللہ کو یاد کیا اور سنت کے مطابق چلا وہی اللہ کے نیک بندوں میں شامل ہوجاتا ہے، اللہ پاک ہمیں توحید وسنت پر جمنے کی اور ذکر اللہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

جمعہ کی نماز کے بعد کچھ دیر ذکر اللہ ہوا، الحمدللہ اس کے بعد بڑی تعداد میں مرد اور عورتوں نے گناہوں سے، شرک سے توبہ کی، پیر طریقت

خادمِ شریعت حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ نقشبندی گنگوہی دامت برکاتہم العالیہ کے دستِ حق بابرکت پر بیعت کی، اللہ پاک ان کو بھی اور ہم سب کو بھی توبہ پر اور سنت وتوحید پر تادمِ آخر جمے رہنے کی توفیق نصیب فرمائے، اور حضرت والا کا فیض عام وتام فرمائے، آمین۔

ازتحفہ: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی قدس سرہ

مست ہوکر تو سنا کرتا ہے غیروں کا کلام	پر نہیں تجھ کو حدیث نبویؐ سے کچھ کام
غوث وابدال وقطب اور امام واوتار	سب کے سب ہیں یہ بلا شبہ محمدؐ کے غلام
ہے محمدؐ کی اطاعت بھی اطاعت رب کی	آپ فرمائیں تو امت میں ہے یہ کس کا مقام
شرک وبدعت میں تو ڈوبا ہے خدا کے بندے	تو ہی انصاف سے کہدے کہ یہی ہے اسلام
غیر کے فعل کو حجت تو بناتا کیوں ہے	وحی کے سامنے کیا چیز ہے کشف والہام
شرک وبدعت میں تجھے ہائے مزہ ملتا ہے	شرم کی بات ہے سنت سے نہیں تجھ کو کام
فیصلے سے جو محمدؐ کے نہیں تو راضی	پھر تو مؤمن نہیں کیوں لیتا ہے اسلام کا نام
ان کے دربار میں جبریل امینؑ آتے تھے	لاتے تھے عرشِ معظم سے خدا کا پیغام

آزادی اللہ کی بڑی نعمت

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو کہ ۲۶ر جنوری ۲۰۱۵ء کو جامعہ ہذا میں منعقد ایک عمومی اجلاس کے موقعہ پر باہمی رواداری، پیغامِ امن ومحبت اور آزادیٔ وطن جیسے اہم عناوین کے تناظر میں آپ نے فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

میرے بزرگو! اور اپنے وطن سے، ملک سے یہاں کی ہر چیز سے محبت کرنے والے دوستو! اللہ پاک نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا سب سے عمدہ بنایا اور آزاد بنایا ہر انسان اللہ پاک کی سب سے عمدہ مخلوقات میں سے ایک فرد ہے اور پیدائشی طور پر انسان آزاد ہے اور اس کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کو فرمایا کہ تم ہماری عبادت کرو۔

خدائے واحد کی عبادت اصل آزادی ہے

اللہ پاک کی عبادت کرنا یہ سب سے بڑی آزادی ہے، انسان اللہ

پاک کی عبادت کرنے ہی سے آزاد ہوتا ہے یٰاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ o (البقرہ، آیت:۲۱) اے انسانو! اللہ کی عبادت کرو اللہ کی غلامی ہی سے انسان آزاد ہوتا ہے اور اگر کسی اور کی غلامی میں چلا گیا تو اس کی آزادی ختم ہو جاتی ہے، الحمدللہ جب آپ نے یہ بات سمجھ لی ہے تو آپ کو یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ اللہ کی عبادت کو سمجھانے کیلئے جو حضرات انبیاء تشریف لائے تھے وہ انسانوں کو آزادی دلانے کیلئے آئے تھے، انسان کیلئے سب سے بڑی شرافت اللہ کی عبادت ہے اور اللہ کی غلامی ہی سب سے پہلی آزادی ہے کیونکہ اگر کسی انسان سے پوچھا جائے کہ صاحب زمین کو کس نے بنایا؟ اللہ نے، آسمان کو کس نے بنایا؟ اللہ نے، سورج کو کس نے بنایا؟ اللہ نے، چاند کو کس نے بنایا؟ درخت کو کس نے بنایا؟ اللہ نے، زمین میں سے غلہ کس نے پیدا کیا؟ اللہ نے، پھلوں کو کس نے پیدا کیا؟ اللہ نے، ہمیں کس نے پیدا کیا؟ اللہ نے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ کی عبادت کرنا یہی سب سے بڑی آزادی ہے۔

ہندوستان بابرکت اور خوشحال سرزمین

الحمدللہ ہمارے اس ملک کو یہ سعادت حاصل ہے کہ سب سے پہلا انسان جو اللہ کی طرف سے دنیا کے اندر بھیجا گیا حضرت آدمؑ ہندوستان کی سرزمین پر تشریف لائے، ایک دور میں ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش،

افغانستان، سری لنکا، برما، یہ سب ملکر ایک ہندوستان ہوتا تھا، اتنا بڑا ہندوستان، اللہ پاک کی نظر میں یہ ملک آج بھی بہت مبارک ہے، یہاں بے شمار برکتیں ہیں اتنا وسیع یہ ملک حضرتِ آدمؑ نے ہندوستان سے چل کر کعبۃ اللہ کا پیدل چالیس بار سفر کیا کتنا مقدس ملک ہے یہ، کہ آپ چل کر وہاں گئے اللہ کے سب سے بڑے گھر میں پھر یہاں واپس آگئے، ان کے پیچھے جو قتل ہوا ان کے بیٹے نے ایک بیٹے کو قتل کر دیا قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا اس وقت حضرت آدمؑ کعبۃ اللہ کے سفر پر ہی تھے پیچھے یہ قصہ رونما ہوا تو آپ کو وہیں اطلاع مل گئی آپ کو بہت غم ہوا۔

اس ملک کی ایک بہت بڑی تاریخ ہے یہاں انبیاء اولیاء تشریف لائے اللہ کے مقدس بندے اس سرزمین پر آتے ہی چلے گئے اور کیا سکھاتے چلے گئے اے انسانوں اللہ کی عبادت کرو اللہ اللہ! کیسی پیاری سرزمین اور کتنی مبارک سرزمین دنیا کے سارے موسم بیک وقت اگر کسی ملک میں ہیں تو کہاں ہیں؟ ہندوستان میں ہیں، دنیا کی ساری ترسبزیاں کہاں ہیں؟ ہندوستان میں ہیں، حضرتِ آدمؑ جب جنت سے تشریف لائے تو ان کے ساتھ ایک ہزار پھول تھے اور ایک ہزار پھل تھے وہ ایک ہزار پھل وہ ایک ہزار پھول دنیا کے کسی ملک میں نہیں بیک وقت دنیا میں

اگر کہیں ہیں تو ہندوستان میں ہیں سارے موسم کہاں ہیں ہندوستان میں، ہندوستان کی فضیلت اور برکت کا کیا کہنا اور یہاں اللہ اللہ! اس وقت کی حکومتیں اتنی بڑی حکومتیں نہیں ہوتی تھیں، ملک اور بادشاہت آہستہ آہستہ بنتے ہیں تو چھوٹی چھوٹی حکومتیں تھیں ضلع سہارنپور مظفرنگر یہ ملا کر ایک ملک تھا دہلی مستقل ایک ملک، اجمیر ایک ملک، انسان پھیلتے گئے اور یہ علاقائی حکومتیں بنتی گئیں، یہ سب ضلعی اعتبار سے تھیں، آبادیاں بھی چھوٹی چھوٹی تھیں اور ریاستیں بھی چھوٹی چھوٹی تھیں، آبادیاں پھیلتی چلی گئیں انسان پھیلتے چلے گئے علاقے بڑھتے چلے گئے۔

سارے انسان آدم وحواء کی اولاد ہیں

اللہ نے فرمایا اے انسانوں تم سب آدم اور حواء کی اولاد ہو یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ (النساء، آیت:۱) اے انسانو! ہم نے تم کو ایک ہی جان سے پیدا کیا وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً (النساء، آیت:۱) پھر ان سے ان کی بیوی کو پیدا کیا سب کے ماں باپ کون ہیں؟ آدم وحواء، سارے انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اللہ کو پیارا وہ ہے جو انسانوں کے ساتھ محبت کرتا ہے ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ ساری

مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کو پیارا کون ہے؟ جو اللہ کے کنبہ کے ساتھ پیار کرنے والا ہو، اللہ پاک نے ساری مخلوقات کس کے لئے بنائی انسان کیلئے اور انسان کو کس کے لئے پیدا فرمایا اپنے لئے، اللہ نے سورج کو چاند کو ستاروں پہاڑوں کو دریاؤں کو ہواؤں کو غلوں کو پھلوں کو پھولوں کو کس کیلئے بنایا؟ انسان کے لئے اور انسان کو اپنے لئے بنایا، دنیا کی تمام چیزیں سونا چاندی لوہا ان سب کی کانیں اللہ نے کس کیلئے بنائیں؟ انسان کیلئے پہلے ہی سے بنا کر رکھی ہیں۔

ایک جگہ سے ہم گذر رہے تھے بعض دوستوں نے بتایا کہ یہاں ربڑ کا درخت ہوتا ہے شوق ہوا ربڑ کا درخت دیکھیں آم کے درخت، پپیتے کے درخت دیگر پھلوں کے درخت تو بہت دیکھے ہیں ربڑ کا درخت کبھی دیکھا نہیں تھا دوستوں سے کہا جب وہاں سے گذرو تو بتانا ربڑ ہمیں توڑنی ہے، دوست جب وہاں سے گذرے تو ربڑ توڑ کر لائے، ٹائر تو ابھی چل رہا ہے اور اللہ نے ربڑ پہلے ہی سے تیار کر دی ہے جنگلات کھڑے ہیں، اللہ نے انسانوں کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ نے اس کی تمام ضروریات تیار کر دی ہیں، کہ تم بعد میں آؤ گے ہم تمہارے اوپر اتنے مہربان، اتنے شفیق، اتنے کریم، کہ تمہارے لئے مکان اور مکان میں رہنے بسنے کی

چیزیں، کھانے کی چیزیں، پینے کی چیزیں اللہ نے پہلے ہی تیار فرمادی۔

ہندوستان اور وحدانیت

ہندوستان کی تاریخ بہت پرانی تاریخ ہے انسان دس قرون تک تقریباً ایک ہزار سال تک انسان دنیا میں صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ہی عبادت کرتا تھا، ایک ہزار سال تک دنیا میں انسان نے اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کی، ایک ہزار سال گذرنے کے بعد کچھ لوگوں کو یہ خیال آیا کہ وہ جو ہمارے بڑے تھے، بہت نیک تھے اللہ والے تھے، اللہ اللہ ہی کرتے تھے، چلو ان کی کچھ تصویریں بنالو، ان کو سامنے رکھ لیں گے اور سامنے رکھ کر ان کو یاد کریں گے کہ یہ اللہ والے تھے اور ان کو دیکھ کر ہم بھی اللہ اللہ کریں گے، صرف اتنی بات ان کے دماغ میں آئی، اپنے نیک لوگوں کے فوٹو اور مجسمے بنائے، یہ فلاں بزرگ تھا، یہ فلاں بزرگ تھا، ان کو دیکھتے تھے وہ، مگر عبادت اللہ ہی کی کرتے تھے، شیطان نے آہستہ آہستہ کیا دماغ میں ڈالا وہ تو مر گئے بعد والے آئے تو شیطان نے بعد والوں کے دماغ میں یہ بات ڈالی کہ یہ مجسمے کھڑے ہیں، ہمارے بڑے ان کی پوجا کرتے تھے ان کے دماغ میں یہ بات ڈالی اور وہاں سے یہ مورتی کی پوجا غیر اللہ کی پوجا شروع ہوگئی، دو چار آٹھ دس ہی تھے جس کا قرآن پاک نے ذکر کیا ہے حضرت نوحؑ کے

تذکرے میں وہاں سے انسان کی ذلت شروع ہوگئی۔

اس کے بعد پھر تو انسان اتنا ذلیل ہوا ہوتے ہوتے نتیجہ کیا نکلا جو انسان سب سے اچھا سب سے زیادہ علم والا سب سے زیادہ عقل والا یہ سب سے زیادہ تجربات والا یہ سب سے زیادہ خوبصورت یہ اللہ کی محبت رکھنے والا پہچاننے والا یہ یہاں وہاں جانے لگا اور پہاڑوں کے سامنے یہ سورج کے سامنے یہ چاند کے سامنے اور جناب یہ درختوں کے سامنے سر جھکانے لگا، یہاں سے انسان کی ذلت کا عالم شروع ہوگیا اور ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی تینتیس کروڑ چیزوں کی پوجا پاٹ کرنے میں لگ گیا، انسان تھک گیا آج کل اس کی زندگی یونہی ختم ہوگئی اور موٹی سی بات صاف ستھری بات کہ انسان بیمار ہوتا ہے تو شفا کی دعا کس سے کرتا ہے؟ اللہ سے، اگر ہم دریاؤں میں کشتی کے اندر ہوں اور طوفان آجائے تو ہم کس کو پکاریں گے؟ اللہ کو، ہم پہاڑ پر ہوں ہوا چل جائے اور زلزلہ آجائے تو ہم کس کو پکاریں گے؟ اللہ کو، اتنی موٹی بات کہ اے انسان ہمیشہ میری ہی عبادت کر، میرے ہی سامنے جھک، مجھ ہی سے مانگ میرا ہی نام لے، اور اللہ ہی کا نام لینے سے سکون ملتا ہے، سب سے زیادہ سکون کس سے ہے؟ اللہ کا نام لینے سے، اسی کا نام زندہ ہے، اور وہی زندہ ہے وہی زندہ رہے گا، کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ○ (الرحمٰن، آیت:۲۶) (ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور تیرا رب باقی رہنے والا ہے)۔

حاکمِ مخلوق پر خدا کا سایہ ہے

یہ سلطنت اور نظام ایک انتظام ہے، تم میں سے ایک کو منتخب کر دیا گیا کہ یہ ہمارا بڑا ہے بادشاہ ہے اور بادشاہ کیا کرتا ہے؟ بادشاہ باپ کی طرح ہوتا ہے، ظل اللہ ہوتا ہے اللہ کا سایہ ہوتا ہے، اللہ پاک انسانوں کو کھلاتے ہیں، پلاتے ہیں بادشاہ اللہ کا نائب ہوتا ہے تو بادشاہ کا کام کیا ہے؟ انتظام کرنا سہولت دینا اور عوام الناس کی دیکھ بھال کرنا، ان کے لئے مکان بنانا ان کے لئے کھانے پینے کا انتظام کرنا بادشاہت اور حکومت کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ خدمت ہوتا ہے، جب تک بادشاہ اس بات کو سمجھتے رہے کہ سلطنت اور حکومت کا مطلب خدمت کرنا ہے تب تک کامیاب رہے اور جب یہ سمجھا کہ حکومت کا مطلب لڑانا ہے، آگ لگانا ہے، انسانوں کو تقسیم کرنا، ایک دوسرے کے خلاف لڑانا ہے اور حکومت کرنا ہے، یہاں آپ کو مختصر یہ سمجھاتا چلوں کہ ہندوستان کی ایک بہت پرانی تاریخ ہے، یہاں اللہ کے نیک بندے آئے اور عبادت کرنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھاتے رہے پھر لوگ الجھ گئے اور مختلف پوجا پاٹ میں لگ گئے سمجھانے والوں کو سمجھایا اور بتایا انہیں میں سے کوئی بادشاہ بن جاتا تھا تو وہ بھی وہی کام کراتا تھا جو وہ کرتا تھا، اگر وہ اللہ اللہ کرتا تھا تو لوگوں سے بھی اللہ اللہ کرواتا تھا اور اگر وہ غلط ہوتا تو لوگوں کو بھی غلط راستہ پر لگاتا تھا۔

شریعت وطریقت ہی اللہ کا راستہ ہے

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے، جو آپ نے مؤرخہ ٢/١٠/٢٠١٦ء بروز اتوار بعد نمازِ ظہر خانقاہ دارالتوحید والسنہ کلیر اتراکھنڈ میں فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰہِؓ قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَطَّ خَطًّا وَخَطَّ خَطَّیْنِ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَخَطَّ خَطَّیْنِ عَنْ یَسَارِہٖ ثُمَّ وَضَعَ یَدَہٗ فِی الْخَطِّ الْاَوْسَطِ فَقَالَ ھٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ تَلاَ ھٰذِہِ الْآیَۃَ "وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوْا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ (ابن ماجہ ص:٣) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول پاک ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے لائنیں کھینچی ایک لائن لمبی کھینچی اور اس کے

دائیں بائیں دو دو لائنیں چھوٹی کھینچی پھر اپنا ہاتھ درمیانی لائن پر رکھا اور فرمایا یہ لمبی لائن اللہ کا سیدھا راستہ ہے (اور دائیں بائیں یہ انسان کو گمراہ کرنے والی، بھٹکانے والی، غلط راستہ پر لیجانے والی ہیں) اور رحمتِ عالم ﷺ نے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (سورۂ انعام ۱۵۳) ترجمہ: یہ دین محمدی ﷺ میرا سیدھا راستہ ہے سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔

شریعتِ محمدؐ یہ ہی صراطِ مستقیم ہے

یہ ہے سیدھا سادا اللہ کا راستہ، اللہ تک پہنچانے والا، دائیں بائیں جو راستہ ہے یہ انسان کو بھٹکا دیتا ہے یہ سیدھا راستہ جنت کا راستہ، شریعت مطہرہ کا راستہ، سنت مقدسہ کا راستہ ہے، اس میں آداب بھی ہیں، اخلاق بھی ہیں، معاملات کی اصلاح بھی ہے، حدیثِ شریفہ میں فرمایا گیا کہ اسلام کی بنیاد پانچ ارکانوں پر ہے عَنْ اِبْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (مشکوٰۃ شریف ص:۱۲) ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اول اس بات کا دل سے اقرار کرنا اور گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، دوم پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا، سوم زکوٰۃ دینا، چہارم حج کرنا، پنجم رمضان کے روزے رکھنا۔

یہ پانچ ارکان ہیں آپ جب کوئی مکان تعمیر کرتے ہیں تو ان میں پیلر لگاتے ہیں، ان پیلروں پر تعمیر قائم کی جاتی ہے بغیر پیلر کے تعمیر مکمل نہیں ہوسکتی، اسلام کا سب سے پہلا اور سب بڑا پیلر جو سرچشمہ ہے تمام حسنات اور خیرات کا وہ ہے اللہ کی گواہی دینا کہ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، کوئی سجدہ کے لائق نہیں اور کوئی اس لائق نہیں کہ اس سے مرادیں پوری کرائی جائیں، صرف اور صرف اللہ ہی مرادیں پوری کرنے والا ہے وہی قادر ہے وہی حی قیوم ہے، وہی خالقِ ارض وسماوات ہے، آسمان کو، زمین کو، چاند کو، سورج کو ہر چیز کو پیدا کرنے والا وہی اللہ پاک ہے، اس اللہ نے انسانوں ہی کو نہیں بلکہ پوری کائنات کو پیدا کیا، پہاڑ کیا، آسمان کیا، زمین کیا پوری کائنات اور اس کا ذرہ ذرہ کس نے پیدا کیا؟ بولو! اللہ نے پیدا کیا، اگر آپ کسی غیر مسلم سے بھی یہ سوال کروگے بھائی سچی بات بتا کہ اس آسمان وزمین کو چاند اور سورج کو موت وحیات کو اور پوری کائنات کو اور آپ کو کس

نے بنایا؟ تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ یہ سب کچھ اللہ نے بنایا، وہ یہ نہیں کہے گا کہ یہ سب اس نے بنایا جو وہاں بیٹھا ہوا ہے وہاں کھڑا ہوا ہے، وہ صرف اللہ ہی کا نام لے گا اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (سورۃ اعراف آیت ۵۴) ترجمہ: سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا بڑی برکت والا ہے اللہ جو رب ہے سارے جہان کا۔

پوری دنیا میں آرڈر کس کا چلتا ہے؟ اللہ کا، آسمانوں کے مربی بھی اللہ، زمینوں کا مربی بھی اللہ، پیدا بھی اس نے ہی کیا، اور مارتا کون ہے؟ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ (سورۂ ملک) موت اور حیات کو کس نے بنایا؟ اللہ پاک نے، لوگ کہتے ہیں کہ ڈینگو سے مر رہے ہیں، موت کا وقت مقرر ہے اِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (سورۂ نحل آیت ۶۱) ترجمہ: جب آپہنچے گا ان کا وعدہ پھر نہ پیچھے سرک سکیں گے ایک گھڑی اور نہ آگے سرک سکیں گے، اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ خلق بھی انہوں نے فرمایا اور حکم بھی کائنات میں آسمان میں اور زمین میں آسمانوں کے اوپر اور زمین کے نیچے اور زمین کے اوپر آرڈر کس کا چلتا ہے؟ بولو اللہ کا، اور سب اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اپنا سفر پورا کر رہے ہیں، سب مسافر ہیں، سب کو وہیں جانا ہے، اسی بات کو سمجھانے کے لئے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام تشریف لائے حضرات صحابہؓ آئے، اولیاء اللہ آئے، سلفِ صالحین آئے، اللہ کے عشاق آئے اِیَّا

کَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں ہم سب یہ پڑھ رہے ہیں اللہ ہی سے مانگا جاتا ہے اللہ ہی کی عبادت ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اے اللہ ہم کو سیدھے راستہ کی ہدایت فرما، عقائد سے، اعمال صالحہ سے، معاملات میں، صحیح آداب میں یہی چیز آتی ہے۔

بے ضرر بنو

کسی کو تکلیف نہ دو کسی کو مت ستاؤ کسی کو برا مت کہو کوئی ایسا کام نہ کرو جس سے دوسرے کو تکلیف ہو، رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ (مشکوۃ شریف ص ۱۲) ترجمہ: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ کامل ایمان والا وہ ہے جس سے لوگ محفوظ رہیں اپنے شر سے لوگوں کو بچائے اور لوگوں کو خیر پہنچائے، خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو اللہ پاک نے خیر کی چابی بنایا ہو اور مفتاحِ خیر ہو خیر کی چابی ہو اور شر کو بند کرنے والا ہو، بہترین آدمی وہ ہے جو شر کو ختم کرتا ہو اور خیر کو پھیلاتا ہو، طریقت کی بنیاد کیا ہے؟ اور طریقت کس کو کہتے ہیں خیر پھیلاؤ اور شر کو ختم کرو، طریقت اپنے آپ کو مٹا دینے کا نام ہے۔

تواضع وانکساری اختیار کریں

اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہو، بھائی میں بالکل بیکارہ ہوں، کچھ بھی نہیں ہوں ہم سب سے بیکار ہیں، سب ہم سے اچھے ہیں ؎

کھل گئی جب سے چشمِ بصیرت　　اپنی نظروں سے خود گر گیا ہوں

اپنے آپ کو اپنی نظروں سے گرالو، لوگوں کو گرانا آسان ہے لیکن اپنے آپ کو گرانا بہت مشکل ہے، اپنے آپکو اپنی نظروں سے گرا دینے والا شیر مرد ہے اور اپنی نظروں سے دوسروں کو گرا دینے والا آدمی شیر مرد نہیں ہے، کامل مرد وہ ہے جو اپنی نظروں سے اپنے آپ کو گرا دے ؎

کچھ ہونا ہی میری ذلت وخواری کا سبب ہے
اس پر ہے مجھے ناز کہ میں کچھ بھی نہیں

یہ کچھ آداب ہوتے ہیں زندگی گذارنے کے۔ گناہوں سے بچیں، شرک وبدعت سے بچیں، دوسروں کو تکلیف نہ دیں، اچھائی کو پھیلائیں، برائیوں سے رُکیں، اللہ ہی کو اپنا خالق ومالک، رازق جانیں، اللہ ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے آمین۔

ذکر اللہ کی عظمت

ذکر اللہ سے اچھی کوئی چیز نہیں ہے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَر اللہ کا نام سب

سے بڑی چیز ہے، اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (سورۂ عنکبوت آیت ۴۵) ترجمہ: تو پڑھ جو اتری تیری طرف کتاب اور قائم رکھ نماز بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو۔ اللہ کا ذکر سب سے بڑی دولت، سب سے بڑی نعمت، سب سے بڑی راحت اور سب سے بڑی خیر ہے، اللہ کا ذکر تمام انبیاء علیہم السلام نے کیا فرشتوں نے بھی کیا اور کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے یَاۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً (سورۂ احزاب آیت ۴۱) ترجمہ: اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی بہت سی یاد اور پاکی بولتے رہو اس کی صبح اور شام۔ چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر خوب کثرت سے کرو ؎

ہر وقت تیرا ذکر ہے، ہر وقت تیری یاد
کچھ اور ہی عالم میں ہیں خاصانِ محبت

ذکرِ الٰہی بندے کی اللہ سے محبت کی نشانی

محبت والے ہی اللہ کو یاد کرتے ہیں، اللہ سے محبت ہے تو ہم اللہ کو یاد کر رہے ہیں، اللہ کا ذکر اللہ کی محبت کی دلیل ہے، اللہ کی ناراضگی اور عداوت کی

دلیل کیا ہے؟ اللہ کے ذکر کو چھوڑ دینا ہے، شیطان کے مسلط ہونے کی دلیل جب شیطان کسی پر مسلط ہوتا ہے تو اللہ کے ذکر سے اسے بھلا دیتا ہے اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ (سورۂ مجادلہ آیت ۱۹) ترجمہ: قابو کرلیا ہے ان پر شیطان نے پھر بھلادی ان کو اللہ کی یاد۔

جس قوم پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے وہ اللہ کے ذکر کو بھول جاتی ہے، اللہ پاک فرمائیں گے: ایک دن وہ تھا تو نے ہمیں بھلایا تھا آج ہم تجھے بھلا دیتے ہیں، اللہ کو بھولنا کیا ہے؟ اللہ کی رحمت کو دور کرنا ہے، کون چاہتا ہے کہ اللہ کی رحمت مجھ سے دور ہو جائے ہر ایمان والا اللہ کی رحمت کا طلب گار ہے اور اللہ کی عداوت کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ کوئی بندہ ذکر اللہ کی مخالفت کر رہا ہو، اللہ کے ساتھ اس سے بڑی دشمنی کوئی نہیں ہے، اللہ کے ذکر کی مخالفت اللہ کی مخالفت ہے، اللہ کی مخالفت کیسے کرسکتا ہے انسان، اللہ کی مخالفت ایسے کرسکتا ہے جیسے اللہ کے ذکر کی مخالفت ہو، اور اللہ کی محبت ایسے کرسکتا ہے جیسے اللہ کے ذکر کی محبت ہو، بھلا کوئی ریا کاری سے بھی اللہ کا نام لے رہا ہو ہمیں اس کو ریا کار کہنے کا حق نہیں پہنچتا، معلوم نہیں کونسا کلمہ اخلاص سے بھی نکل جائے اور اللہ کو وہ مقبول ہو جائے، ہاں مسجدیں بنی ہی ہیں اللہ کے ذکر کیلئے وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ (سورۂ بقرہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ: اور اس سے بڑا ظالم کون ہوسکتا ہے جو اللہ کے گھروں میں اللہ کا ذکر کرنے سے منع کرے۔

مسجدیں بنائی گئی ہیں اللہ کے ذکر کیلئے، پہاڑ اور درخت یہ سب اللہ کے ہی ذکر کیلئے بنائے گئے ہیں، اور ذکر ہی سے اپنے اخلاق کو اچھا کرنا نرمی اختیار کرنا کوئی کچھ بھی کہہ رہا ہے اس کو چھوڑو، اپنے اللہ کی طرف متوجہ رہنا۔

کرامت نہیں اتباعِ شریعت اصل ہے

حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ مریدین کے ساتھ جا رہے تھے، راستہ میں اوپر سے کسی نے کوڑا ڈالا جو کوڑا شیخ پر بھی گرا اور مریدین پر بھی گرا، مریدین کو بہت غصہ آیا اور لال پیلے ہونے لگے تو شیخ نے فرمایا ارے بھائی اللہ کا شکر کرو ہم تو آگ برسانے کے قابل تھے یہ تو مٹی ہی برس رہی ہے، بہت سارے حضرات کرامتوں کو ڈھونڈتے ہیں فلاں بزرگ کی یہ کرامت فلاں بزرگ کی یہ کرامت، ایک بزرگ نے فرمایا میری سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ گناہوں کا ٹوکرا میرے سر پر ہے پھر بھی میں کھا رہا ہوں، چل رہا ہوں پھر رہا ہوں، اللہ کے بندے اس سے بڑی کرامت کیا ہوسکتی ہے اور سب سے بڑی کرامت تو یہ کہ سنت وشریعت پر چلنا ہے اور یہ کرامت لاکھوں کروڑوں کرامتوں سے افضل ہے۔

ایک شخص حضرت جنید بغدادیؒ کی خدمت میں دس سال رہا، جب چلنے لگا تو کہنے لگا کہ حضرت کوئی کرامت تو دیکھی نہیں تو فرمایا ارے اللہ کے بندے یہ تو بتا دس سال میں تم نے کوئی سنت وشریعت کے خلاف کوئی کام دیکھا ہے؟ تو فرمایا کہ اس سے بڑی کرامت اور کیا چاہیئے، اگر اڑنا ایک کرامت ہے تو یہ کرامت تو پرندوں کو حاصل ہے، اگر پانی میں تیرنا کرامت ہے تو یہ کرامت تو مچھلی کو بھی حاصل ہے، ایک آدمی کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ حضرت کوئی عمل یا کوئی تعویذ ایسا دو کہ کوئی جن میرے تابع ہو جائے تو حضرت نے فرمایا کہ بھائی اللہ سے ڈر! تو تابع کرنے نہیں آیا بلکہ تابع ہونے آیا ہے، اگر ہم اللہ کے تابع ہو جائیں تو ہر چیز ہمارے تابع ہو جائے گی، ایک مرتبہ میرے والد صاحب مدرسہ کے صحن میں تنہا لیٹے سو رہے تھے اچانک کوئی آیا اور پاؤں دبانے لگا، آنکھ کھلی، دیکھا تو کوئی نہیں ہے۔

والد صاحب نے فرمایا کہ آج تو آ گیا آئندہ میرے پاس مت آنا، اولیاء اللہ کو کسی کو تابع کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی سب تابع رہتے ہیں، حضرت شیخ گوالیریؒ نے حضرت شیخ عبدالقدوس صاحبؒ کے پاس جنّات کو بھیجا کہ جاؤ ان کو اٹھا کر لاؤ، جنات حضرت شیخ عبدالقدوسؒ کے پاس پہنچے اور حضرت کے پلنگ کو اٹھا کر چلنے لگے تو حضرت شیخ کو حرکت محسوس ہوئی

39

تو پوچھا کہ بھائی کہاں لے جا رہے ہو؟ تو جنات نے کہا کہ حضرت گستاخی کی معافی ہو حضرت گوالیریؒ نے آپ کو بلایا ہے، تو حضرت شیخ عبدالقدوسؒ نے فرمایا ''اُو رَا بیَا'' یعنی انہیں کو اٹھا کر یہاں لے آؤ، حضرت شیخ عبدالقدوسؒ کو چھوڑ کر حضرت گوالیریؒ کے یہاں پہنچے اور اٹھا کر چل دیئے حضرت نے بہت منع کیا مگر جنات نے کہا کہ حضرت شیخ عبدالقدوسؒ کے مقابلہ میں آپ کی بات نہیں مانیں گے آپ کو تو جانا ہی ہوگا اور لیکر آ گئے تو حضرت شیخ عبدالقدوسؒ نے حضرت گوالیریؒ کو بہت ڈانٹا اور فرمایا کہ اگر ملاقات کا شوق تھا تو مجھے وہاں کیوں بلا رہے تھے آپ کو خود ہی یہاں آ جانا تھا حضرت گوالیریؒ بہت نادم ہوئے اور فرمایا کہ حضرت مجھے معاف فرما دیجئے۔

معمولات کو معمولی مت سمجھئے!

یہ معمولات جو کرائے جاتے ہیں یہ چھوٹے موٹے معمولات نہیں ہیں یہ بہت بڑے معمولات ہیں، تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اور تمام اولیاء اللہ کے اور سلفِ صالحین کے معمولات ہیں، ان معمولات سے بندہ اللہ کا تابع ہو جاتا ہے پھر ہر چیز اس کے تابع ہو جاتی ہے ''مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ'' یہ معمولات والا عمل بہت اونچا عمل ہے اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں، خود قرآن پاک کتنا بڑا عمل ہے؟ قرآن پاک کو سن کر تو جنّات ایمان

لے آئے تھے "**قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْآ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا o یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا**" (سورۂ جن آیت:۱) ترجمہ: تو کہہ مجھ کو حکم آیا کہ سُن گئے کتنے لوگ جنوں کے پھر کہنے لگے ہم نے سنا ہے ایک قرآن عجیب کہ سُجھا تا ہے نیک راہ، سوہم اُس پر یقین لائے اور ہر گز نہ شریک بلائیں گے ہم اپنے رب کا کسی کو۔

جس وقت حضور پاک ﷺ نے نیت باندھ کر قرآن پاک کی تلاوت فرمائی جنّات حیران ہو گئے کہ ایسا کلام کبھی نہیں سنا اور سب جنات قرآن کریم کے تابع ہو گئے اور نبی پاک کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت ہو گئے، اللہ پاک ہم سب کو قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین، میرے دوستو یہ میرا کمال نہیں جو میں بول رہا ہوں یہ میرے دوستو آپ جیسے مخلصین سننے والوں کا کمال ہے، اللہ پاک ہم سب کو ذکر وفکر کی توفیق مرحمت فرمائے، حضرت شیخ صابرؒ کتنے اونچے ولی تھے فانی فی اللہ، عاشق رسول اللہ، اللہ کی محبت میں کچھ نہیں چھوڑا اور ان کے شیخ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ وہ بھی اللہ کے بہت بڑے ولی تھے، ایک شخص نے ان کی کسی جگہ پر قبضہ کر لیا اور کہنے لگا کہ حضرت یہ جگہ میری ہے، حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ نے فرمایا کہ بھائی چلو اسی جگہ پر چلتے ہیں جس کی ہو گی وہ خود ہی بتا دے گی۔

40

چنانچہ دونوں وہاں پہنچے حضرت نے فرمایا تو کس کی جگہ ہے؟ زمین نے کہا کہ حضرت میں تو آپ ہی کی ہوں، بہر حال اللہ کے ولیوں کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ہر چیز ان کے تابع ہو جاتی ہے، سب سے اچھی زمین کونسی ہے جہاں پر اللہ اللہ ہوتا ہے، سب سے اچھا انسان کون ہے جو اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

بیعت کی حقیقت

بیعت ہونا کیا ہے؟ اللہ پاک ان لوگوں سے راضی ہو جاتے ہیں جو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں بیعت کرتے ہیں اور اللہ پاک ان لوگوں کیلئے اعلان فرماتے ہیں: "**اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ**" (سورۂ فتح آیت:۱۰) ترجمہ: تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہے اوپر ان کے ہاتھ کے، کتنی بڑی فضیلت ہے بیعت کی، اور پھر جو کوئی اس بیعت کو توڑے تو اس کا گناہ اسی کے ذمہ ہے شیخ کے ذمہ نہیں ہے اس نے تو توبہ کرا دی اب اگر وہ توڑ رہا ہے تو شیخ اس سے بری اس کا عذاب وہ خود بھگتے گا، ہم سب رسولِ پاک ﷺ کے غلام ہیں سب رسول پاک ﷺ کے خادم ہیں اور جو بیعت کر لیتا ہے وہ تو پکا ہی خادم ہو جاتا ہے، اللہ ہم سب کو قبول فرمائے، ذکر وفکر کی توفیق عطا فرمائے، توحید وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اولیاءاللہ توحید وسنت کے داعی تھے

حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ، حضرت شیخ صابر کلیریؒ، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اللہ اللہ! یہ سب حضرات توحید وسنت کو پھیلانے ہی کیلئے آئے تھے ان کا مشن ہی یہی تھا کہ انسانوں کی زندگی میں توحید وسنت آجائے، انہوں نے اللہ کا عشق پانے کیلئے رسول پاک ﷺ کی سیرت کو اپنے اندر لانے کیلئے بڑے بڑے مجاہدے کئے۔

رئیس الاولیاء شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ۲۵/سال جنگلات میں مجاہدہ کیا اور اللہ اللہ سیکھا، اور پھر ۲۵/سال کے بعد بغداد تشریف لائے لوگوں نے کہا کہ حضرت بیان فرماؤ، تو آپ نے فرمایا کہ بھائی مجھے تو بیان نہیں آتا، حضرت خاموش رہتے تھے بالکل خاموش، لوگوں نے کہا کہ حضرت کچھ تو بولو، تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے کچھ بھی بولنا نہیں آتا، لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ کچھ مت بولنا جو اللہ چاہیں گے وہ بول دینا، پھر آپ جو بولے تو ایک عالَم کو سیراب کردیا اور یہی نہیں بلکہ بہت سارے مشائخ نے ان کو کہا کہ آپ بولو آپ کب تک نہیں بولیں گے، حضرت کا بس ایک ہی جواب تھا مجھ سے بولنا نہیں آتا، لوگ کہتے کہ بس آپ تو بیٹھ جائیے وہ کام اللہ کا ہے جو اللہ چاہیں گے وہ بول دینا پھر حضرت جو بولے تو لاکھوں

انسان تائب ہوئے اور بیعت ہوئے اور گناہوں سے پاک وصاف ہوئے، اور اللہ کی یاد میں لگ گئے اور کفر وشرک وبدعت کو چھوڑ کر اپنی زندگی کو توحید وسنت کے مطابق گزارنے لگے، ایک راستہ جارہا ہے جنت کی طرف اور ایک راستہ جارہا ہے جہنم کی طرف ان دونوں میں سے یہی راستہ سیدھا جنت والا راستہ ہے، اللہ پاک ہم سب کی جہنم والے راستہ سے حفاظت فرمائے اور جنت والے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ہمارے شیخ محترم حضرت مولانا شاہ محمد قمرالزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ مسجد تو شاندار بنوادی ہے اب اپنے رکوع سجدوں کو بھی شاندار بناؤ اور اپنی نماز بھی شاندار بناؤ، ہمارے حضرت شیخ آصف حسین صاحب فاروقی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ بیانات تو بہت ہوچکے ہیں اور بہت ہورہے ہیں بس اللہ کا ذکر کرو، اللہ کا ذکر کرو، ہمارے حضرت اتنے بڑے ذاکر ہیں اگر ایک توجہ ڈالدیں تو دل میں اللہ اللہ کی ہل چل مچ جائے، ذکر ہی میں تمام اعمال کی جان ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو ذکر پر استقامت نصیب فرمائے آمین ثم آمین، **و آخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين**۔ یہ تو تبلیغ ہوگئی اب تھوڑی دیر اللہ کا ذکر بھی کرلیں۔

سچ کی افادیت اور جھوٹ کی مذمت

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے، جو آپ نے مؤرخہ ۲۰۱۷/۲/۱۰ء کو جامعہ اشرف العلوم رشیدی کی مسجد زکریا میں نمازِ جمعہ سے قبل فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا o یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْo (الاحزاب، آیت:۷۱)صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۔

میرے مخلص پیارے دوستو! اس آیت کریمہ میں اللہ پاک ارشاد فرما رہے ہیں: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور کہو اچھی بات، اس سے تمہارے اعمال بھی حق تعالیٰ شانہٗ اچھے فرمادیں گے اور تمہاری مغفرت بھی

فرمادیں گے، اللہ تعالیٰ بہت مغفرت کرنے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ کو اکثر علماء نکاح میں پڑھتے ہیں، لیکن ہر موقع پر یہ آیتِ کریمہ مفید ہے، نکاح کے معاملات میں، تجارت میں، ملازمت میں، معاملات میں، معاشرت میں، زندگی کے نشیب وفراز، اتار چڑھاؤ، پیش آنے والے معاملات، سب میں یہ آیت یکساں طور پر مفید ہے، ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو'' کتنا بڑا پیغام ہے! سارا دار ومدار اسی پر ہے کہ اللہ کا خوف ہے تو سب کچھ ہے، اگر خوفِ خدا نہیں تو کچھ بھی نہیں، خوفِ خدا اگر نہیں ہے تو معاملات درہم برہم ہوجائیں گے، دنیا ہی کی کیا شرم کرے گا جس کو اللہ ہی کا خوف نہ ہوگا ''اِذَا فَاتَکَ الْحَیَاءُ فَافْعَلْ مَاشِئْتَ'' حیاء ہی نہیں، خوفِ خدا ہی نہیں، تو پھر جو چاہے کرتا پھرے، حق تعالیٰ کا خوف اور پکڑ کا اندیشہ، یہ بہت بڑا فکر ہے، یہ انسان کو صحیح چلاتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اپنے معاملات میں اللہ سے ڈرو، وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا اور سچی بات کہو، حق بات کہو، ایک جگہ پر تو یہاں تک فرمایا گیا ''سچی بات کہو چاہے تمہاری ذات کے ہی خلاف کیوں نہ ہو'' تمہارے کسی عزیز رشتہ دار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، کسی غیر کا معاملہ ہو تو بھی، کتنا بڑا پہلو ہے، اللہ اکبر! انسان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا، اپنے مفاد کی خاطر جھوٹ بول دیتا ہے، جس انسان کو

اپنے چھوٹے چھوٹے مفاد کی خاطر جھوٹ بولنے کی عادت ہوگئی ہو، اور اس کا وہ ماہر ہو چکا ہو، اس کے تصور میں بھی نہیں آسکتا ہے کہ یہ بھی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ سچ بات کہو چاہے اپنے ہی خلاف کیوں نہ ہو، اپنے عزیز کے ہی خلاف کیوں نہ ہو، سچی بات کہو سچی گواہی دو، آج تو لوگ جھوٹی گواہی دینے کو تیار ہو جاتے ہیں، سچی گواہی دینے والے ملتے ہی نہیں، اور جھوٹی گواہی دینے والے بہت تیار ہیں، رسول پاک ﷺ تشریف فرما تھے، صحابہ کرامؓ کے درمیان، بات آگئی جھوٹی گواہی کی، تو کیا فرمایا:

عدلت شهادة الا شراک بالله (رواہ البخاری) اور تین بار اس جملہ کو فرمایا جھوٹی گواہی شرک باللہ کے برابر ہے، تکیہ لگائے بیٹھے تھے، لیکن جب یہ جملہ فرمایا تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور اتنی بار فرمایا کہ صحابۂ کرامؓ نے فرمایا بس فرمائیں، بس فرمائیں، بہت ہوگیا ہے، کتنی بڑی بات ہے، کتنی سنگین بات ہے، کتنا سنگین جرم ہے، **شَهَادَةُ الزُّوْرُ** شرک باللہ ہے "**قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا**" سچی بات کہو جب کہو تو حق کہو، یہ کوئی ضروری نہیں کہ آپ ہر جگہ حق کہو، سچ کہو، لیکن جب کہو تو حق کہو، جب زبان کھولو تو حق کہو۔

سچ کے دو گرانقدر فائدے

یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ، دو فائدے بتائے: اور ان دو فائدوں میں پورا نظام جڑا ہوا ہے، سمجھنے والے کے لئے تو ایک ہی ارشاد بھی کافی ہے،

43

اور جس کو سمجھ ہی نہ ہو اس کو کتنا ہی سمجھاؤ کافی نہیں ہوتا، اور جو سمجھدار ہے ایک ہی جملہ اس کے لئے کافی ہوتا ہے، اللہ کا ارشاد اور نبی پاک ﷺ کا فرمان، اس سے بڑی اور کیا بات ہوگی۔ اللہ پر ایمان ہے، رسول پاک ﷺ پر ایمان ہے، ہر انسان کے قول میں ردّ وقدح ہوسکتی ہے لیکن رسول پاک ﷺ کے فرمان برحق وہاں تو قیل وقال کی گنجائش نہیں، حق تعالیٰ کا ارشاد **قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا** سچی بات کہو تجارت میں بھی سچی بات کہو اور زراعت کے معاملات میں بھی سچی بات کہو، آپس کے معاملات میں بھی سچی بات کہو، خاندانی معاملات میں بھی سچی بات کہو، کسی کا بھی کوئی معاملہ ہو سچی بات کہو اور ایک جگہ فرمایا کہ دونوں فریق کی بات سن کر فیصلہ کرو تنہا کی سن کر بھی فیصلہ نہ کرو، ورنہ غلطی کھاؤ گے، اور یہ معاملہ تو بڑا اہم معاملہ ہے، **وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا** کا تعلق انسان کی زندگی کے ہر پہلو سے متعلق ہے، اور آپ کو علم نہیں تو منع کردو، بھائی مجھ کو پورا علم نہیں، مجھے اس کی پوری واقفیت نہیں، میں اس میں دخل کیسے دوں؟ جب بات کرو برابر کرو۔

فائدہ: نمبر ۱) فرمایا: **یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ** تمہارے اعمال درست ہوجائیں گے، جب ہر آدمی سچ کو اختیار کرے گا تو اعمال خود ہی درست ہوجائیں گے، ایک شخص کو چوری کی عادت تھی، جھوٹ کی بھی عادت تھی، ظاہر بات ہے چور جو ہوتا ہے وہ جھوٹ ہی بولتا ہے، چوری کر کے سچ تو کوئی نہیں

بولتا، پوچھنے پر فوراً کہتا ہے میں نے تو نہیں چرایا، حتیٰ کہ ایک شخص کو حضرت عیسیٰؑ نے دیکھا چوری کرتے ہوئے انہوں نے پوچھا کہ تو نے چوری کی؟ تو اس نے کہا آپ غلط کہہ رہے ہو، تو حضرت عیسیٰؑ عظیم الشان پیغمبر نے فرمایا: میرے سامنے اور مجھے جھٹلا رہا ہے، تو چور تو جھوٹا ہی ہوتا ہے وہ پیغمبر کو بھی نہیں چھوڑتا جھوٹ بولنے میں، آنکھ سے دیکھ رہے ہیں، سب کچھ ہو رہا ہے، پھر بھی کہتا ہے میں نے تو ایسا نہیں کیا، انبیاءؑ کو تو اللہ پاک ہر چیز کی خبر دینے والے ہیں، انبیاءؑ کو تو وحی کے ذریعہ سے بھی علم ہو جاتا ہے، اور وہاں تو خود مشاہدہ سے ہی علم ہوا۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ایک انسان ایک بزرگ کے پاس آیا، اس کو چوری کی عادت تھی، اس نے کہا مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے، بزرگ نے فرمایا "سچ بولا کر" تیرے لئے ایک ہی نصیحت ہے، لمبی چوڑی تقریر کیا کروں، جھوٹ مت بولنا، اس کے بعد کہیں چوری کرتا تھا اور پھنستا تھا تو لوگ پوچھتے تھے، تو خیال آتا تھا کہ حضرت نے فرمایا تھا سچ بولنا، تو ایک دو دفعہ سچ بتایا تو چوری کی عادت ختم ہوگئی، سچ بتانے سے ساری چوری کی عادت ختم، فراڈ کرنے کی عادت ختم، سب ختم، ایک نصیحت میں کتنا کمال ہے۔

یُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ، تمہارے اعمال درست ہو جائیں گے، انسان دھوکہ بازی سے بچے، اور نہ دھوکہ دے، نہ دھوکہ میں آئے، جھوٹ سے بچے، جھوٹ کے بچنے سے کتنا بڑا فائدہ ہوا۔

فرشتہ جھوٹ کی بد بو سے میلوں دور چلا جاتا ہے

حدیث شریف میں ہے کہ جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بد بو سے میلوں دور چلا جاتا ہے، جیسا کہ فقہاء نے تحریر کیا ہے کہ جب کوئی مسجد میں آئے تو کوئی بھی بد بو دار چیز کھا کر نہ آئے، بیڑی سگریٹ پی کر نہ آئے، لہسن پیاز کھا کر نہ آئے، یہ شاہی دربار ہے، اللہ کا دربار ہے، فرشتوں کو تکلیف ہوگی، نماز پڑھنے والوں کو تکلیف ہوگی، اس لئے منھ صاف کر کے آئے، اچھے کپڑے پہن کر آئے، خوشبو لگا کر آئے، اسی طرح جھوٹ سے فرشتوں کو تکلیف اور بد بو محسوس ہوتی ہے، اور وہ میلوں دور چلے جاتے ہیں، حق تعالیٰ نے فرمایا **یُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ** غور کیا نا آپ نے اس آیت کریمہ میں، اللہ پاک کیا ارشاد فرما رہے ہیں؟ سچی بات کرو تو تمہارے اعمال درست ہو جائیں گے، اس پر اگر غور کرو تو پورا ایک دریا کھل جاتا ہے، انسان سچ بولے گا، صحیح بولے گا، تو کتنا نفع ہوگا، کوئی حکیم کے پاس آئے بیماری کچھ ہو اور بتائے کچھ تو کیا فائدہ ہو جائے گا؟ علماء کے پاس جائے، کچھ بات بتائے، ممکن ہے مرض کی دوائی مل جائے اس کو۔

مسئلۂ طلاق میں جھوٹ کی کثرت

بالخصوص اب تو طلاق کے بارے میں لوگوں میں جھوٹ کا رواج اتنا عام ہوگیا ہے کہ تین طلاق دی اور لکھ دیا کہ میں نے تو ایک ہی دی ہے، پھر پوچھتے ہیں کہ مسئلہ میں کیا گنجائش ہے؟ پوچھ تاچھ کرتا پھرتا رہتا ہے، حالانکہ جھوٹ بول رہا ہے، اسی لئے تو مسئلہ حل نہیں ہوتا، نہ اس مرض کی دوامل پائی جو اس کو ہے، مسائل کے اندر بھی لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، مسئلہ پوچھنے آتا ہے، جھوٹ بولدیتا ہے، صحیح حل کیسے ہوجائے گا؟ صحیح بات کریں تو اس کا حل بھی ہوتا ہے، صحیح بات بتانے سے کتنا فائدہ ہوتا ہے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بچپن میں تعلیم حاصل کرنے کیلئے جارہے تھے، والدہ نے سونے کے کچھ سکے آستین میں چھپا دیئے تھے، اور والدہ کی یہ نصیحت تھی کہ بیٹا سچ بولنا اور سچ کو مت چھوڑنا، اس زمانہ میں سونے کا سکہ رائج تھا، پھر چاندی کا آیا، پھر گلٹ کا آیا، پھر کاغذ کا آیا، کچھ دنوں میں باطل حکومتیں یہ بھی ختم کردیں گی، انسان خالی کھڑارہ جائے گا جیسا کہ ہورہا ہے۔ راستہ میں لٹیرے مل گئے، قافلہ کو لوٹنا شروع کردیا، شیخ کے چہرہ سے انوار ٹپک رہے تھے، پوچھا تمہارے پاس بھی کچھ ہے؟ شیخ نے خود ہی بتادیا، ہاں میرے پاس بھی ہیں، لو نکالو یہاں ہیں، لٹیرے کہنے لگے ارے آپ تو بڑے

عجیب آدمی ہو، خود ہی بتادیا کیونکہ میری والدہ نے کہا تھا کہ بیٹا جھوٹ مت بولنا، میں نے صحیح صحیح بتادیا اس جگہ ہیں اور میں پڑھنے جارہا ہوں وہاں خرچ کرنا ہے، چوروں کو شرمندگی ہوئی کہ اللہ کے سامنے جھوٹ بولتے بولتے ہماری یہ حالت ہوگئی اور یہ بچہ اپنی والدہ کے کہنے سے سچ بول رہا ہے، آپ کے سچ کی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ پورا قافلہ توبہ واستغفار پر آگیا، اسی وقت سب نے توبہ کی یہ تھی سچ کی برکت، سچ انسان کو نجات دیتا ہے اور جھوٹ گمراہ کرتا ہے، حق تعالیٰ کے ارشاد میں کس قدر اصلاح کا پہلو ہے، سچ اختیار کرو تمہارے سب اعمال درست ہوجائیں گے۔

فائدہ:۲) اور سچ کا دوسرا نہایت اہم فائدہ گناہوں کی بخشش ہے کہ سچ کو اختیار کرنے سے اللہ پاک تمہارے گناہ بھی معاف فرمادیں گے، اللہ پاک ہم سب کو سچ بولنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین۔

موت ہمیں محاسبۂ نفس کی دعوت دیتی ہے

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو آپ نے مؤرخہ ۲۸؍شوال ۱۴۳۹ھ/۱۳؍جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ جامعہ ہذا کی مسجد زکریا میں فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ o الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُصِیْبَۃٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَoاُوْلٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ o(البقرہ،آیت:۱۵۵) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُo۔

قابلِ صد احترام بزرگو اور دوستو!

46

آج ہمارے سامنے بہت قابلِ افسوس ناک مناظر موت کے ہیں اور اس میں جہاں افسوس ہے وہاں ہمارے لئے ایک عبرت بھی ہے، موت کے واقعات میں عموماً دو چیزیں ہوتی ہیں، انسان کیلئے افسوس کا مقام بھی ہوتا ہے، بہت بڑا افسوس کا مقام ہے متعلقین کیلئے اظہارِ تعزیت بھی ضروری ہوتا ہے، کیونکہ ان پر ایک غم کا حادثہ پیش آیا ہوتا ہے، تو خیال آیا کہ اسی سلسلہ میں گفتگو کروں، واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک نوجوان آدمی تھا ابھی قریب میں شادی ہوئی تھی، قلیل العمر انسان، کتنی تمنائیں ہوں گی، والدین کی اور خاندان کی اور متعلقین کی اور انسان کی، خود اپنی جو تمنائیں رہتی ہیں، جذبات رہتے ہیں، ایک موت نے آکر سب پر پانی پھیر دیا، اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o(نوح، آیت:۴) اچانک یہ بات پیش آئی کہ درد ہوا اور انسان آناً فاناً اللہ کو پیارا ہو گیا، کتنا بڑا افسوس کا مقام ہے، متعلقین کیلئے، والدین اور رشتہ داروں کیلئے، بہت بڑا ایک تکلیف کا موقعہ پیش آیا، سوائے صبر کے انسان کیا کر سکتا ہے، حکم بھی یہی ہے کہ صبر کیا جائے اور صبر کا ثواب بہت زیادہ ہے کیونکہ اس کا تعلق ہے ہی ایسی باتوں سے، کیونکہ اس پر صبر کرنا تحمل کرنا، برداشت کرنا آسان نہیں ہوتا۔

یہ واقعات جو ہوتے ہیں ان پر صبر کرنا برداشت کرنا معمولی کام نہیں

ہوتا بہت اہم کام ہے، اسی لئے اس کا ثواب بھی سب سے زیادہ رکھا گیا ہے، یہ بات تو اللہ پاک نے پہلے ہی فرمادی کہ ہم تمہیں آزمائیں گے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ ۝ (البقرہ،آیت:۱۵) ہم تمہیں آزمائیں گے مختلف انداز سے تمہیں آزمائیں گے، تمہارا امتحان ہوگا، انسان کی زندگی میں مختلف قسم کے امتحان ہوتے ہیں، حادثات پیش آتے ہیں، اگر کوئی اچھی حالت میں ہے تو اس کے لئے بھی امتحان ہے، خیر کے اندر بھی امتحان ہے کہ وہ اپنی زندگی کو کہاں گزارتا ہے، خیر کے اندر گزارتا ہے یا شر کے اندر گزارتا ہے، امتحان تو ہر آدمی کا ہوتا ہے کوئی بھی اس سے خالی نہیں، اگر کسی آدمی کے پاس عیش وآرام مال ودولت کی انتہا ہوجائے، اس کے پاس راحت ہی راحت ہو اس کیلئے بھی امتحان ہے۔

انسان کی آزمائش کے مختلف طریقے

وہ انسان اس مال ودولت اور عیش وعشرت میں رہکر اپنی زندگی کو کہاں گزار رہا ہے؟ اللہ کی اطاعت میں گزار رہا ہے یا کہ غفلت میں گزار رہا ہے، بالخصوص ایسے واقعات تو بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں، اللہ پاک نے خاص طور پر فرمایا کہ ہم تمہیں آزمائیں گے بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ ۝ کبھی خوف کے عالم میں، انسان کے اوپر خوف کے عالم بھی پیش آتے ہیں،

47

کہیں دشمنوں کا خوف ہوتا ہے، کبھی اپنے بھی دشمن بن جاتے ہیں اپنے غیر ہوجاتے ہیں، اور کبھی غیر بھی دشمن بن جاتے ہیں، خوف کی بہت ساری اقسام ہیں، خوف کے ساتھ تمہیں آزمائیں گے۔

فقر وفاقہ

وَالْجُوْعِ ۝ کبھی بھوک لگے گی، یہ بھی آزمائش ہے کہ بہت زیادہ بھوک لگ رہی ہے، اس میں روزہ بھی آگیا، روزہ رکھتا ہے کہ نہیں رکھتا، یہ بھی ایک آزمائش ہے، اللہ کا حکم پورا کرتا ہے کہ نہیں کرتا یا گھبراجاتا ہے، جیسا کہ بہت سے لوگوں کے بارے میں سننے کو ملتا ہے کہ معمولی سی گرمی سے گھبراجاتے ہیں، رمضان المبارک میں روزہ نہیں رکھتے، روزہ ہی چھوڑ دیتے ہیں اور دن دہاڑے کھاتے پیتے پھرتے ہیں، ان کو اتنی بھی شرم نہیں آتی کہ اگر جرم کرنا ہے تو کھلے عام تو نہ کریں، کہیں ایک طرف ہی جاکر کرلیں، رمضان کی توہین کے ساتھ ایک جرم کیا جارہا ہے، ایک جرم تو یہ ہے جو چپکے چپکے ہورہا ہے اور ایک جرم یہ ہے جو کھلے عام ہورہا ہے، اسی کو کہتے ہیں چوری اور سینہ زوری، اللہ کا خوف نہیں رہا، ایسے مبارک مہینہ میں اتنے بڑے انعامات کے باوجود خدا کے احکام کو ٹھکرا رہا ہے تو خدا کی پکڑ ہوگی کہ نہیں ہوگی؟ نہ اللہ کے احکام کا احترام کیا، نہ رمضان کا احترام کیا، نہ

روزہ کا احترام کیا، نہ روزہ داروں کی رعایت کی، کم از کم کچھ رعایت ہی کر لیتا بالکل خدا کا خوف دلوں سے نکل چکا ہے، اسی لئے خدا کا خوف پیدا کرنے کیلئے خانقاہوں میں ذکر اللہ کرایا جاتا ہے تاکہ دلوں کی صفائی ہو، گناہوں سے بچے اور اللہ کے احکامات کو پورا کرنے والا بنے۔

مالی نقصان

وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ ۝ اور کبھی مال میں نقص پیش آ گیا، باغات میں نقصان ہو گیا، تجارت میں نقصان ہو گیا، اموال کی مختلف قسمیں ہیں، مختلف قسموں سے نقصان ہو جاتا ہے، اس پر کتنا افسوس ہوتا ہے، کتنی انسان کی امیدیں ہوتی ہیں مگر نقصان ہونے سے سب پر پانی پھر جاتا ہے، یہ بھی انسان کی ایک آزمائش ہو رہی ہے، اللہ پاک دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کہتا ہے اور اس پر صبر کرتا ہے کہ نہیں کرتا، اگر یہ اس وقت میں صبر کر لیتا ہے تو اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہت بڑا انعام اس کو عطا فرماتے ہیں۔

موت ایک بڑی آزمائش

اور کبھی آزمائش ہوتی ہے اَنْفُسْ میں، اولاد میں آزمائش ہوتی ہے، جانوں کے اندر آزمائش ہوتی ہے، انسان کا لختِ جگر تھا نورِ نظر تھا، وہ اس سے جدا ہو گیا، جیسا کہ یہ قصہ پیش آیا، کتنا افسوس کا قصہ ہے! اللہ پاک

48

نے فرمایا کہ صبر کرنے والوں کو بشارت سنا دو۔

وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (البقرہ، آیت: ۱۵۵) اور کبھی ثمرات میں کمی ہوتی ہے، اور جہاں بھی نقص پیش آیا، کمی آئی ہو، مصیبت آئی ہو، تکلیف کا سامنا ہوا ہو، انسان کے خود بدن میں ایسی بیماری آ گئی، اچھا خاصہ تھا، اب صبر کرنا پڑ رہا ہے، اس کے ساتھ کوئی ایسی بات پیش آ گئی، ایسے ہزاروں واقعات ہیں کہ اچانک انسان کے بدن کے اندر کچھ نہ کچھ کمی پیش آ جاتی ہے، اور بیماریاں تکلیفیں ساتھ لگی ہوئی ہیں، کون انسان امراض سے خالی ہے، حادثوں سے خالی ہے، کوئی کہہ سکتا ہے کہ مجھے کوئی مرض نہیں ہے کوئی بیماری نہیں ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انسان جب پیدا ہوا لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ۝ (البلد، آیت: ۴) زیادہ تر مشقتیں پیش آئیں، انسان کی پیدائش کا سسٹم ہی کچھ ایسا ہے کہ خوشیاں کم ہوں گی اور مشکلات زیادہ ہوں گی، اب کیا طریقہ کار ہے؟ اللہ پاک نے فرمایا: وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ صبر کرنے والوں کو آپ بشارت سنا دو، کون ہیں وہ حضرات جو صبر کرنے والے ہیں؟ وہ حضرات وہ ہیں جو مصیبت پر، پریشانیوں میں آفتوں میں کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ جو تکلیف پیش آئی، بیماری کی شکل میں، یا موت کی شکل میں، یا اولاد کی شکل میں، یا کاروبار کی شکل میں، جتنے بھی نقصانات ہیں ان سب کے بارے میں کہے کہ بھائی یہ سب اللہ کی طرف

سے ہیں، انا للہ کہتے نہیں بلکہ اس کا مراقبہ بھی کرتے ہیں ان کو اس کا پورا استحضار ہوتا ہے، اس کیفیت کا کہ ہم بھی اللہ ہی کے ہیں اور سب کچھ اللہ ہی کا ہے نفع، نقصان، رنج وغم سب اللہ ہی کی طرف سے ہے، انسان جب دنیا میں آیا تھا کیا لیکر آیا تھا اور جب جائے گا تو کیا لیکر جائے گا؟ اللہ پاک نے اس پر اپنا فضل وکرم کیا، کہ ساری نعمتیں اس کو دیں اور پھر بھی اللہ کا ناشکرا صبر نہیں کرتا، شکر نہیں کرتا اللہ پاک کو یاد نہیں کرتا اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ جو کچھ بھی تھا، وہ اللہ ہی کا تھا اس نے لے لیا۔

اقارب کی موت پر غم ایک فطری کیفیت

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کے بیٹے کا انتقال ہو گیا، آپ کے پاس اطلاع کی گئی، جہاں پر حضور پاک ﷺ تشریف فرما تھے، جا کر کہا ابا حضور تشریف لے آوَ، آپ ﷺ نے فرمایا جا کر کہہ دینا میری بیٹی صبر کرو، اللہ کی چیز تھی اللہ نے لے لی، اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو، پھر دوبارہ کہلوایا کہ آپ کو آنا ہی پڑے گا آپ تشریف لے آئے، آپ نے نواسہ کو اپنی گود میں رکھا اور آپ کی کیفیت زبردست ہوگئی تھی اس طرح کی حالت ہوگئی تھی جس طرح سے مشکیزہ حرکت کرتا رہتا ہے، انسان کی روح بھی اسی طرح حرکت کرتی رہتی ہے، اور ایسے وقت میں کیا منظر تھا، رحمت اللعالمین ﷺ پر کیا گزر رہی تھی، کیا کیفیت ہو رہی تھی، ایسے موقعہ پر ہر انسان کو

افسوس ہوتا ہے اور یہ فطری چیز ہے، افسوس نہ کرنا، احساس نہ کرنا، معلوم ہوتا ہے کہ یہ انسان ہی نہیں ہے، انسانیت تو اسی بات کا نام ہے، دوسرے کے احساس کو اپنا احساس سمجھے، دوسرے کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھے، دوسرے کی تکالیف کو اپنی تکلیف سمجھے، اسی کا نام انسانیت ہے، وہ بھی کیا انسان جو کسی کی تکلیف کو تکلیف نہ سمجھے، والدہ صاحبہ علیہا الرحمہ کی عجیب حالت تھی، دوسروں کا دکھ اور پریشانی سن کر بہت احساس کرتی تھیں، اور دنیا کا کوئی واقعہ اگر ان کو سنا دیا تو کئی روز تک اس کا احساس کرتی رہتی تھیں اور اس کا اثر موجود رہتا تھا، پھر ان کو بتانا پڑتا تھا اور سنبھالنا پڑتا تھا، وہ ہر انسان کی تکلیف کا احساس کرتی تھیں۔

مواقعِ غم میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیم

رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کو سمجھایا، تسلی دی اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ اللہ ہی کی چیز تھی اللہ ہی نے لے لی، گھبراتے کیوں ہو؟ اس پر ثواب کی امید رکھو، اس سے بھاری بھر کم کوئی اور جملہ ہو سکتا ہے؟ انسان کو صبر کرنا چاہئے، انسان صبر کرتا ہے، زمین پر جو بھی حادثہ پیش آئے اس کی جان میں، اس کی اولاد میں، اس کے مال میں، اس کے باغات میں اور اس کی تمام زندگی میں نقصان کی کوئی بھی شکل پیش آئے، اس میں کمی پیش آئے تو اس پر صبر کرتا ہے اور صبر میں انا للہ کہتا ہے کہ یا اللہ! ہم بھی آپ ہی کے ہیں و انا الیہ

راجعون اور ہم بھی اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں **اِذَا حَمَلَت الی القبور جنازۃً فاعلم بانک بعدھا محمولٌ** جب انسان کسی کا جنازہ اٹھا کر چلتا ہے تو اس کو جان لینا چاہئے کہ کل اس کو بھی کوئی اٹھا کر لیجائے گا، ان واقعات میں کتنا صبر کا مرحلہ موجود ہے، اور ایمان والوں کیلئے صبر پر بہت بڑاانعام اور ثواب رکھا ہے، ایمان آدھا صبر ہے اور آدھا شکر ہے، **نصفٌ صبرٌ نصفٌ شکرٌ** ، اگر اچھی بات اس ایمان والے کو پیش آئی تھی، اور اس پر اس نے شکر کیا اور اس نے ''**اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ**'' کہا، اور اگر تکلیف والی بات پیش آئی تو کہا ''**انا للہ وانا الیہ راجعون**'' یہ کلمہ کہہ رہا ہے اور بار بار کہہ رہا ہے، یا اللہ! ہم بھی آپ ہی کے ہیں اور سب کچھ آپ ہی کا ہے اور ہمیں بھی آپ ہی کے پاس آنا ہے، جو اس دنیا سے جا رہا ہے وہ دنیا کے جھنجھٹوں سے، الجھنوں اور دقتوں سے بچ گیا، بظاہر تو تکلیف گزاری ہے اس نے اور حقیقت میں دنیا کی پریشانیوں سے راحت پا گیا۔

حضرت مجددالفِ ثانیؒ کا طرزِ عمل

ہمارے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے ایک بہت بڑے بزرگ ہیں حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے بھی شیخ ہیں، جب ان کو اطلاع ملتی کہ فلاں کا انتقال ہوگیا تو فرماتے: خوب چھوٹا دنیا سے، دنیا کے جھنجھٹوں سے، مصیبتوں سے، پریشانیوں سے، دقتوں سے، الجھنوں سے راحت پا گیا، اللہ کے یہاں

چلا گیا، اللہ اس کو وہاں کی راحت نصیب فرمائے، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو مان کر زندگی گزارتا ہے اسی کے لئے راحت ہے چین ہے، سکون ہے، دنیا کی بھی اور آخرت کی بھی، اللہ پاک ایمان والے کے عمل کو ضائع نہیں کریں گے، اچھے اعمال کرنے چاہئے جس سے اللہ پاک خوش ہوں، برے اعمال سے بچنا چاہئے جس سے اللہ پاک ناراض ہوتے ہوں، کیونکہ ایک بار سبحان اللہ بھی اگر کہا تو وہ بھی بیکار نہیں جائے گا، ایک بار الحمدللہ بھی کہا تو وہ بھی بیکار نہیں جائے گا، ایمان کے ساتھ ایک کلمہ اور سجدہ بھی ضائع نہیں، اگر اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو وہ بھی ضائع نہیں، ایمان کے ساتھ اس کا کوئی بھی عملِ صالح ضائع نہیں **اِنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُم** تم میں سے کسی کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا۔

آئیے! ہم لوگ اپنا محاسبہ کریں

باری تعالیٰ کا وعدہ حق ہے، ہمارے دعوے جھوٹے ہو سکتے ہیں، ہم تو سراسر جھوٹ بولتے ہیں، دھوکہ دیتے ہیں، فریب کرتے ہیں، رات دن شراب نوشی، فریب کاری میں مشغول رہتے ہیں، ہم تو دھوکہ دینے کو سمجھتے ہیں بہت بڑا کام کر دیا، خوب بیوقوف بنایا، ہم اس کو کمال سمجھتے ہیں، بہت بڑا کام کر دیا، سیدھی سادی زندگی گزارنا مخلصانہ رہنا کوئی ہم سے پریشان نہ ہو،

کسی کی ذات کو ہم سے نقصان نہ پہنچے یہی اسلام کی تعلیم ہے، اسی تعلیم کو عام کرواپنے بچوں کو تعلیم سے آراستہ کرو، اپنے بچوں کو برائیوں سے روکو۔

آج ہمارے نوجوان غیروں کی تعلیم کو اپنا رہے ہیں، اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے احکامات کو چھوڑ رہے ہیں، ایمان والا سیدھا سادا ہوتا ہے اور سیدھی سادی زندگی گزارتا ہے، اور منافق چالاک ہوتا ہے، دھوکے باز ہوتا ہے، اُس کو دھوکہ اِس کو دھوکہ، یہاں بدتمیزی، اس کے ساتھ بدتمیزی، نہ خود چین سے رہتا ہے اور نہ دوسروں کو چین سے رہنے دیتا ہے، اپنے عمل سے بھی پریشان کرتا ہے، نہ جانے کیسی کیسی شکلیں اختیار کرتا ہے، میرے پیارو! برائیوں سے بچو، اچھائی کی طرف آؤ، اچھی باتوں کو سیکھو، بری باتوں سے بچو، اپنے آپ کو اللہ کے ذکر میں لگاؤ اسی سے اخلاص پیدا ہوتا ہے، اسی سے صبر وشکر کرنے کی توفیق ہوتی ہے، اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے، برائیوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے، صبر وشکر کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو آپ نے مؤرخہ ۲۲ مئی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ جامعہ ہذا کی مسجد زکریا میں فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ○ (بنی اسرائیل، آیت:۲۶) صدق اللہ العظیم۔

قابلِ صد احترام بزرگو اور دوستو!

میں سوچ رہا تھا کہ آپ حضرات کے سامنے کیا عرض کروں، بات ذہن میں نہیں آرہی تھی، قرآن پاک کھولا تو ایک آیت سامنے آئی جو میں نے

ابھی آپ حضرات کے سامنے تلاوت کی ہے، اللہ پاک نے فرمایا: رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو ان کا حق دو، اور فضول خرچ نہ کرو، فضول خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے، نافرمان ہے۔

قرآنی ہدایات وخطابات عام ہیں

اس آیت مبارکہ میں بہت بڑی اور اہم ترین ہدایات ہیں، ان کے ہم سبھی محتاج ہیں، کہنے والا ہو، سننے والا ہو، جہاں تک بھی یہ ارشادات پہنچتے ہوں سب لوگ ان کے محتاج ہیں، اور یہ خطاب سبھی لوگوں سے ہے، سبھی اس کے مخاطب ہیں، کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس آیت کا مخاطب نہیں ہوں، ہر انسان اللہ کی بات کا مخاطب ہے، اللہ پاک نے پہلی بات جو فرمائی قرابت داروں کو ان کا حق دو، یہی بات کتنی اہم اور زبردست ہے، اگر ہر انسان ہر ایمان والا اسی آیت پر عمل کرے تو بہت سارے جھگڑے فسادات ختم ہوجائیں گے اور آدھی دنیا کے نزاعات وجھگڑے تو اسی جملہ میں ختم ہوجائیں گے۔

دوسروں کے حقوق کی پامالی بڑے خسارہ کا باعث

خلاصہ یہی ہے کہ انسان دوسرے کو اس کا حق نہیں دینا چاہتا، ہاں اس کا بھی حق لینا چاہتا ہے، جائز ناجائز، حق ناحق، بس اس کی تمنا ہے، جذبہ

ہے کہ مجھے مل جائے، یہ کتنا حیوانی جذبہ ہے، اور غلط خیال ہے، چلو اتنی بات بھی صحیح تھی کہ جو میرا حق بنتا ہے شریعت سے مجھے مل جائے، ورنہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مجھ کو میرا حق کم بھی مل جائے تو کیا بات ہے؟ اللہ پاک کم میں اگر برکت دیدیں تو بہت ہوجاتا ہے، اور اگر بہت لے لیا مگر اس میں برکت نہ ملی تو کیا ہوگا؟ تو معلوم ہوا کہ بہت زیادہ بھی کم میں تبدیل ہوگیا، زیادتی اس پر موقوف نہیں کہ ہمارے پاس زیادہ ہو تو ہم سب سے زیادہ مالدار ہوں گے، دولت والے ہوں گے، بلکہ ہوسکتا ہے کہ ہماری اس قربانی کا نتیجہ یہ نکلے کہ اللہ پاک کا فضل متوجہ ہوجائے اور اللہ پاک کے یہاں ہم بڑے مالدار ہوجائیں، بلکہ حقیقت اور تجربہ کی بات ہے کہ انسان جب یہ بات سوچ لیتا ہے کہ چلو میں کم ہی پر خوش ہوں راضی ہوں، تو اللہ پاک اس کے دل کو غنا عطا فرمادیتے ہیں، اس کا دل مالدار ہوجاتا ہے، اور اس کو شکر کرنے کی توفیق مل جاتی ہے، اس کے دل میں یہ نہیں رہتا کہ میں غریب ہوں، اور جس نے یہاں سے بھی وہاں سے بھی لوٹا کھسوٹا مگر پھر بھی وہ یہی سوچتا ہے کہ میرے پاس کم ہے زیادہ ہونا چاہئے تو وہ غریب کا غریب ہی رہتا ہے، اس کا دل بھی غریب ہی رہتا ہے، اس کو شکر کی توفیق ہی نہیں ہوتی، کیونکہ وہ بھی ایک نہ ایک دن یہ بات سمجھے گا کہ میرے پاس یہ غلط آیا ہے، اس وقت

جذبہ تھا جوش تھا تو میں نے یہ اقدام کرلیا تھا اور دبالیا تھا دوسرے کو، جس طاقت سے بھی دبایا ہوگا۔

دوسروں کا حق دبانے سے برکت ختم ہوجاتی ہے

اصل چیز تو برکت ہے، اللہ پاک سے انسان برکت والی چیز مانگے، یا اللہ! اس میں برکت فرما، برکت کب ہوگی؟ جب ہم دوسروں کا حق ادا کریں گے، اور اگر دوسروں کا حق مارا تو برکت ختم ہوجائے گی، سلب ہوجائے گی، جو ہے وہ بھی نہیں رہے گا، یہ ہے ایمانی بات، قرآنی بات کہ حق دینے سے برکت آئے گی، اور ہم کیا سوچ رہے ہیں کہ اس کا حق چھیننے سے اس کا حق ہڑپنے سے زیادتی ہوجائے گی اور ہم بڑے مالدار بن جائیں گے، ہمارا دماغ الٹا چل رہا ہے، اگر وہ کام کرتا جو قرآن پاک نے بتایا کہ سود چھوڑ دے، ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ سود لینے سے مال بڑھ رہا ہے زیادہ ہورہا ہے دولت اکٹھی ہورہی ہے، حالانکہ اللہ پاک نے فرمایا: کہ صدقات سے مال بڑھتا ہے اور سود سے مال گھٹتا ہے، یہ اجمالی بات ہے اس پر ہمارا ایمان ہے، جو اللہ نے فرمایا اس پر ایمان ہے نا! اللہ کی بات پر اگر ہمارا ایمان ویقین ہے تو پھر اس کے خلاف کرنے کا تقاضہ کیوں پیدا ہورہا ہے؟ اور اگر کرلیا تو اس پر احساس کیوں غالب آرہا ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ ایمان کا ضعف ہے،

ہمارا ایمان کمزور ہوچکا ہے، جو بات اللہ نے فرمائی ہے وہ ہماری سمجھ میں نہیں آرہی ہے، جب اللہ پر ایمان ہے تو اللہ کی بات ہماری سمجھ میں جلدی آنی چاہئے، اگر خدانخواستہ کوئی یہ کہدے کہ آپ کا اللہ پر ایمان نہیں، آپ کا تو فلاں پر ایمان ہے، ظاہر سی بات ہے کہ آپ کو غصہ آجائے گا، خبردار ایسی بات کہہ رہا ہے، میرا ایمان تو اللہ پر ہے اس کے رسول ﷺ پر ہے، قرآن پاک پر ہے، حدیثِ پاک پر ہے، اور عمل ہمارا اس کے خلاف ہے، ہے کوئی سچائی کہنے والا؟۔

اللہ پاک کا فرمان ہے: وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ (بنی اسرائیل، آیت:۲۶) قرابت داروں کو ان کا حق دو اور حق دے کر خوش رہو کہ بھائی اس کا حق ادا ہوگیا، اور یہی خوشی کی بات ہے، اگر کسی عقلمند انسان سے کوئی پوچھے کہ بھائی خوشی کی بات کیا ہے، کہ تیرے ذمہ دوسروں کا حق ہو یہ خوشی کی بات تو نہیں ہے، عقلمند آدمی تو یہی کہے گا کہ خوشی کی بات تو یہ ہے کہ میرے ذمہ کسی کا کوئی حق نہیں ہے، کوئی مجھے پکڑ نہیں سکتا کہ آپ کے ذمہ میری یہ چیز ہے، کاش! کہ یہ بات ہماری سمجھ میں آجائے، فرحت بھی اسی میں ہے اور برکت بھی اسی میں ہے کہ انسان دوسروں کا حق ادا کرے اور راحت وچین سکون بھی اسی میں ہے، اگر ہم نے دوسرے کا حق

دبایا تو اس میں اس کو تکلیف ہوگی احساس ہوگا کہ ہم نے اس کے ساتھ ایسا کیا، اب اس کے دل سے نکلنے والی بددعاء ہمارا پیچھا کر رہی ہے، معلوم نہیں کہاں پکڑا جائے، اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے، آمین۔ یہ کام جو کیا راحت میں کیا یا پریشانی میں کیا، معلوم ہوا کہ اسی میں راحت بھی ہے برکت بھی ہے، فرحت بھی ہے، اس ایک بات کے پیچھے کتنی چیزیں ہیں۔

راحت وسکون مال ہڑپنے میں نہیں

آج ہم خوشیاں تلاش کر رہے ہیں کہ بھائی ہماری زندگی میں خوشیاں نہیں آرہی ہیں، سکون نہیں مل رہا ہے اور پریشان ہو رہے ہیں، پریشانیاں کیوں آرہی ہیں؟ ان کے اسباب کیا ہیں؟ اسباب یہ ہیں کہ ہم دوسروں کا مال لینے کو یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ مفت کا مال ہے اور اس سے ہم مالدار ہو جائیں گے، اچھا چلو یہ بات بھی ہم نے مان لی ایک آدمی یہ سوچ رہا ہے کہ فلاں کی چیز لے کے مالدار ہو جاؤں گا، اب کیا ضمانت ہے کہ وہ مال ہمیشہ باقی رہے گا، اگر کوئی ایسی بات آگئی اور مال سارا کا سارا چلا گیا تو باقی کیا رہا، یہ مال تو بڑا بے وفا ہے جس کو ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ وفادار ہے، یہ تو سب سے زیادہ بے وفا ہے، انسان جب مرجاتا ہے تو انسان کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں، کیا کیا؟ مال، اولاد، اور اس کا عمل۔ ان تینوں چیزوں میں

سب سے زیادہ وفادار کون ہے؟ عمل ہے، اور اولاد بھی پہونچا کے آگئی، وفاداری اس نے بھی کی تھوڑی سی، دو چار دن اس نے یاد رکھا پھر بھول گئے، یہ مال تو اتنا بے وفا نکلا کہ اس کے پیچھے زندگی لگا دی کماتے کماتے تھک گئے لوٹ مار کرتے تھک گئے، ہم نے اپنی عمریں اسی میں ختم کر دیں جوانی اسی میں ختم کر دی مگر یہ ہمارے قابو نہیں آیا، اور اتنا بے وفا نکلا کہ پہلے ہی رخصت ہو گیا اس بے وفا کے پیچھے ہم اتنا جان کھپا رہے ہیں تو ہم سے بڑا بے وقوف شاید ہی کوئی ہو ہم اتنے بڑے بے وقوف ہو گئے۔

ماں باپ کی جائیداد میں بہن بھی حصہ دار ہے

اللہ پاک فرماتے ہیں وَاٰتِ ذَالْقُرْبٰی رشتہ داروں کو ان کا حق ادا کر دو، مگر ہر رشتہ دار یہ سوچ لے کہ مجھے دوسرے کا حق ادا کرنا ہے، بھائیوں کے بہنوں کے حقوق دینے ہیں ان کو حصہ دینا ہے تو یہ جھنجٹ ہی ختم ہو جائیں، اور ایسے کتنے ہیں جن کے دماغ میں یہ نہیں آتا کہ بہن کا بھی کوئی حصہ ہے، ہاں وہاں جان نکل رہی ہے، ارے اللہ کے بندے! جس قانون سے تو وارث بنا تھا اسی قانون سے تو وہ بھی وارث ہے، اگر تیرے نزدیک وہ وارث نہیں ہے تو شریعت کی نظر میں تو بھی وارث نہیں ہے تو بھی مستحق نہیں ہے میراث کا، ایک ہی آیت میں ایک ہی ارشاد میں دونوں شامل ہیں، معلوم

ہوا کہ تو قانونِ الٰہی کو نہیں مان رہا ہے اپنا قانون چلا رہا ہے، اللہ کے قانون کو نہیں مان رہا ہے تو۔

اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ہم نے اپنی زندگی میں کتنی آیتوں کا انکار کر رکھا ہے، عقیدہ ہی نہیں یا عمل نہیں ہے یا فکر نہیں ہے یا سوچ ہی نہیں ہے اگر یہ بات سامنے آئی تو حق دینے کا ارادہ ہی ہے، ہم نے کتنے گناہ اپنے ذمہ لے رکھے ہیں کہ جن کے حقوق دینے تھے زمین میں جائداد میں تمام حقوق ان کے ہم اپنے ذمہ لئے پھر رہے ہیں، اور کیا سوچ رہے ہیں کہ بس تھوڑا سا دیدیا اور ہو گیا کام، کیا ضرورت وہ بیچاری لڑے گی تھوڑا ہی آ کے، اللہ کا معاملہ تو ہے سخت وہاں تو ہر ایک کو حساب دینا ہے، وہاں تو میزان لگے گی ہر ایک کا حساب دینا ہے، آج کتنے حقوق پامال ہو رہے ہیں کتنے حقوق غصب ہو رہے ہیں اور عورتوں پر کتنا ظلم ہو رہا ہے، ان کی میراث کا تو ذہن میں بھی نہیں آ رہا ہے، حالانکہ ارشادِ باری صاف صریح ہے: لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (النساء، آیت:۱۱) کہ اللہ پاک نے ایک بھائی کو بہن کا ڈبل دیدیا، پہلے ہی ڈبل دیدیا بھائی کو دو بہنیں ایک بھائی کے برابر ہوتی ہیں حصہ میں، اگر ایسا ہوتا کہ اس کی کمزوری کا خیال کرتے ہوئے اس کو ڈبل مل جاتا تو کیا ہوتا؟ اللہ پاک ایسا بھی کر سکتے تھے یہاں بھی اللہ پاک کی حکمت ہے۔

اللہ پاک ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم رشتہ داروں کے حقوق پہچانیں اور اس حکمِ ربانی پر عمل کر کے سرخ رو ہوں، اللہ پاک کے احکامات پر عمل کر کے ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں، اب آئی نا بات سمجھ میں، صاحب جو کہا جاتا ہے کہ شریعت پر عمل کرو کامیاب ہو جاؤ گے، اب سمجھ میں آیا کامیابی کیسے ہوگی؟ جب اس کا حق اس کو پہونچائیں گے تو وہ خوش ہوگی یا نہیں کہ میرے بھائی نے مجھ کو حق دیا ہے، ناراض نہیں ہونا چاہئے کہ وہ تو اپنا حق مانگ رہی ہے، بلکہ جس کا جو حق ہے اس کو دینا چاہئے، بہن کا بھائی سے حق مانگنا جائز اور صحیح ہے، کتاب اللہ سے ثابت ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے، تو جن رشتہ داروں کے جو حقوق بنتے ہیں ان کا خیال رکھنا ان کو دینا۔

حضرت والد صاحب نور اللہ مرقدہ کی تاکید

حضرت والد صاحب (حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ بانی جامعہ ہذا) بہت دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی اس کے متعلق تو بیان کر دیا کر، اللہ ان کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، آمین۔ ان کے سامنے بیان کرنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی تھی بڑے انسان تھے، دور دراز تک رشتہ داروں میں کوئی ہوتا تو اس کے حق کا پورا پورا خیال رکھتے تھے، بڑوں کی باتیں بڑی ہوتی ہیں، اللہ پاک نے تاکید سے فرمایا کہ رشتہ داروں کا حق

ادا کرو، اور اولاد کو فرمایا کہ والدین کے بارے میں وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (بنی اسرائیل، آیت:۲۳) اللہ کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، ان کو اُف بھی نہ کہو، ان کو پریشان نہ کرو، ان کو ستاؤ نہیں، ان کی بات سنو، ان کے پاس بیٹھو، اگر ان کو آپ کے مال کی ضرورت ہو تو مال حاضر کرو، بلکہ باپ کو تو یہ بھی حق ہے کہ بغیر اجازت بھی لے سکتا ہے، حدیث میں ہے: اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ تو اور تیرا سب مال ابّا حضور کا ہے، آج تو اولاد یہ سمجھ رہی ہے کہ جو ابا کا مال ہے وہ میرا ہے، حالانکہ حدیث میں ہے کہ تو اور تیرا سب مال تیرے ابا کا ہے ان کو لینے کا حق ہے، ان کو بدنی خدمت کی ضرورت ہو تو بدن پیش کرو، مالی خدمت کی ضرورت ہو تو مال پیش کرو، وقت لگاؤ ان کے پاس بیٹھو پوچھو، اگر آپ یہ چاہتے ہو کہ آپ کی اولاد بھی اچھی بنے اور آپ کے کام آئے تو آپ کو اچھا بننا پڑے گا، آپ بھی اپنے ماں باپ کی پوری خدمت، محبت اور اطاعت کرو، اللہ پاک ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے، ایک دوسرے کے حقوق پہچاننے کی سمجھ عطا فرمائے آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

56

خوفِ خداوندی ہی حصولِ جنت کا باعث ہے

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو آپ نے سرزمینِ قصبہ نانوتہ کے قریب گاؤں پٹھان پورہ میں مسجد کی سنگ بنیاد کے موقع پر فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ○ (والنازعات، آیت:۴۰) وقال اللہ تبارک وتعالٰی: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (التوبہ، آیت:۱۱۹) صدق اللہ مولٰنا العظیم۔

قابل صد احترام میرے بزرگو مخلص احبابِ گرامی! آپ حضرات کے شوق وذوق اور دینی رغبت کو دیکھ کر طبیعت میں فرحت اور سرور کی کیفیت

محسوس ہورہی ہے، ایمان والوں کیلئے سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ ان کواللہ اوراس کے رسول ﷺ کے طور طریقوں پر دیکھا جائے ایمان والوں کیلئے سب سے بڑی خوشی حق تعالی شانہٗ عم نوالہٗ کی خوشی کا حصول ہے، ایمان والوں کیلئے سب سے بڑی خوشی اس چیز میں ہے کہ ان سے حق تعالیٰ شانہٗ راضی ہوجائے، ایمان والوں کیلئے اس سے بڑی خوشی کا کوئی مقام نہیں ہوسکتا کہ ربُّ العزت والجلال ان سے راضی ہو، کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ آپ ایسے ہیں ویسے ہیں اللہ والے ہیں اللہ پاک نے آپ کو اچھے اعمال میں لگا رکھا ہے، کہا کہ بھائی یہ تو ظاہری صورت ہے میں تو تب جانوں گا جب میرا خاتمہ ایمان پر ہوجائے اللہ کی رضاء کا اعلان ہوجائے تب میں خوش ہونگا، جب تک کہ پتہ نہ چلے کہ اللہ پاک ہم سے راضی ہیں جب تک ہمیں خوش ہونے کا کوئی موقع نہیں، حقیقی خوشی اور راحت وفرحت اور عزت اسی وقت حاصل ہوگی جب اس بات کا یقین ہوجائے کسی بندہ کو کہ حق تعالیٰ اس سے راضی ہے اس سے پہلے انسان خطرہ ہی خطرہ میں ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضاء کا حصول یقینی طور پر تو آخرت میں ہی ہوگا یا ان لوگوں کو جن کے متعلق اعلان ہوا ان کے بارے میں ہے لیکن اس کے باوجود وہ بھی ڈرتے رہتے ہیں، وہ حضرات جن کو اللہ پاک نے سرٹیفکیٹ (Sartifiket) دیدیا اعلان

کردیا کہ ہم ان سے راضی ہیں وہ بھی ڈرتے رہتے تھے گھبراتے رہتے تھے کہ کہیں گستاخی نہ ہوجائے غلطی نہ ہوجائے اور ناراضگی نہ ہوجائے، تو جن کے متعلق اعلان نہ ہو یقین نہ ہو وہ کیسے دعویٰ کرسکتے ہیں اور کیسے مطمئن ہوسکتے ہیں ان کے لئے اطمینان کی صورت کیا ہوسکتی ہے؟ یہ ہے وہ مقام جس مقام پر بڑے سے بڑا انسان ڈرتا رہتا ہے کہ بھائی پتہ نہیں کیا ہوگا۔

خاتمہ بالخیر اصل ہے

ایک شخص نے لکھا کہ حضرت شیخ عبدالقدوس صاحب گنگوہیؒ کو حضرت آپ تو قطب العالم ہیں، فرمایا کہ بھائی کیسا غوث کیسا قطب! اگر ایمان پر خاتمہ ہوجائے یہی سب کچھ ہے، جتنا انسان بڑا ہوتا ہے دینی اعتبار سے اسی قدر اسکی طبیعت میں خوف کی کیفیت زیادہ ہوتی ہے، اللہ پاک خیر فرمائے بہتر فرمائے، یہ دعویٰ نہیں کرتا دعوی سے دور رہتا ہے اور دعاء کے قریب رہتا ہے، دعاء کرو اللہ پاک ہم سے راضی ہوجائے، اللہ پاک کی رضاء کے اعمال جو بندہ کرتا جارہا ہے ہمیں اس کے متعلق یہ خیال ہوتا ہے اور ہونا چاہئے اللہ پاک ان شاء اللہ اس سے راضی ہوں گے، کیونکہ انسانوں کے فیصلے ظاہر پر ہی ہوتے ہیں، اور حقیقی فیصلہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، حقیقی فیصلہ باطن کا فیصلہ حق تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کہ عالم

بالا سرار اور باطنی حالات کو جاننے والے تو حق تعالیٰ ہیں، انسان کی ظاہری حالت تو انسان جان سکتا ہے لیکن اس کی پوری باطنی حالت کو حق تعالیٰ ہی جانتے ہیں، اور کسی کے متعلق یقین کے ساتھ یہ دعویٰ بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اس کا خاتمہ اس پر ہو، چاہے بظاہر انسان کتنا ہی برا کیوں نہ ہو، ہوسکتا ہے کہ اس کی تقدیر میں خاتمہ بالخیر لکھا ہو، اور تقدیر سبقت کر جائے، رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: کہ انسان ظاہری حالت میں اچھے اعمال کرتا جاتا ہے اور لوگ اس کو اچھا سمجھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے درمیان اور موت کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہ جاتا ہے اور تقدیرِ الٰہی سبقت کر جاتی ہے اور وہ برے کاموں میں پھنس جاتا ہے خدا کی پناہ خدا کی پناہ! اور تقدیری فیصلہ اس کو جہنم میں پہونچا دیتا ہے، ایک انسان بظاہر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ برائیاں کرتا رہتا ہے اور اس کی موت کا وقت قریب آجاتا ہے آخر کار جب تقدیری نظام جاری ہوتا ہے اور وہ جنت والے اعمال شروع کر دیتا ہے تو لوگ حیران ہو جاتے ہیں کہ یہ انسان شروع میں کیسا تھا اور آخر میں توبہ اور استغفار کی بڑی زبردست کیفیت حاصل ہوگئی اور تقدیر جو لکھی جنت میں جانے کا فیصلہ تھا وہ غالب آیا اور اس نے جنت والے اعمال شروع کر دیئے۔

خوف ورجاء دونوں مقصود ہیں

تو معلوم ہوا انسان کوئی بھی ہو اس کی ایک کیفیت ہے خوف کی اور ایک امید کی، کبھی خوف کا غلبہ اور کبھی امید کا غلبہ، اسی لئے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاء ایمان خوف اور امید کے درمیان کی کیفیت کا نام ہے، اللہ پاک سے امید بہت زیادہ ہو اپنے رب سے بے پناہ امید رکھتا ہو کیونکہ مایوس تو اللہ پاک کی رحمت سے شیطان ہی ہوتا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر، آیت: ۵۳) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو حدیث شریف میں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر کافر بھی اس بات کو جان لیں کہ حق تعالیٰ شانہٗ کتنے قریب ہیں اور کس قدر شفیق ہیں اور ان کے معاملات کتنے عجیب ہیں تو کوئی کافر بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور اگر حق تعالیٰ شانہٗ کے عذاب کو ان کی وعیدات کو جان لیں تو انسان کیا سمجھے کہ بچنے کا کوئی راستہ نہیں، اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاء خوف کی بھی حالت اور امید کی بھی حالت ہونی چاہئے، علماء نے اس پر گفتگو کی تو فرمایا کہ جوانی میں خوف کا غلبہ ہو اور بڑھاپے میں امید کا غلبہ ہو، کیونکہ جوانی میں انسان پر جو اثرات ہوتے ہیں شہوت کے اور ہلاکت میں ڈالنے والے عوامل اور اسباب ان کا انسان پر غلبہ ہوتا ہے، شیطان اس

کے بہت قریب ہوتا ہے، شیطان کبھی انسان کو خواہشات کے راستہ سے تباہ کرتا ہے اور بیشتر ایسا ہی ہے۔

جنت وجہنم خوف ورجاء کا مظہر

اللہ پاک نے جنت کو جب تخلیق فرمایا تو حضرت جبریلؑ اور فرشتوں کو فرمایا جاؤ دیکھ کر آؤ جنت کیسی ہے فرشتوں نے جنت کا مشاہدہ کیا سید الملائکہ حضرت جبریلؑ نے کہا یا اللہ بہت شاندار ہے مَـالَا عَیـنٌ رَأَتُ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتُ وَلَا خَطرَ عَلٰی قَلُبِ بَشَرٍ نہ کسی انسان نے کبھی ایسی چیزیں دیکھی ہوں گی نہ سنی ہوں گی نہ کبھی اس کے دل پر گذر ہوا ہوگا خیال بھی نہ آیا ہوگا اور جو دیکھے گا مشتاق ہو جائے گا اللہ پاک نے اس کو ڈھانپ دیا مکارہ سے، ان چیزوں سے جو انسان کے اوپر شاق ہو اب وہ اعمال انسان کے اوپر گراں اور شاق ہوتے ہیں دشوار ہوتے ہیں یہ ہے جس کو ڈھانپ دیا گیا ان اعمال سے اگر یہ کرے گا تو جنت ملے گی، فرمایا جہنم کو دیکھ کر آؤ بہت ہی خطرناک خدا کی پناہ خدا کی پناہ! جہنم کا تو ہلکے سے ہلکا عذاب بھی بڑا خطرناک ہے اللہ کی پناہ، دیکھا تو خوف طاری ہوگیا اتنی ہولناک کہ وہاں سارے قسم کے عذابات موجود ہیں اتنی تو کوئی بھی چیز نہیں جتنی جہنم ہے، ہزاروں سال تو اس آگ کو دہکایا گیا یہ دنیا کی آگ تو جہنم کی آگ کا

59

ایک فیصد (Parsant) ہے اس پر ستر گنا اضافہ جہنم کی آگ کا ہے، ہزاروں سال جلائی گئی تو رنگ بدل گیا کبھی لال کبھی کالی ہوگئی آخر میں اتنی خطرناک ہوگئی اللہ کی پناہ جہنم کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے پناہ مانگتا ہے، اگر انسان کو یہ باتیں مستحضر ہوں تو کیا کوئی انسان گناہ کے قریب جائے گا؟ انسان جب گناہ کے قریب جاتا ہے تو اس پر شیطان اس قدر مسلط ہوتا ہے کہ یہ باتیں اس کے دماغ سے اس کے خیال سے نکال دیتا ہے، شیطان اور خواہشات کا اس قدر تسلط ہوتا ہے شیطان باطل کے مختلف راستوں سے انسان کو گمراہ کرتا ہے وہ تو بہت طریقے جانتا ہے گمراہ کرنے کے شیطان کو گمراہ کرنے کے اتنے طریقے آتے ہیں کہ انسان کو کہاں کس طریقہ سے گمراہ کرنا ہے ہر انسان کی رگ رگ سے وہ واقف ہے۔

شیطان کا انسان کو خوفِ خدا سے باز رکھنا

جب اللہ پاک نے آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا تو تیار پڑے تھے مٹی سے بنے ہوئے، وہ مٹی بجنے والی مٹی تھی جسکو اللہ پاک نے فرمایا خَـلَـقَ الْاِنْسَـانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّار (الرحمٰن، آیت:۱۴) اس مٹی سے آواز آرہی تھی شیطان نے دیکھا کہ یہ تو کھوکھلا ہے اندر سے کہا کہ اس پر تو میں آسانی سے مسلط ہو جاؤں گا، تو اللہ پاک نے فرمایا یاد رکھ! جو میرے

حقیقت میں نیک بندے ہونگے ان پر تو مسلط نہیں ہو سکے گا جب ان کے قریب جائے گا میں ان کو تیرے شر سے بچاؤں گا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ (بنی اسرائیل، آیت:۶۵) میرے نیک بندوں پر تیری حکومت نہیں چلے گی ہاں جو خواہشات کے بندے ہوں گے دنیا کے بندے ہوں گے ان پر تیری حکومت ضرور چلے گی شیطان سے تحفظ کا راستہ تعوذ ہے **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** اور اللہ پاک کا خوف ہے جس کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے وہی انسان شیطان کے اثرات سے بچ سکتا ہے، خوف خدا ہی انسان کو برائیوں سے باز رکھتا ہے جس کو حق تعالیٰ نے فرمایا: **وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی** (النزعات، آیت:۴۰) جو شخص حق تعالیٰ سے ڈرا اور ڈر کر اس نے اپنے آپ کو برائیوں سے بچایا تو جنت اس کا ٹھکانہ ہے، جو اللہ سے ڈرا اور رویا وہ آنکھ جو اللہ پاک کے خوف سے روتی ہے اس پر جہنم حرام ہے وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں پہرہ داری کرتی ہے جہنم اس پر حرام ہے، انسان بیٹھا ہے افسوس میں یا اللہ! مجھ سے بہت بڑے گناہ ہوئے رات میں دن میں جان کر اور بھول کر اکیلے میں بیٹھا تھا خوف کا عالم طاری تھا رونے لگا آنسو جاری ہو گئے اس کے یہ آنسو بڑے

60

قیمتی ہیں، جو اس احساس میں جاری ہوئے

تسلی ہم گناہ گاروں کو بھی ہو گی حاصل
یہ آنسو ہیں ندامت کے بجھا دیں گے جہنم کو

خوف سے نکلے چند آنسو جہنم سے نجات کا باعث

جہنم کی آگ کو بڑی سے بڑی طاقتیں نہیں بجھا سکتی اللہ پاک کے خوف سے نکلے ہوئے آنسو کے قطرات اس کو بجھا دیں گے اور یہ بجھانا بھی اللہ کے فضل ہی سے ہوگا، ماشاء اللہ آپ حضرات خوش قسمت ہیں اور ہر ایمان والا خوش قسمت ہے کہ اللہ پاک نے اس کو ایمان سے نوازا ہے اگر اس کے ساتھ اللہ کا خوف مل جائے اور تقویٰ و پرہیز گاری مل جائے تو پھر یہ انسان ترقی کرتے کرتے فرشتوں کی قطار میں جا کر شامل ہو جاتا ہے، یہی انسان جب گناہوں کی لعنت اس پر پڑتی ہے تو شیطان کہتا ہے کہ اب تو بس یہی کافی ہو گیا اور میرا چرخہ بن گیا میں نے اس کو اپنے کام میں لگا دیا ہے یہاں تک کہ شیطانوں کی صف میں پہنچ جاتا ہے، اور یہی انسان جب توبہ کا راستہ استغفار کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اللہ پاک سے بہت قریب ہوتا چلا جاتا ہے، شیطان بڑے بڑے انسانوں کو گمراہ کر دیتا ہے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جنگل میں تھے بھوک کا عالم تھا پیاس بہت شدید لگ رہی

تھی دیکھا ایک بادل نمودار ہوا اس بادل میں سے ایک ہاتھ نکلا اور ہاتھ میں سونے کا پیالہ کہا اے عبدالقادر ہمیں تیری عبادت اتنی قبول ہوئی کہ سونے کا پیالہ آپ کے لئے حلال ہے اور بادل سے بارش شروع ہوگئی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم** سونے کا استعمال زیورات کی شکل میں عورتوں کیلئے جائز ہے لیکن برتن کی شکل میں پیالہ یا پلیٹ کی شکل میں جائز نہیں یہ تو شیطان معلوم ہوتا ہے فوراً پڑھا **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه** اللہ کے نیک بندے کو فوراً احساس ہوا تنبہ ہوئی اور فوراً **لا حول و لا قوة الا بالله** کی رٹ لگائی تو وہاں نہ بادل تھا نہ ہاتھ تھا نہ کٹورا تھا نہ اور کچھ تھا سب غائب، شیطان کی آواز آئی جاؤ تم اپنے علم کی بدولت بچ گئے حضرت شیخ نے کہا **استغفر الله ثم استغفر الله** علم کی بدولت نہیں بچا بلکہ اللہ پاک کے فضل کی بدولت بچا ہوں اگر اللہ کا فضل نہ ہوتا تو نہ بچ پاتا، انسان کو بچانے والی چیز اللہ کا فضل اور عنایت وتوجہ ہے، جس پر اللہ پاک کی توجہ اور عنایت ہو رہی وہی بچ رہا ہے اور اسی کو توبہ کی توفیق ہوتی ہے۔

مسجد فقط نماز وتلاوت تک محدود نہیں

ماشاء اللہ مسجد کی توسیع کرنے جا رہے ہیں آپ حضرات خوش

61

قسمت ہیں، اللہ کے گھر کو بنانا بڑھانا چلانا اور وہاں آنا تلاوت کیلئے نماز کیلئے ذکر اللہ کیلئے وہاں بیٹھ کر دین کے مشورے کرنا کتاب پڑھنا کتاب کو سننا یہ سب امور باعثِ سعادت ہیں، ہر مسجد مرکز ہے مسجد کا تصور اسلام میں ایک مرکز کا تصور ہے، رسول اللہ ﷺ کے بیشتر کام مسجد میں ہی ہوتے تھے، تعلیم فرما رہے ہیں، حضراتِ صحابہ کرامؓ سے ملاقات فرما رہے ہیں، صحابہؓ سے ملاقات مسجد میں ہو رہی ہے، سفر سے تشریف لا رہے ہیں تو پہلے مسجد میں تشریف فرما ہوتے تھے اور وہیں قرآن پاک کا سننا سنانا سیکھنا سکھانا ہوتا تھا تعلیم ہوتی تھی احادیث بیان فرما رہے ہیں، جو آپ بیان فرما رہے ہیں جو آپ کر رہے ہیں وہ حدیث ہے، کبھی مسائل فضائل اور دلائل کبھی اللہ کے خوف کی باتیں کبھی اللہ کی محبت کی باتیں ذکر اللہ کی باتیں روز ذکر اللہ کے حلقے لگ رہے ہیں تعلیم کے حلقے بھی وہاں ذکر اللہ کے حلقے بھی وہاں دشمنانِ اسلام سے کیسے نمٹنا ہے اس کے مشورے بھی وہاں، اور بیواؤں کی کیسے امداد کرنی ہے غرباء کی کیسے امداد کرنی ہے۔

مسلمانوں کے تمام معاملات اور ہر خیر کا مشورہ وہاں ہر شر سے بچنے کا علاج وہاں ہر شر اور فتنے سے آخرت کے عذاب سے بچنے کی تدبیر وہاں سوچی جا رہی ہے یعنی تقویٰ اور پرہیزگاری کی باتیں، رسول اللہ

ﷺ نے صحابۂ کرامؓ پر کس قدر محنتیں فرمائیں کہ ان کو مجلیٰ فرمادیا مزکیٰ فرمادیا صحابہ کرام کے قلوب مجلیٰ ومزکیٰ ہوگئے صحابہ کرام کو اللہ پاک نے اس مقام تک پہونچایا تزکیہ کی یہ برکت تھی دراصل یہ برکت تھی رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور آپ کی نظر کی، آپ کی صحبت اور نظر کی یہ تاثیر تھی صرف علم سے نہیں یہ صحبت نبوی ہے، اکابر اولیاء اللہ کی صحبت میں جب آدمی جاتا ہے تو اس کا یہ سب سے بڑا فائدہ ہے جب لوگ اکابر کی صحبت میں جاتے تھے بیٹھتے تھے سیکھتے تھے اصلاح کیلئے ان کے دل میں خدا کا خوف آتا تھا خدا کی محبت آتی تھی ان کے دل اللہ کے خوف کے خزانے ہوتے تھے، اللہ کی محبت کے خزانے کون ہیں؟ اکابر اولیاء اللہ کے قلوب، وہاں بیٹھ کر اللہ کے خوف کی باتیں اللہ کے عشق کی باتیں معرفت کی باتیں ہی وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

اب جتنی دوری ہوئی بزرگوں کی صحبت سے اچھی مجالس سے اور غلط مجلسوں میں جانا آنا بیٹھنا اتنا ہی شیطان کا تسلط بڑھتا چلا گیا، پہلے لوگ اکابر اولیاء اللہ کے پاس بیٹھتے تھے ذکر اللہ سیکھتے تھے پرہیزگاری سیکھتے تھے خوفِ خدا سیکھتے تھے یہی بات وہاں ہوتی تھی، مسجد، مدرسہ، خانقاہیں، بہر حال مساجد کا قیام قابلِ مبارکباد ہے ماشاء اللہ آپ حضرات مسجد کی توسیع

میں ہمت کر رہے ہیں اور سبھی حضرات تعاون کریں گے ان شاء اللہ۔ اللہ پاک ہم سب کی محنت کو اور تعاون کو قبول فرمائے اور جلد سے جلد مسجد کی تعمیر کی تکمیل فرمائے آمین ثم آمین۔

تحفہ از: حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

تو بہر حالے کہ باشی روز و شب
دن و رات تو کسی بھی حال میں ہو
یک نفس غافل مباش از ذکرِ رب
ایک لمحہ بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو
در خوشی ذکرِ تو شکر نعمت است
خوشی میں تیرا ذکر کرنا نعمتِ الٰہی کا شکر ہے
در بلاہا التجا با حضرت ست
مصیبتوں میں ذکر کرنا اللہ کے سامنے فریاد کرنا ہے

علم میں ذکر اللہ کی آمیزش

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو آپ نے ۱/۱۱/۲۰۱۸ء بروز جمعرات خانقاہ دار التوحید والسنہ کلیر اتراکھنڈ میں فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اگر علم میں ذکر اللہ کی آمیزش ہوجائے تو وہ عالم کیسا ہوجاتا ہے، امامِ غزالیؒ جیسے علماء تیار ہوں گے، کتنے زبردست عالم ہیں امامِ غزالیؒ ''احیاء العلوم'' جو حضرت نے لکھی ہے بہت ہی عمدہ اور بہت ہی زبردست کتاب ہے، اللہ پاک نے اس کو بہت بڑی مقبولیت دی ہے، جب علم کی آمیزش ہوجاتی ہے تو کیسے عالم تیار ہوتے ہیں؟ حضرت اقدس گنگوہیؒ جیسے، حضرتِ نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ جیسے، حضرتِ مدنی نور اللہ مرقدہٗ جیسے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ جیسے، پھر یہ حضرات تیار

ہوتے ہیں، حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ جیسے، حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائپوریؒ جیسے مشائخ تیار ہوتے ہیں، جب خالص ذکر ہی ذکر ہوتا ہے سبحان اللہ! یعنی علم پر ذکر اللہ غالب ہوجاتا ہے تو پھر کیسے تیار ہوتے ہیں اللہ! اللہ! حضرت صابر کلیریؒ جیسے تیار ہوتے ہیں، حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ جیسے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہٗ جیسے، آپ بہت بڑے عالم بھی تھے لیکن ذکر اللہ کا بہت غلبہ تھا، اتنا بڑا عالم دنیا کا آپ کی تفسیر بھی ہے، ایک بار میں اپنے شیخ المشائخ جامع الاوصاف والکمالات منبع الفیوض والبرکات حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے وہ تفسیر دکھائی سبحان اللہ وہ تفسیر مؤثر بھی ہے۔

ایک بار حضرت شیخ جیلانیؒ تفسیر فرمارہے تھے تو جو بڑے بڑے اہلِ علم تفسیر کرنے والے تھے وہ آپ کی بات سن کر دنگ رہ گئے کہ ایسی بات ہم نے کبھی نہیں سنی، ایسی تفسیر ہم نے کبھی زندگی میں سنی ہی نہیں، ایک بار آپ بیان فرمارہے تھے آپ نے کچھ گفتگو فرمائی تو ایک صاحب کو خیال ہوا کہ بیان شکر کے اوپر ہوتا، تو آپ کا بیان شکر کے اوپر ہی شروع ہوگیا، پھر ایک صاحب کو خیال ہوا کہ آج تو بیان توکل کے اوپر ہوتا تو آپ نے فوراً

توکل کے اوپر شروع کردیا، ایک صاحب کو خیال ہوا کاش یہ بیان معرفت کے اوپر ہوتا تو آپ نے وہیں سے معرفت کے اوپر شروع کردیا، ایک صاحب کو خیال ہوا کہ کاش بیان ہوتا محبتِ الٰہی پر تو آپ کا بیان وہیں سے عشقِ الٰہی محبتِ الٰہی پر شروع ہوگیا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ عالم الغیب تھے، عالم الغیب والشہادہ تو صرف باری تعالیٰ کی ہی ذات ہے، اس کو تو کشف وکرامات اور روشن ضمیری کہہ سکتے ہیں، قادرِ مطلق کون ہے؟ سننے والوں نے کہا: اللہ!۔

علمِ غیب اللہ کی صفت ہے

اللہ جیسی طاقت ہے کسی میں؟ اگر کوئی انسان یہ سمجھے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ جیسی طاقت ہے کسی اور میں، تو پھر کیا ہوگا؟ اسی کا نام تو شرک ہے، اللہ کی صفت کو وہاں کنورٹ کردیا اللہ کے برابر قرار دیدیا، میرے پیارو! سجدہ تو صرف اللہ پاک ہی کیلئے ہے، اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کیا تو وہ شرک ہوگیا، جو چیز اللہ کیلئے خاص ہے وہ اللہ ہی کیلئے ہے اس میں کسی کو شریک کرنا ہی شرک ہے، اللہ پاک کی قدرت سب سے بڑی قدرت ہے، اللہ پاک کا علم سب سے زیادہ ہے، اگر کوئی یہ سمجھے فلاں کو یہ علم حاصل ہے اور وہ برابر ہے، وہ عالم الغیب ہے یہ بھی شرک ہوگیا اور شرک

کو اللہ پاک معاف نہیں فرمائیں گے، عالم الغیب والشہادہ تو صرف باری تعالیٰ ہی ہے، وحدہٗ لاشریک لہ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، اس کی ذات میں کوئی شریک نہیں، اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں، اس کے کمالات میں کوئی شریک نہیں، زندگی کا مالک کون ہے؟ اللہ۔ ہم سب کو کس نے پیدا کیا؟ اللہ نے، حیات کس نے دی؟ اللہ نے، موت کون دیتا ہے؟ اللہ دیتا ہے، جب ہم مشکلات میں ہوتے ہیں تو اس میں مدد کون کرتا ہے؟ اللہ کرتا ہے، اگر اللہ پاک چاہتے تو حیات ہی نہ دیتے، زندگی کی مشکلات کو دور کرنے والا اللہ پاک کے علاوہ کوئی ہے ہی نہیں۔

جس کو ہم خدا بنا بیٹھے ہیں اس کے ہاتھ میں نہ حیات ہے نہ موت ہے نہ وہ بیماری سے بچا سکتے ہیں نہ وہ شفا دے سکتے ہیں نہ وہ ترقی دے سکتے ہیں نہ وہ بلندی دے سکتے ہیں سب کچھ اور پوری دنیا کا نظام اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے، اللہ پاک نے توحید کے موضوع کو کتنی جگہ بیان فرمایا، اللہ پاک نے اس موضوع کو قرآن پاک میں سب سے زیادہ بیان فرمایا۔

کبارِ ائمہ وعلماء اور ذکر وفکر

حضرت امامِ اعظمؒ کو ایک لاکھ تراسی ہزار مسائل حفظ یاد تھے، اس

64

قدر محنت تھی ،بحرِ قرآن پاک کے سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکالے،بحرِ حدیث میں غرق ہوکر موتی نکالے،کونسے موتی ؟ توحید کے موتی ،سنت کے موتی،معرفت کے موتی ،اللہ کے عشق کے موتی ،اللہ کے رسول ﷺ کے عشق کے موتی،اسی طرح حضراتِ صوفیۂ کرام،ائمۂ فقہ،ائمۂ حدیث یہ بھی بہت زیادہ ذکر وفکر کا شوق رکھتے تھے ،حضرت امام احمد بن حنبلؒ لاکھوں حدیثوں کے حافظ اپنے وقت کے امام ایک بار ضرور تشریف لے جاتے ہفتہ عشرہ میں بشرِ حافیؒ کی خدمت میں،حالانکہ کچھ بھی پڑھے لکھے نہیں تھے بس ایک اللہ والے تھے اللہ کے عشق والے تھے،لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ وہاں جاتے ہیں وہ تو کچھ بھی پڑھے لکھے نہیں ہیں اور آپ کو تو اللہ پاک نے علمِ حدیث عطا فرمایا ہے،فرمایا: ارے بھائی جو بات مجھے وہاں ملتی ہے وہ بات تو کچھ اور ہی ہے ،وہاں جا کر قلب منور ہوجاتا ہے،روح میں تازگی پیدا ہوجاتی ہے۔

حضرت بشرِ حافیؒ ۔اور ذکر وفکر

حضرت بشرِ حافیؒ کا ابتدائی دور ویسا ہی تھا ذکر وفکر کا کوئی اہتمام نہیں تھا اور زیادہ توجہ بھی نہ تھی ،ایک جگہ چلے جارہے تھے وہاں پر ایک کاغذ پر کچھ لکھا ہوا دیکھا جو کہ زمین پر پڑا ہوا ہے اس کو اٹھایا اور دیکھا تو

اس پر اللہ لکھا ہوا تھا،اس کو دھویا اور چمکارا اور سینہ سے لگایا،اللہ کو یہ ادا اتنی پسند آئی رات کو جب سوئے تو خواب میں اللہ کی زیارت ہوئی باری تعالیٰ فرمارہے ہیں اے بشرِ حافیؒ میری عزت کی قسم میرے جلال کی قسم میری کبریائی کی قسم جس طرح تم نے میرے نام کو پاک اور صاف کیا اللہ تو پاک وصاف ہے ہی مگر جو پرچی پر لکھا ہوا تھا اس کو صاف کیا میں بھی اسی طرح بشرِ حافیؒ آج تمہیں پاک وصاف کرتا ہوں،**لاطیبنک کما طیبت اسمی**،صبح کو اٹھے تو دل منور ہوچکا تھا نورٌ علیٰ نور ہوچکا تھا اللہ کے دیدار سے دل منور ہوچکا تھا،بس توبہ واستغفار میں لگ گئے، اپنی حالت پر رونا دھونا شروع کردیا اور زاروقطار روتے رہتے تھے اللہ کی رحمت بارش کی طرح قلب کی زمین پر جو سوکھ رہی تھی اس پر اللہ کا ابرِ رحمت خوب جم کر برسا اور دل کی زمین تر ہوگئی،حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ سے کوئی کہتا کہ آپ میلاد نہیں کرتے تو حضرت فرماتے کہ بھائی ہم تو ہر وقت میلاد کرتے ہیں آپ آتے کہاں ہولا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ، محمد رسول اللہ، محمد رسول اللہ ہم تو ہر وقت میلاد کرتے ہیں اور یہ شعر پڑھا اور آپ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی ؎

تر ہوئی باراں سے سوکھی زمیں   یعنی آپ آئے رحمۃ اللعالمین

حضرت بشرِ حافیؒ کی صبح کیسی ہوئی سبحان اللہ دل منور ہو چکا تھا، اللہ کے نام سے اللہ کے دیدار سے اللہ کی محبت سینہ میں پیوست ہو چکی تھی، دنیا کو لات ماردی اور کسی اللہ والے کی تلاش میں چل دئے، وہاں ہاتھ میں ہاتھ دیکر پاکیزگی حاصل کرنی ہے مجاہدہ کرنا ہے۔

نفس کی پوری نگرانی کیجئے

یہ نفس کیسا ہے؟ بہت مکار ہے بہت ہی عیار ہے، بچکانہ حرکتیں کرتا ہے، اگر بچہ کو اس کا باپ ڈانٹنا چھوڑ دے گھورنا چھوڑ دے تنبیہ کرنا چھوڑ دے چھوڑو اس کے حال پر کیا ہوگا بچہ کا عالم کہاں پہونچے گا؟ غلط راستہ پر چلا جائے گا بُرے لوگوں کو اپنا دوست بنالے گا بری سوسائٹی میں چلا جائے گا نہ جانے کہاں پھنس جائے گا کس کی صحبت میں بیٹھے گا اس لئے ہر وقت باپ اس کی فکر میں لگا رہتا ہے اس کی دیکھ بھال کرتا ہے کہاں جارہا ہے دیر میں کیوں آیا ہے، اگر آپ نے نگرانی نہ کی ہوتو پھر اس کا کیا عالم ہوگا؟۔

دورِ حاضر میں محاسبۂ نفس کی ضرورت اور اہمیت

اللہ پاک جزائے خیر دے ہمارے بڑوں کو ان کے درجات بلند فرمائے، جنہوں نے ہم پر اتنی سخت نگاہ رکھی ہو ہمیں یہاں تک پہونچایا ہو کہ

اب جو دور آرہا ہے اتنا خطرناک دور آرہا ہے دجال سے پہلے جتنا خطرناک ہوسکتا ہے وہ دنیا میں شباب پر ہے اور ساری وہ حرکتیں انسان کو ایمان سے ہٹانے کی یقین سے ہٹانے کی توحید سے ہٹانے کی سنت سے ہٹانے کی سلف کے طریقہ سے ہٹانے کی اسلامی تعلیمات سے ہٹانے کی، تمام اسکیمیں اس وقت شباب پر ہیں زوروں پر ہیں، اور شیطان اپنی پوری طاقت کے ساتھ پنجہ آزمائی کر رہا ہے کہ کوئی میرے جال سے نکل نہ جائے، اپنا جال اس نے پورا پھیلا دیا ہے، یہ اس نے تہیہ کرلیا ہے کہ کسی کو جانے نہیں دوں گا، شیطان اپنے اعمال کے ساتھ پوری طرح مسلط ہے، اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ ادھر شیطان ہے اُدھر نفس کھڑا ہوا ہے، ادھر شیطان شیطانی حرکتوں میں مبتلا کرنے کیلئے زور لگا رہا ہے، ادھر نفس انسان کو تباہ اور ہلاک کر رہا ہے، گمراہی کی تمام وادیوں میں گھما رہا ہے، کوئی وادی گمراہی کی ایسی نہیں ہے کہ جس میں انسان اپنے آپ کو گرا نہ رہا ہو، کیا طاقت ہے جس کے ذریعہ آپ بچ جائیں گے، کس صلاحیت سے آپ بچ جائیں گے، صرف اور صرف وہی طاقت ہے کہ آپ اللہ کی طرف رجوع کریں، اور نفس کو سمجھیں جو انسان اپنے نفس کو سمجھ لیتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے، جس نے نفس کی مکاریوں کو جان لیا وہ کامیاب ہوگیا۔

اس لئے حضرت امام اعظمؒ نے فقہ کی تعریف کی جو جامع تعریف ہے فقہ پر حاوی ہے تصوف پر بھی حاوی ہے، عقائد پر بھی حاوی ہے، **مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَالَهَا وَمَا عَلَيْهَا** اس کو کہتے ہیں دین کی سمجھ کہ انسان نفس کی مکاریوں کو جان لے، اور اس کے علاج کرنے کا طریقہ پہچان لے، کہ کس طرح اس اژدہا سے میں بچوں، کہاں سے کس طرح مجھے گزرنا ہے، جس نے اس کو جان لیا پہچان لیا وہ کامیاب ہوگیا، اور جس نے اس کو چھوڑ دیا اس کو خبر ہی نہیں کہ اس کا نفس کہاں ہلاک کر رہا ہے کہاں برباد کر رہا ہے تو اس نے اپنی زندگی کا قیمتی وقت انہیں باتوں میں گزار دیا۔

صالحین کی صحبت اختیار کیجئے

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو آپ نے ۲۰۱۸/۱۲/۱۶ء بروز اتوار محلّہ غلام اولیاء قصبہ گنگوہ میں اصلاحِ معاشرہ کے عنوان سے منعقد ایک اجلاس میں فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ ٥ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ٥ (التوبہ، آیت:۱۱۹) **صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ٥۔**

قابلِ صد احترام معزز بھائیو! مخلص دوستو! اللہ پاک نے ارشاد فرمایا کہ ایمان والے اللہ سے ڈرتے ہیں، اچھے اور سچے لوگوں کا ساتھ اختیار کرو، بہت واضح اور صاف ستھری بات ہے، ہر ایک کی سمجھ میں آنے والی بات ہے، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سچے انسانوں کا ساتھ اختیار کرو، اللہ پاک نے ہم سب انسانوں کے لئے اس آیتِ پاک میں

بہت بڑی نصیحت بیان کی ہے، اگر ہم اس کو سمجھ لیں اور مان بھی لیں تو ہمیں دنیا کی برکات بھی حاصل ہو جائیں گی اور ساتھ ساتھ آخرت کی بھی برکات حاصل ہو جائیں گی ، اللہ کا شکر ہے کہ ماننے والے مان رہے ہیں جن حضرات میں ماننے کا جذبہ ہے وہ مان رہے ہیں، اصل یہی جذبہ ہے، جب ایمان والوں میں ماننے کا جذبہ تھا وہ ایک نصیحت پر جوان کو کی جاتی تھی عمل کرلیا کرتے تھے، پھر دوسری بات سنی اس پر عمل کرلیا کرتے تھے، جو سنتے تھے اس پر عمل کرلیا کرتے تھے، ایمان والے تھے تو مان لیا کرتے تھے، ایمان کا نام ہی ماننا ہے، اے ایمان والو یعنی ماننے والو، ماننے والے مان لیا کرتے تھے ان کی اصلاح ہو جایا کرتی تھی۔

ایمان: اطاعت اور ماننے کا نام ہے

آج بنیادی فرق یہ آرہا ہے کہ ہم اس مقام پر پہنچ رہے ہیں ہمارے حال سے ایسا لگتا ہے کہ ہمیں ماننا ہی نہیں ہے تسلیم ہی نہیں کرنا ہے، ہمارے عمل سے ایسا ہی لگتا ہے، کیونکہ زبان سے نہیں کہتے کہ ہم عمل نہیں کرتے لیکن اپنے اعمال کے ذریعہ سے کہہ رہے ہیں، کیونکہ ہم ایسے مقام پر پہنچ رہے ہیں استغفر اللہ! کہ ہمارے اعمال سے ایسا ہی لگتا ہے، کہ ہمیں ماننا ہی نہیں ہے، تسلیم ہی نہیں کرنا ہے، زبان سے کیسے کہیں گے کیونکہ اپنے ایمان کی بھی بات ہے، اللہ کے عظیم الشان پیغمبر کی بات ہے، کیسے زبان سے انکار کرسکتے ہیں؟

رحمتِ عالم ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ کی بات ہے، اس کو سن کر کسی شخص نے یہ کہہ دیا میں نہیں مانتا تو اس کا ایمان ختم ہو گیا، اللہ کی بات سن کر یہ کہہ دیا کہ نہیں مانتا تو بھی ایمان ختم، اللہ اور اس کے رسول کی بات کا انکار کرنے سے تو ایمان کے لالے پڑ جائیں گے، لیکن عملی طور پر ہم اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں، استغفر اللہ ثم استغفر اللہ! جیسا کہ اس بات کو طے کرلیا ہے کہ ہمیں ماننا ہی نہیں ورنہ کیا وجہ ہے سننے کے بعد ایمان والا نہ مانے؟ ایمان کا جذبہ تو یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی بات کو مانے اور عمل کرے، حالانکہ ہم ہر وقت اللہ سے دعا کرتے ہیں ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' یا اللہ! ہمیں سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما! آمین، کرتے ہیں نا ہم یہی دعا؟ کیا مانگ رہا ہے اللہ سے؟ ہدایت مانگ رہا ہوں، اور ایسی چیز کے طلب گار ہیں جس کی ہر انسان کو، ہر جگہ، ہر وقت ضرورت پڑتی ہے، وہ کیا ہے؟ وہ ہے ہدایت، اور ہم اللہ سے ہدایت ہی تو مانگ رہے ہیں یا اللہ! ہمیں ہدایت نصیب فرما، اچھے اعمال کی ہدایت نصیب فرما، اچھے اخلاق کی ہدایت نصیب فرما، اچھے کام کرنے کی ہمیں ہدایت نصیب فرما آمین۔

انسان اللہ کی ہدایت کا ہر لمحہ محتاج ہے

سب سے زیادہ انسان کو جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے، ہر جگہ وہ کیا ہے، اللہ کی ہدایت ہے، اگر اللہ کی طرف سے ہدایت نہ ہو تو انسان

جانور سے بھی بدتر ہو جاتا ہے، اللہ پاک نے قرآنِ مقدس میں اس کو بھی فرمایا، ایک طرف تو ہم باری تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں اے اللہ! تو ہمیں ہدایت نصیب فرما، صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق نصیب فرما، یعنی کس راستہ پر چلنے کی اور کس کے راستہ پر چلنے کی؟ حق کے راستہ پر چلنے کی اور اپنے راستہ پر چلنے کی اور حبیب ﷺ کے راستہ پر چلنے کی توفیق نصیب فرما، جس راستہ پر وہ حضرات چلے جن پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا انعام ہوا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ جن پر آپ نے انعام فرمایا وہ کون ہیں؟ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۝ (سورۂ نساء، آیت:۶۹) اللہ پاک ہمیں بھی ان کے راستہ پر چلنے کی توفیق نصیب فرما، ان کے طریق پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرما جس کیلئے اللہ پاک نے ان کو انعام دیا اللہ پاک ہمیں بھی وہ کام نصیب فرما، اور کن کے راستہ سے بچا؟ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝ جن پر آپ کا غضب نازل ہوا ہو، فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ ۝ (البقرہ، آیت:۹۰) اللہ کی ناراضگی کے ساتھ جن پر غضب ہوا ہو، بعض جگہوں پر اللہ پاک نے اپنے غصہ کی وجہ سے بعض قوموں کو غرق کر دیا، بندر بنا دیا، پتھر برسا دیئے، طوفان چلا دیئے، زمین کو پھاڑ دیا، اللہ پاک ہمیں ایسے غصہ اور غضب والے کاموں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے جس کی وجہ سے ہم پر اللہ کا

غصہ ہو اور ہم تباہ و برباد ہو جائیں اور ہماری نسلیں برباد ہو جائیں، جس کے لئے ہم جد و جہد کر رہے ہیں وہ سب ہماری تباہ و بربادی کا ذریعہ بن جائے، اللہ پاک ہم کو اپنی پناہ میں رکھے۔

اطاعت اور ہدایت سے انحراف عذابِ خداوندی کا باعث

اے اللہ تو ہمیں ان کے راستہ پر نہ چلانا جو تیرے اور تیرے حبیب کے راستہ سے بھٹک چکے ہوں، راہ سے بے راہ ہو گئے ہوں، وقت تو ملا تھا ان کو بھی سمجھنے کا، کتابیں ان کو بھی ملیں، اللہ کی طرف سے سمجھایا گیا بتایا گیا، لیکن ہدایت ملنے کے بعد پھر گمراہی میں چلے گئے، کتاب بھی ملی، انبیاء بھی ان کے پاس آئے، سمجھایا، بتایا، پھر بھی غلط راستوں پر چلے، اللہ کی کتاب کو نہ مانا، اللہ کی بات کو نہ مانا اللہ کے پیغمبر کی بات کو نہ مانا، کتابوں کے احکامات کو سمجھایا، خدا کے احکامات کو سمجھایا، برائیوں سے بچنے کیلئے کہا گیا، اچھے اعمال کرنے کیلئے کہا گیا، ایسا کوئی دور نہیں گذرا جس میں بتانے والے سمجھانے والے نہ بھیجے گئے ہوں، نہ آئے ہوں، باطل کے سامنے حق کو لیکر آئے حق کو سمجھایا بتایا یہ صحیح ہے اس پر چلو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے، یہ غلط ہے اس پر چلو گے تو تباہ و برباد ہو جاؤ گے اور ناکام ہو جاؤ گے۔

یہی تو سمجھایا اور بتایا اور جنہوں نے مان لیا وہ کامیاب ہو گئے، دنیا میں

بھی اور آخرت میں بھی، اور جنہوں نے نہیں مانا وہ نا کام ہوئے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اور جنہوں نے نہ مانا اللہ کو، اللہ کی کتاب کو، پیغمبر کی بات کو، اچھی بات کو نہ مانا وہ نیست و نابود کردئے گئے، تباہ و برباد کردئے گئے، بعض بعض جگہوں پر نام ونشان مٹادیا، قرآن پاک نے ان واقعات کو تفصیل سے بیان فرمایا، یہ سب اسی لئے بیان ہورہا ہے تاکہ ہم سب سنیں اور سمجھیں اور عمل میں لائیں، اللہ کی بات اللہ کے حبیب ﷺ کی بات، قرآن کی بات، سنت کی بات، قرآن وسنت ہی اصل ہے، جو بھی قرآن وسنت پر چلا وہ کامیاب ہوگیا جس نے بھی قرآن وسنت کو چھوڑا وہ خسارہ ہی خسارہ میں رہا بھٹک گیا دوسرے راستوں پر پہنچ گیا، ان راستوں پر پہنچا جن پر خدا کا غصہ اور غضب ہوا، حالانکہ چلنا تھا اللہ کے راستہ پر اللہ کے حبیب ﷺ کے راستہ پر، قرآن وحدیث کے راستہ پر، ان راستوں کو چھوڑ کر غلط راستوں پر چلنا ہمارے لئے تباہی و بربادی ہی کی علامت ہے، میرے پیارے دوستو! یہ بیانات اسی لئے سنائے جاتے ہیں تاکہ ہم عمل کرنے والے بن جائیں۔

پچھلے لوگوں سے عبرت پکڑیں

زندگیاں پچھلے لوگوں کو بھی ملی تھیں، طاقت ان کو بھی ملی تھی، ہم سے زیادہ شاندار مکانات بھی تھے، پانچسو ہزاروں سال بھی کہیں نہ جاتے،

پہاڑوں کے اندر رہتے تھے، بڑے بڑے محلات تھے ان کے پاس، ایک ایک انسان ایسا تھا کہ اس کا چہرہ ایسا تھا جیسا ہمارا پورا بدن، اتنا لمبا قد کہ ہاتھ کہاں سر کہاں اور پاؤں کہاں ان کی طاقتیں کہاں اور مکانات کیسے ہوں گے ان کے اور کئی کئی سو سال ان کی عمریں بھی ہوتی تھیں، یہ عبرت کی داستان بیان کررہا ہوں، کس کے لئے بیان کی گئی؟ ہمارے جوانوں کیلئے بھائی عام انسانوں کیلئے، سمجھدار انسانوں کیلئے، ماننے والوں کیلئے، اور غلامِ اولیاء! اولیاء اللہ کے غلام ہیں، آپ شیطان کے غلام تو نہیں ہو۔

ہمیں حقیقت میں غلامِ اولیاء بننا ہے

یہ محلّہ غلامِ اولیاء کے نام سے مشہور ہے تو ہمیں کیسا بننا چاہئے؟ گناہوں سے بچنا چاہئے برائیوں سے بچنا چاہئے، شراب کباب سے بچنا چاہئے، جوا سٹے سے بچنا چاہئے استغفراللہ! یہ تمام برائیاں ہمارے اندر آتی جارہی ہیں، غلامِ اولیاء کے بجائے غلامِ شیاطین ہوگیا ہے، یہاں شیاطین کے غلام ہوچکے ہیں جبکہ اولیاء اللہ کے غلام ہیں ہم سب، اولیاء اللہ کے غلاموں کا یہ حال ہے تعجب کی بات ہے، ایک اولیاء بہت سارے اولیاء کے غلام ہیں اور اس میں کہیں جا کر بھی ایسی باتیں نہیں پائی جارہی جو اولیاء اللہ کیا کرتے تھے، جن پر اللہ کی رحمتیں برسیں، لیکن اس کا الٹا ہی ہورہا

ہے، جن برائیوں سے اولیاء اللہ نے منع کیا انہیں کو ہم کررہے ہیں ، وہ اعمال کررہے ہیں جن پر اللہ کا غصہ اور غضب ہو، جو غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ میں للکارا، غالین ضالین جس طرح نصاریٰ گمراہ ہوئے جن کی ہم حرص کررہے ہیں، ہمارا لباس کیسا ہے؟ ہمارا چہرہ کیسا ہے؟ ہمارے اخلاق کیسے ہیں؟ ہمارا کردار کیسا ہے؟ انہیں کے جیسا لباس، انہیں کی جیسی شکل وصورت بنائے پھر رہے ہیں سب کے سب ایک طرفہ، اولیاء اللہ کے لباس کو پسند نہیں کرتے تو ہم غلام اولیاء کہاں ہوئے، ہم تو یہود ونصاریٰ جیسے چہرے بنانے پر فخر کررہے ہیں، ان کا لباس پہننے پر فخر کررہے ہیں، انہیں جیسی سیرت ہورہی ہے، انہیں جیسے ہمارے حالات ہوچکے ہیں، خدا کی پناہ خدا کی پناہ، یہ ہم سب کیلئے عبرت ہے۔

پریشانیوں سے بھی روحانی ترقی ہوتی ہے

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو آپ نے ۲۶/۱۱/۲۰۱۹ء بروز منگل گنبدان مسجد ہری پورہ سورت گجرات میں حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے صاحبزادۂ گرامی کے سانحۂ وفات اور تعزیتی موقع پر فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o (البقرہ، آیت:۱۵۵) صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ۔

قابلِ صد احترام واجب الاکرام میرے مخلص بزرگو اور معزز دوستو! آج چونکہ ہم سب کیلئے ایک ایسی خبر آئی ہے جس نے ہم سب کو

صدمہ میں ڈال دیا ہے، وہ خبر ایسی وحشت اثر، ہیبت ناک، غم ناک، الم ناک سانحہ ہے جو ہم سب کیلئے ایک پریشانی کا پیغام لایا ہے۔

استاذ زادے کی رحلت ایک المناک حادثہ

ہمارے بہت بڑے استاذ، استاذ الاساتذہ، امام المحدثین والفقہاء فی عصرنا، دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت اقدس مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا سعید احمد صاحب واصل بحق ہوگئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥ کل جس وقت ان کی زیارت ہوئی عشاء کے بعد اس وقت طبیعت پر بہت ہی گہرا اثر ہوا ان کو اس حالت میں دیکھ کر کہ وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے، بہت نزع کا عالم سکرات کا عالم طاری تھا، اس منظر کو دیکھ کر دل پر بہت ہی بڑا صدمہ ہوا، اور جو حضرات یعنی ان کے اہل خانہ، برادران عالی مقام حضرت الاستاذ کے صاحبزادگان سب کے سب علما صلحاء اللہ کے نیک بندے عرصۂ دراز سے یہ مناظر دیکھ رہے تھے تو ان پر کیا گذر رہی ہوگی؟ اور جس والد بزرگوار کے سامنے اپنے بیٹے کا یہ منظر ہوگا اور وہ بھی ایک عرصۂ دراز سے تو ان پر کیا گذر رہا ہوگا، اللہ اللہ! وہ ایک عرصۂ طویل سے بیماری میں مبتلا تھے، ان پر ان کے اہل خانہ پر اس درمیان کیا کچھ طویل اور مسلسل صدمات گزرے

ہوں گے اللہ ہی جانتا ہے، اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے بلند ترین مقام نصیب فرمائے اور حضرت الاستاذ دامت برکاتہم کو صبر جمیل نصیب فرمائے اوران کے تمام اہل خانہ ومتعلقین کو بھی ان کے متعلقین تو عالم میں پھیلے ہوئے ہیں ان کے تلامذہ کی صورت میں اوران کا خاندان تو بہت بڑا خاندان ہے، پوری دنیا میں یہ خاندان پھیلا ہوا ہے ان کے شاگردوں کا ان سے فیضیافتگان کا، یہ واقعہ سبھی کیلئے الم ناک ہے اوراس مصیبت کی گھڑی میں ان کے ساتھ ہر تعلق رکھنے والا انسان چاہے دنیا کے کسی بھی کونہ میں ہو اس میں شریکِ غم ہے، وہ صرف ان کا ہی ذاتی حادثہ نہیں ہے بلکہ سبھی کیلئے غم کی صورت ہے، اللہ پاک ان کے درجات کو بلند فرمائے آمین۔

اولیاء میں رضا بالقضاء کی صفت

کل جب حاضری ہوئی ان کی خدمت بابرکت میں ایک طرف تو بیٹا عرصۂ دراز سے اس عالم میں اللہ اللہ! اور ایک طرف ان کا صبر اوران کے فیوضاتِ علمیہ کا بیان اسی طرح جاری ہے اپنی مجلس میں، ظاہری حالت میں کبھی کبھی کسی بات پر مسکراہٹ بھی آجاتی ہے تو کیا وہ ایسی حالت میں مسکراہٹ ہوتی ہے؟ وہ تو ایک ظاہر ہوتا ہے ورنہ دل پر جو کچھ گزرتا ہے وہی انسان جانتا ہے، جتنا گہرا اور خاص تعلق ہوتا ہے جو اس پر گزر رہا ہوتا ہے، مگر

ان کا صبر وضبط دیکھ کر اللہ اکبر کبیرا! آج بھی صورتِ حال دیکھی کہ صبر وضبط کے پہاڑ بنے ہوئے ہیں، ہمارے اکابر سابقین کیسے صبر وضبط کے پہاڑ ہوں گے اس سے سمجھ میں آنے کا موقع ہوتا ہے، انسان کی سمجھ میں آتا ہے، روحانی مقامات میں صبر کا موقع نہایت تلخ موقع ہے اس میں انسان جن تلخیوں سے گزرتا ہے وہ بہت ہی گہری ہوتی ہیں اور وہ مرحلہ بہت ہی سخت ہوتا ہے، صبر کا مرحلہ سب سے سخت مرحلہ ہے تمام روحانی مقامات میں اس لئے صبر کا ثواب بھی سب سے زیادہ رکھا گیا ہے، نہ تو کسی کو صوم کا ثواب معلوم ہے اور نہ کسی کو صبر کا ثواب معلوم ہے اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ○ (الزمر، آیت: ۱۰) فرمایا کہ صابرین کا اجر وثواب بغیر حساب کے ہوگا، اس کا کوئی حساب وشمار ہی نہیں ہوگا کہ کتنا ہے، کیونکہ وہ سب سے زیادہ سخت مرحلہ تھا ایک انسان پر اور اس کے نازک قلب پر، اس لئے منجانب اللہ تعالیٰ اس کا اجر وثواب بھی سب سے زیادہ رکھا گیا اور اس کی کوئی لِمٹ اور تعداد ہی نہیں رکھی گئی وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کا ایک ملفوظ

حضرت اقدس مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد گرامی ہے، ہمارے شیخ المشائخ حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم العالیہ

بار ہا اس کو سنایا کرتے ہیں اپنے مواعظ میں کہ انعام کے مقابلہ میں ایلام، نعمت کے مقابلہ میں مصیبت اور نقبت میں اللہ پاک کی طرف بندہ کو زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے اور انعامات سے نوازا جاتا ہے اور اس کی حکمت بھی بیان فرمائی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کہ نعمت یعنی ہر اچھی حالت مالی اعتبار سے، بدنی اعتبار سے، اولاد کے اعتبار سے انسان جس چیز کو بھی نعمت سمجھتا ہے وہ نعمت تو مرادِ عبد ہے بندہ کی تمنا ہے اس کی مراد ہے کہ مجھے یہ نعمت حاصل ہو جائے، مجھے یہ خوشی حاصل ہو جائے مجھے یہ فرحت حاصل ہو جائے جس کو بھی وہ اس وقت میں نعمت تصور کر رہا ہے یہ اس کی تمنا ہے، اس کی مراد ہے، تو نعمت تو مراد عبد ہوئی اور نقبت یعنی زحمت اور مصیبت وہ مرادِ الٰہی ہے، بندہ نہیں چاہتا ہے کہ کسی پریشانی میں مبتلا ہو اس کو کوئی زحمت پہنچے جان میں، مال میں اولاد میں، کسی بھی حال میں وہ یہ نہیں چاہتا ہے کہ اس کو کوئی پریشانی ہو، لیکن آزمائش تو ہوتی ہے اور ہوگی اور ہوتی رہی ہے یہ تو اللہ پاک نے پہلے ہی بتا دیا اعلان کر دیا، سمجھا دیا، سمجھانا بھی اسی لئے ہے کہ ان ابتلا آت اور خسران پر انسان یعنی خاص ایمان والا جزع فزع نہ کرے۔

مصیبت اور خوف آزمائشِ خداوندی

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ (البقرہ، آیت: ۱۵۵) کبھی خوف کی

حالت پیش آئے گی، کبھی دشمن کا خوف ہوگا، امن کی حالت تھی انسان مزہ کے ساتھ سفر کررہا تھا ادھرادھر آجا رہا تھا، رہ رہا تھا، کھا رہا تھا، پی رہا تھا سب کچھ معمولات اپنے انجام دے رہا تھا، امن کی حالت میں انسان مزے میں ہوتا ہے نا! اور جب خوف کی حالت پیش آجاتی ہے کسی بھی دشمن کی جانب سے تو انسان پر اس قت کیا گزرتا ہے؟ اسی لئے روایات میں جہاں بہت ساری دعائیں وارد ہوئی ہیں وہیں ایک دعا یہ بھی وارد ہوئی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْاَمْنَ ، یا اللہ! میں آپ سے امن وامان کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ یہ امن وامان بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور انسان کیلئے اس میں زندگی گزارنے کا ایک شاندار موقع ہوتا ہے اور خوف کی حالت میں اس کے برعکس پریشانی، الجھن، دقت، کڑھن، قلبی اضطراب ایک عجیب سا ماحول ہوتا ہے کہ معلوم نہیں کب کیا ہوجائے اور کیا صورتِ حال پیش آجائے، مال میں، جان میں، اولاد میں تو خوف بھی ہوگا وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِنَ الْخَوْفِ معلوم ہوا کہ ہمیشہ امن وامان کا ہی دور نہیں ہوگا بلکہ خوف کا بھی دور ہوگا، خوف کا بھی عالم ہوگا تو یہ بھی آزمائش ہوگی، تمہارے لئے بھی ایک امتحان ہوگا اور آزمائش ہوگی وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ اور ہمیشہ ایسا بھی نہیں ہوگا کہ پیٹ بھرا ہی رہے گا ہر انسان کا ہر وقت میں ہر

جگہ پر، بلکہ کبھی ایسی صورتِ حال بھی پیش آئے گی کہ انسان بھوک سے بے تاب ہوجائے گا اور پریشان ہوجائے گا، یہ صورتِ حال بھی پیش آئے گی اگر انسان کو یہ صورتِ حال بالکل ہی پیش نہ آئے کبھی بھی، کسی حالت میں بھی، تو اس کو اس نعمت کا احساس کس طرح ہوگا کہ جب میرا پیٹ بھرا ہوا تھا اس وقت یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت تھی، اس کا احساس تو ہوگا، تو اس کے احساس کیلئے امن کے موقع کے احساس کے لئے انسان کا پیٹ بھرا ہوا تھا اور وہ مزے میں زندگی گزار رہا تھا ایک پر بہار اور پر لطف زندگی تھی اس کے احساس کیلئے بھوک کی حالت بھی لائی گئی وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ ابھی مزے سے زندگی گزار رہا تھا کہ مال میں اضافے پہ اضافے ہو رہے تھے اور یہی تمنا انسان کرتا ہے کہ میرا مال بڑھ جائے میرے مال میں اضافہ ہوجائے اور اسی میں وہ ہر وقت مگن رہتا ہے اور اسی لئے اس کی ساری کوشش اور جدوجہد ہوتی ہے اور اسی میں انسان اپنی زندگی صرف کردیتا ہے لیکن غیر متوقع طور پر اس کے برعکس صورتِ حال پیش آجاتی ہے کہ انسان کے مال میں نقص کی شکل واقع ہو رہی ہے، کاروبار میں نقص آرہا ہے کمی واقع ہو رہی ہے، بجائے زیادتی کے خسارہ کی طرف چل رہا ہے پریشانی کی طرف الجھن کی طرف چل رہا ہے جس سے وہ پریشان ہے، بیتاب ہے، دعائیں کرا رہا ہے ہاں انسان کو

دعا کرنی بھی چاہئے کیونکہ ہر چیز کا حل یہ ہے کہ انسان ہر چیز اللہ سے طلب کرے، ماں گے، اللہ پاک اس سے خوش ہوتے ہیں کہ انسان اللہ پاک سے چھوٹی سے چھوٹی چیز اور بڑی سے بڑی چیز کا سوال اپنے مولیٰ ہی سے کرے اللہ پاک کو بندوں کے سوال کرنے سے خوشی ہوتی ہے، بلکہ حکم دیا گیا ہے کہ ہر چیز تم مجھ ہی سے مانگو، اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰہ۔

مصیبت میں اللہ کی طرف متوجہ ہوں

حضور پاک ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کو فرمایا: یا بن عباس! اذا سالت فاسال الله جب تم سوال کرو تو اللہ ہی سے سوال کرو، بندۂ مؤمن کسی سے ایسا سوال نہیں کرتا کہ یہ ہوجائے وہ ہوجائے، اِسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہ جب تم مدد چاہو اللہ ہی سے مدد چاہو استعانت باللہ کا حکم آیا ہے اور یہاں صبر کا حکم آیا کیا یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ (البقرہ، ایت:۱۵۲) یہاں صبر کے ساتھ استعانت کا حکم آیا اور نماز کے ساتھ استعانت کا حکم آیا کہ نماز میں انسان کیلئے بہت بڑی تسلی ہے صبر کے ذریعہ تسلی ہے اور نماز کے ذریعہ تسلی ہے کہ انسان کو جب کوئی غم والَم پیش آتا ہے تو اس کا حل یہ ہے کہ وہ رب تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ بڑھا دے کیونکہ محبوبِ حقیقی وہی ہے اور محبوبِ حقیقی

موجود ہے، دنیا کے اندر جتنے بھی انسان کے محبوب ہیں موجودات میں سے وہ سب عارضی ہیں وقتی ہیں، اموال واولاد یعنی جملہ اشیاء یہ سب عارضی اور وقتی محبوب ہے لیکن حقیقی محبوب مومن کا تو اللہ ہی ہے تو معلوم ہوا کہ ایک ظاہری اور عارضی محبوب کا فراق ہوا تو اس کا بدل یہی ہوسکتا ہے کہ انسان اپنی توجہ محبوب حقیقی کے ساتھ اتصال میں کردے

اتصالِ بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جانِ ناس

کہ اپنی ذات کو اللہ کے ساتھ متصل کردے اور حقیقی محبوب کے ساتھ صبر وسُلوان یعنی تسلی کی کیفیات حاصل کرے کتنا بہترین اس کا بدل ہے اسی لئے فرمایا گیا ان فی الله عذرا من کل فائت کہ اللہ پاک ہی کے اندر حقیقی تسلی ہے، حقیقی تسلی مومنین اولیاء اللہ کو اللہ کے ساتھ ہی حاصل ہوسکتی ہے اللہ پاک ہر فائت یعنی فوت ہونے والی چیز کا عوض ہے کہ وہ باقی ہے اور کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، ہر چیز فنا ہونے والی ہے تو باقی رہنے والے تو اللہ ہی ہیں وَیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام تو کیوں نہ اس ذات باقی کے ساتھ انسان متصل ہوجائے اور اس طرح وہ اپنے اضطراب وپریشانی کو دور کرسکتا ہے اور کم کرسکتا ہے تو اس لئے حکم ہے یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا

اسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ ،حضور پاک ﷺ کے معاملات یہی تھے کہ حضور پاک ﷺ اللہ کی طرف توجہ فرماتے تھے ہر پریشانی میں ہر چیز میں وہاں تو پریشانی کی بات نہیں بلکہ تمام معاملات میں رسول اللہ ﷺ کی توجہ اللہ کی طرف ہوتی تھی،حضراتِ صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہ سب کی توجہ اللہ کی طرف ہوتی تھی اور توجہ الی اللہ جو نماز میں حاصل ہوئی اس موقع پر خاص طور پر انسان کی توجہ بڑھ جاتی ہے نا! تو اسی لئے کہ جب توجہ الی اللہ بڑھ گئی اس پریشانی کی حالت میں تو اللہ کی طرف سے انسان اس بات کا مستحق بھی قرار پایا کہ اس پر اللہ پاک کی رحمتوں کا ڈھیر نازل ہو بہت زیادہ اللہ پاک کی رحمتیں اس پر نازل ہوں وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَآ اَصَابَتۡهُمۡ مُّصِیۡبَةٌ جب ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یعنی صابرین کو تو وہ کیا کہتے ہیں اس کا مراقبہ کرتے ہیں قالوا کہتے ہیں زبان قال سے بھی کہتے ہیں اور زبان حال سے بھی کہتے ہیں، لسان مقال سے بھی کہتے ہیں اور لسان حال سے بھی کہتے ہیں ان کا لسان مقال ہوتا ہے **انا للہ و انا الیہ راجعون** ہم بھی اللہ ہی کے ہیں اور ہم سب کو بھی اللہ ہی کی طرف جانا ہے کوئی پہلے جا رہا ہے کوئی بعد میں جا رہا ہے اور ہر انسان کا نمبر لگا ہوا ہے، آئے ہیں تو جانا بھی ہے، یہی سلسلہ جاری ہے۔

76

کسی کے انتقال پر خواجہ باقی باللہؒ کا تاثر

حضرت خواجہ باقی باللہؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بھی شیخ جب کسی کے متعلق سنتے تھے کہ فلاں کا انتقال ہو گیا تو فرماتے تھے خوب چھوٹا دنیا کے جھمیلوں سے، دنیا کی پریشانیوں سے، خوب چھوٹا اور اپنے اوپر احساس کرتے کہ ہم باقی ہیں اور وہ تو دنیا کی اذیتوں سے تکلیفوں سے پریشانیوں سے نکل کر کہاں پہنچا، ایک مؤمن اپنے حقیقی وطن پہنچ گیا، یہ دنیا مؤمن کا تو حقیقی وطن ہی نہیں ہے یہ مؤمن کا عارضی مستقر ہے وَلَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ (البقرہ، آیت:۳۶) یہ تو مستقر عارضی ہے اور یہاں کی انتفاعات عارضی ہیں، متاع الی حین منفعت قلیل ہے قُلۡ مَتَاعُ الدُّنۡيَا قَلِيۡلٌ (النساء، آیت:۷۷) ساری دنیا ہی قلیل ہے تو یہاں کا انتفاع کیسے دائمی ہو سکتا ہے، تو اصلی وطن میں پہنچ گیا، ایک مؤمن دارِ دنیا سے کہاں منتقل ہوا اپنے اصلی وطن میں منتقل ہوا اور اصلی وطن مؤمن کا جنت ہے اور جنت کی بہاریں ہیں، جب ہم اس بات پر ایمان لائے ہوئے ہیں کہ ایک مؤمن کا حقیقی وطن اصلی وطن جنت ہے تو جنت میں اس کے لئے اللہ پاک نے جو نعمتیں تیار کی ہیں ان کے اعمالِ صالحہ کے انعامات کی صورت میں خود ایمان ہی ایسا عمل ہے کہ مسلسل ایمان والے کے ساتھ قائم ہے، بھلے ہی وہ

اپنی موت سے کچھ پہلے نماز کی حالت میں نہ رہا ہو یا دیگر اعمال کی حالت میں نہ رہا ہو لیکن خود ایمان جیسا اتنا بڑا عمل اس کے ساتھ مسلسل جاری تھا جو موت کے وقت جاری تھا تو یہ اعمال صالحہ ایمان اور یقین پھر اس کی تلاوت اس کی نماز اور اس کا ذکر اللہ اس کی تسبیحات پھر اس کا صبر اس کا شکر توکل ورضا یہ ساری چیزیں اور تعلیم وتعلم کے سلسلے اور پھر نیک اولاد اور والدین کی دعائیں اور تمام اہلِ تعلق کی اس کیلئے دعائیں کتنا بڑا اس کے لئے ثواب کا انبار ہوگا کہ وہ کہے گا یا اللہ میرے تو اعمال اتنے تھے ہی نہیں، وہ کہے گا یا اللہ ہم بھی آپ ہی کے ہیں اور آپ ہی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

مصائب پر صبر اور ترقیِ درجات

أُولَـٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ (البقرہ، آیت: ۱۵۷)
ایسے لوگوں پر اللہ پاک کی طرف سے صلوٰۃ ہوں گی یعنی رحمتوں کے ڈھیر ہوں گے ایسے حضرات پر جو صبر سے کام لیتے ہیں تقویٰ سے کام لیتے ہیں، ہمت سے کام لیتے ہیں اور اولوالعزمی کا مظاہرہ کرتے ہیں فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (الاحقاف، آیت: ۳۵) انبیاءؑ کی شان یہی تھی کہ وہ ہر موقع پر نہایت صبر کا مظاہرہ فرماتے تھے کوئی بھی مرحلہ ہو تو وہ صبر کے پہاڑ ہوتے تھے تو انہوں نے صبر کا مظاہرہ کیا، اس لئے منجانب اللہ یہ ایک

صلاۃ کے مستحق نہیں بلکہ صَلَوٰةٌ مِنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَة ایسوں کیلئے اللہ پاک کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور کیونکہ ان کا قلب متوجہ الی اللہ ہوتا ہے تو اس وقت میں ان کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں یہ دعاؤں کی استجابت کا بھی موقع ہوتا ہے، کیونکہ دعاؤں کی قبولیت کا موقع سب سے بڑا وہی ہوتا ہے جب انسان پوری توجہ اللہ پاک کی طرف مبذول کرتا ہے اس وقت لاریب اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور آگے کیا فرمایا گیا دنیا کے اندر ان کے لئے بہت بڑی بشارت وارد ہوئی ہے أُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں جنہوں نے ایسے موقعوں پر صبر کا مظاہرہ کیا ضبط کیا، تو یہی حضرات ہدایت یافتہ ہیں کتنی بڑی سند اللہ پاک نے ان کو دی ہے، کسی کو ایک ادارہ کی سند ہی مل جائے تو انسان کتنا خوش ہوتا ہے مگر یہاں تو اللہ کی سند مل گئی کیا أُولَـٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ کہ ایسے لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نوراللہ مرقدہٗ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ اس مقام پر کیسے پہنچے؟ فرمایا کہ جب بندہ عبدالقادر نے قادرِ تعالیٰ کی طرف سے پیش آنے والی ہر تقدیر پر صبر اور تحمل کیا اور یہ سمجھا کہ ہر چیز جو پیش آرہی ہے كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى ہے تو عبدالقادر کو قادر

تعالیٰ نے تقدیر پر راضی رہنے کی برکت سے اس مقام پر فائز کر دیا، امام الاولیاء شیخ المشائخ قطب الاقطاب یہ فرما رہے ہیں، تو معلوم ہوا کہ تقدیر پر ایمان یہ بہت بڑی رفعت کی چیز ہے قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُتَوَکِّلُوْنَ (التوبۃ، آیت:۵۱) مسئلہ تقدیر ایمان والوں کیلئے ایک تسلی حاصل ہوجاتی ہے قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا کہہ کر وہ تسلی حاصل کر لیتا ہے، اللہ پاک اس موقع پر ہم سب کو صبر عطا فرمائے اور ان کو بلند ترین مقامات سے نوازے آمین۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

ان حالات میں اُمتِ مُسلِمہ کیا کرے؟

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو آپ نے بروز جمعہ مسجد زکریا جامعہ ہذا میں ۲۰۱۹/۱۲/۲۷ء کو موجودہ حالات پر بیان فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○۔

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِ الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ○ (آلِ عمران، آیت:۲۶)۔ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ○۔

قابلِ صد احترام بزرگو! معزز دوستو! اللہ پاک نے اس دنیا میں مختلف نظام جاری کئے ہیں اور ہر انسان اس کی طرف بہت تیزی کے ساتھ

چل رہا ہے، جس کو اللہ پاک نے خیر کی توفیق دی ہے وہ خیر کی طرف جاتا ہے، اور جس کو خیر کی توفیق نہیں دی خیر کے کاموں کا مزاج اس سے سلب کر لیا اور اس کو گمراہی پھیلانے پر لگا دیا وہ اپنے کام میں مصروف ہے، خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو باری تعالیٰ نے خیر کرنے کی توفیق دی، خیر پھیلانے کی توفیق دی، کارِ خیر کہنے کی توفیق دی، اچھی بات اس کے ذریعہ سے وجود میں آ رہی ہے اور لوگوں کو توفیق بھی ہو رہی ہے، اور جو انسان خیر کا ذریعہ بن جائے وہ انسان اتنا ہی زیادہ کامیاب ہے، اللہ پاک ایمان والوں کو ایمان کی برکت سے بہت سی خیر کی توفیق دیتے ہیں اور ان کو اس راستہ پر لگاتے ہیں، دوسرے لوگ اپنے اس انداز سے سوچتے ہیں کہ ان کا جو مشن ہے برائی پھیلانے کا، کفر و شرک پھیلانے کا، خرافات پھیلانے کا اسی کو عروج ہو، اور اسی کو غلبہ ہو، ایک گروہ کی سوچ یہ رہتی ہے کہ باطل کو غلبہ ہو باطل کا بول بالا ہو اور لوگ تمام کے تمام باطل پرست ہوں، یہ شیطانی سوچ ہے، یہ شیطانی فکر ہے، شیطان خود بھی یہی چاہتا ہے اور قسم کھا کے آیا ہوا ہے، اللہ سے چھٹی لے کے آیا ہوا ہے قیامت تک کیلئے، کہ میں آپ کے بندوں کو گمراہ کر کے رہوں گا اور ان سے برائی کے کام کراؤں گا، تو جن کے مزاجوں میں شیطان گھسا ہوا ہوتا ہے شیطانی طبیعت جنہوں نے پائی ہوئی ہوتی ہے ان کے افکار، ان کے خیالات،

ان کی باتیں اس کے آس پاس گھومتی ہیں جو اس کا نظام ہے۔

فاسد نظام شیطانی و دجّالی نظام کا حصہ ہے

شیطان کا بھی تو ایک نظام ہے نا! یہ برائی کا جتنا نظام دنیا کے اندر جاری ہے، جو بھی برائی ہوتی ہے تو اس کا بھی ایک بہت بڑا نیٹ ورک ہے، اس کا بھی جال ہے ایک نظام ہے اس کو آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ دجالی نظام ہے، برائی کا آخری مرکز دجال ہے، جس طرح حق کا ایک مرکز ہے انبیاءؑ اور نیک بندے وہ حق کا مرکز ہیں، اسی طرح برائی کا بھی مرکز ہے، برائی کا آخری مرکز اور اسٹیج جو تمام برائیوں کا ہر خرابی کا مرکز ہے وہ دجال ہے، جتنا قربِ قیامت ہوتا جاتا ہے قیامت قریب ہوتی جاتی ہے اتنا ہی زیادہ دجالی نظام کے ظہور کا وقت ہوتا جاتا ہے اور جو دجالی نظام ہے وہ بھی آخر کار وجود پذیر ہوگا اس کی بھی احادیث شریفہ میں خبر دی گئی ہے، دجال آئے گا فتنہ ہوگا، تنگی ہوگی، ایمان والوں کی زندگیاں تنگ ہو جائیں گی اور وہ ایمان کا سب سے بڑا دشمن ہوگا، ایمان والوں کی جانیں ان کے مال، ان کی اولاد، ان کے تمام متعلقین و متعلقات سب پر اس کی نظر ہوگی کہ کس طرح ان کو اپنے قبضہ میں کیا جائے اور پھر وہ ایمان والوں کو اس پر مجبور کرے گا کہ مجھ کو خدا مانتے ہو کہ نہیں؟ اگر اس کو خدا مان لے گا کہ واقعی تو خدا ہے تو اس کو روٹی مل جائے گی، پانی مل جائے گا، اور زندگی کے کچھ سانس مل جائیں

گے، اور معلوم ہوگا کہ جو اس کو خدا تسلیم نہیں کرے گا اور کہے گا تو کیسے خدا ہوسکتا ہے؟ تُو تَو کانا ہے، تو تو کافر ہے، تو تو مخلوق ہے، خدا تو خدا ہوتا ہے، تو تو ایسا ہے ویسا ہے تجھ کو خدا نہیں مانا جاسکتا، دجال کہے گا اچھا تو خدا نہیں مانتا تو آجا تلوار کے نیچے تیرے لئے موت ہے یا جیل ہے، یہ ایک دجالی نظام کا نقشہ بتایا گیا ہے، احادیثِ شریفہ میں ہے کہ اس کے پاس تمام خزانے ہوں گے اور بظاہر تمام طاقتیں ہوں گی مگر یہ صرف ڈرامہ ہوگا حقیقت میں نہیں ہوگا، بظاہر معلوم ہوگا کہ اس کے ساتھ سب کچھ ہے اور وہ جیسا چاہے گا ویسا بظاہر کرنے پر وہ قادر ہے اور لوگوں کے تمام اموال اس کے قبضہ میں ہوں گے، لوگوں کے پاس اپنی جیب میں کچھ نہیں ہوگا وہ یہ پسند نہیں کرے گا کہ کسی کی جیب میں کچھ باقی رہے سب کی جیبیں خالی ہوجائیں، مال سب کا ختم ہوجائے، ایمان سب کا ختم ہوجائے العیاذ باللہ! اور کسی کے پاس کوئی بھی خیر باقی نہ ہو اور صرف اسی کی حکومت ہو جیسا وہ کہے جیسا وہ سوچے جو وہ آرڈر کرے، مانتا یا نہیں مانتا، اگر مانتا ہے تو تیرے لئے یہ ہے راستہ رہنے کا کھانے پینے کا سب سہولتیں ہیں اور نہیں مانتا تو پھر تیرے لئے یہ سب پریشانیاں ہیں، یہ نقشہ دجال کے نام سے روایات میں بیان کیا گیا ہے اور اس کے نظام کو سمجھا گیا ہے کہ یہ دجالی نظام ہوگا اور قرب قیامت میں اس کا ظہور ہوگا۔

موجودہ حالات دجالی نظام کا مظہر ہیں

اگر ہم بہت سی باتوں کو گہرائی سے دیکھیں تو ایسا نظر آتا ہے کہ جو لوگ ایسی باتیں کررہے ہیں تو وہ سب تار، وہیں سے ملتے ہیں، آخر کار یہ باتیں وہ کہاں سے لاتے ہیں؟ ایسی باتیں جن سے انسانوں کی زندگیوں پر فرق پڑے، آزادی متأثر ہو ان کے اندر لڑائی جھگڑے ہوں، ایک ایک کا دشمن ہو ایک ایک کو پھاڑ کھانے کے درپے ہو، کوئی کسی کے اندر محبت نہ ہو، اور سارے انسانوں کے مال اور تمام چیزیں ان کے قبضہ میں ہوں اور جیسا وہ کہے ویسا ہی مانا جائے، تو جو لوگ اس فکر کو چلاتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ یہ صحیح ہے یا غلط ہے، ان کو اس بات کی تمیز حاصل نہیں ہوتی ان کو تو ایک من مانی کرنی ہوتی ہے یہی ایک دجالی نظام ہے، دجال کے جو شاگرد ہوں گے بڑے دجال کے آنے سے پہلے چھوٹی چھوٹی دجالی طاقتیں ہوں گی اور اس سے پہلے اس کیلئے فیلڈ تیار کرنے کیلئے آئیں گے کہ یہاں تیرے لئے میدان تیار ہوگیا ہے اب تیرا آنا ٹھیک ہے تو وہ اس وقت میں ایک جال دنیا کے اندر اس کا پھیلا ہوا نظر آتا ہے، جو لوگ اس سوچ پر کام کررہے ہیں کہ ان کا ایمان اور اموال ان کی زمینیں جائدادیں اور ان کی تمام اشیاء کسی بھی اپنی چیز پر ان کو اختیار نہ رہے، ان سب چیزوں سے ان کو بے دخل کردیا جائے، دجال کی ایسی حکومت

ہو جس میں کسی کو چون و چرا کی کوئی گنجائش نہ ہو جو ذرا بھی چون و چرا کرے تو وہ ختم ہو جائے یہ پورا ایک نظام دنیا کے اندر اس وقت رائج ہے چل رہا ہے اور شیطانی طاقتیں بڑھ رہی ہیں۔

ان حالات میں امتِ مسلمہ کیا کرے

ایسے حالات میں ایمان والوں کیلئے کیا راستہ ہے؟ یہی ایک راستہ ہے کہ وہ اپنے ایمان کو مضبوط کرلے اور اللہ پاک پر بھروسہ کرے، اے اللہ اس سب کا مقابلہ آپ ہی کی نصرت سے ہوسکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار دجال سے صحابہ کرامؓ کو ڈرا رہے تھے اور آپ نے اس کی بہت ساری برائیاں بیان کی وہ ایسا ہوگا ایسا ہوگا، پھر یہ فرمایا کہ اگر وہ میرے سامنے نکلا تب تو میں اکیلا ہی اس کیلئے کافی ہوں اگر وہ میرے بعد نکلے گا تو ہر ایمان والے کی حفاظت اللہ کرے گا وَاللّٰہُ خَلِیْفَتِیْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِم تب اللہ پاک ہر ایمان والے کی حفاظت کریں گے، معلوم ہوا کہ اس کا مقابلہ کس چیز سے ہوگا؟ ایمان کی طاقت سے ہوگا، اعمالِ صالحہ کی طاقت سے ہوگا، افکارِ صحیحہ کی طاقت سے ہوگا، اور جس کا جتنا فکر کتاب اللہ کے مطابق ہوگا، سنت کے مطابق ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ اس کا مقابلہ کرسکے گا وہ دجال کی باتوں میں نہیں آئے گا، تو خدا نہیں ہوسکتا ہے تو جو کچھ ہے وہ ہم نے جان لیا تو وہی ہے جس کے متعلق ہمیں خبر دی گئی تھی، اس

لئے ہم تیرے چکر میں نہیں آئیں گے، اللہ پاک نے اپنے پیغمبرؑ کی زبان سے سب باتیں سمجھا دی ہیں جتنا جتنا قربِ قیامت ہوتا جائے گا اتنی ہی زیادہ ابتلا آت اور امتحانات ایمان والوں کے اوپر آتے جائیں گے۔

قرآن میں ظالمِ وقت کی عیاریوں سے بچنے کی تدبیر

نویں پارہ کو آپ پڑھئے اس کے شروع ہی میں بیان کیا گیا ہے قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا کٰرِھِیْنَ O (الاعراف، آیت:۸۸) لیڈروں کی، طاقتور لوگوں کی، اس وقت کے سیاسی لوگوں کی ایک جماعت نے جو اس وقت میں تھے ایمان والوں کو دھمکایا، حضرت شعیبؑ کو مخاطب کرکے کہا کہ اے شعیب! ہم تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو نکال دیں گے اپنی بستیوں سے اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا یا آپ ہمارے دین کے اندر واپس آجائیں، تب تو آپ رہ سکو گے اور اگر آپ ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کے ساتھ رہے جو آپ سمجھتے ہو وہ کیا سمجھتے ہیں اگر سمجھتے تو مان جاتے تو ہم آپ کو یہاں سے نکالیں گے، تو حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ یہ تو نہیں ہوسکتا یہ تو ممکن ہی نہیں، پھر حضرت شعیبؑ اللہ سے دعا کرنے لگے رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ O (الاعراف، آیت:۸۹) اور اپنے

ایمان پر اور زیادہ مضبوط و مستحکم ہوگئے، جب ہم قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس وقت ہمیں سمجھ میں آجاتا ہے کہ دنیا کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے وہی سب ہے جو پہلے ہو چکا، انبیاءؑ پر جو تکلیفیں پریشانیاں آئیں اور انہوں نے کس انداز سے ان کو سنبھالا اور مقابلہ کیا وہ پوری وضاحت قرآنِ پاک نے مختلف مقامات پر بیان کی ہے، اب جس کا رشتہ قرآنِ پاک سے جتنا مضبوط ہوگا کیونکہ مرکزِ ہدایت تو یہی ہے، تمام تاریخ کا مرکز بھی قرآنِ پاک ہی ہے، قرآن ایمان والوں کا اصل مرکز ہے اس پر مدار ہے اور اس میں تمام عبرتیں اور بصیرتیں موجود ہیں اور ہر موقع کی ہدایت ہے، کوئی موقع ایسا نہیں جس کی ہدایت قرآن پاک میں نہ ہو، کیونکہ ایسے واقعات جو اس وقت ہو رہے ہیں قیامت تک ہوں گے، ان کا فی الجملہ خلاصہ قرآن پاک نے کردیا، ایمان والوں پر کیا تکلیفیں آئیں، کس کی طرف سے آئی اور کیسے ان کو ستایا گیا کیسے انہوں نے صبر و استقلال سے کام لیا اور وہ ہدایت پر جمے رہے، ہدایت سے نہیں ہٹے اور اللہ پر انہوں نے اپنا یقین رکھا عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا اللہ پر کامل بھروسہ ہی ایمان کی بنیاد ہے اور اللہ کی معیت کو اپنے ساتھ لینا ہے

معیت گر نہ ہو تیری تو گھبراؤں گلستاں میں
تو رہے ساتھ صحرا میں تو جنت کا مزہ پاؤں

82

ہمیں اپنے محاسبہ کی بھی ضرورت ہے

اللہ کی معیت کب ساتھ ہوگی؟ اللہ کی معیت ساتھ ہونے کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ ہمارا ایمان مضبوط ہو، ہمارے اعمال اچھے ہوں اور جب ہم برائیوں سے توبہ کریں گے آپس کے اختلافات وانتشار کو ختم کردیں گے، یہ کون ہے؟ یہ فلاں ہے، ہمارے اندر تو خرابیاں بے شمار ہیں، یہیں سے مشکلات پیش آتی ہیں اللہ کی نصرت یہیں آکر رکتی ہے کہ جب آپس میں اختلاف ہوتا ہے تو یہاں دشواری پیش آتی ہے، توبہ واستغفار اور اللہ کی معیت کو ساتھ لینا جب اللہ پاک ساتھ ہوتے ہیں تو پھر انسان کو کسی بھی موقع پر گھبرانے کی ضرورت نہیں، دشمن کتنا بھی طاقتور کیوں نہ ہو اللہ پاک سے زیادہ تھوڑا ہی طاقتور ہے اور ان سے زیادہ تھوڑا ہی قادر ہے، اللہ پاک کو ہر طرح قدرت ہے اور طاقت ہے تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسُ (آلِ عمران، آیت:۱۴۰) یہ زمانہ ہے جس کو اللہ پاک لوگوں کے درمیان گھماتے رہتے ہیں، لیکن ظلم ہمیشہ نہیں چلتا عدل وانصاف ہی چلتا ہے اور عدل وانصاف کے ذریعہ سے انسان نظام کو دیر تک چلا سکتا ہے، جن لوگوں کی لمبی لمبی حکومتیں رہیں وہ، وہ لوگ تھے جو عدل وانصاف کے ساتھ کام کرتے تھے، محبتیں تقسیم کرتے تھے، انہوں نے محبتوں کو اتنا تقسیم کیا

کہ لوگ بھول ہی گئے کہ یہ کون ہے؟ یہ کون ہے؟ تفریق ہی ختم ہوگئی قبائل کی تقسیم ختم ہوگئی، مذاہب کا فرق مٹا دیا جو جس کو عمل کرنا ہے وہ اس کا مختار ہے وہ اس کا فہم ہے جو اس پر عمل کرے، جبر تو نہیں ہوسکتا ہے، آپ سارے انسانوں کو ایک فکر کے تحت نہیں لا سکتے، کوئی بھی انسان اگر یہ سوچے کہ وہ سارے انسانوں کو ایک ہی فکر کے تحت لائے تو ناممکن ہے، کوئی اس فکر کا ہوگا کوئی اس سوچ کا ہوگا تو دنیا کے اندر یہ تمام افکار ونظریات چلیں گے، معلوم ہوا کہ انسانیت کی بنیاد سب سے بڑی بنیاد ہے اور جب یہاں آ کر انسان سوچتا ہے تو اس کو پتہ چلتا ہے کہ سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ (النساء، آیت:۱) ہم نے تم سب کو ایک ہی نفس سے پیدا کیا وَخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا پھر ان سے ان کی اہلیہ کو پیدا کیا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً پھر ان سے بہت سارے مرد وعورتوں کو پھیلا دیا، اللہ پاک کے یہاں اوپر جا کر سبھی انسان ایک ہی دائرہ میں آ جاتے ہیں، انسانیت کے نقطۂ نظر سے انسان کو ایک دوسرے کا خیر خواہ ہونا چاہئے۔

حاکم منتظم ہوتا ہے مالک نہیں

حکومت کا مطلب تو یہی ہوتا ہے کہ وہ سب کی منتظم ہو، حکومت

نام ہے انتظام کا ملکیت کا نہیں، اگر ملکیت ہوتی تو معلوم ہوا کہ پانچ سال کیلئے تو ایک مالک ہوا، اگلے پانچ سال کیلئے دوسرا مالک ہوا، تو جو اس سے پہلے مالک تھا اس کو بیچنے کیلئے اختیار ہوتا مالک تو وہ ہوتا ہے جس کو بیچنے کا اختیار ہوتا ہے جو کچھ چاہے کرنے کا اختیار ہو، حکومت نام ملکیت کا نہیں، یہاں غلط فہمی ہے کہ حکومت نام انتظام کا ہے سب کو سہولت محبت اور فائدہ پہنچانا، جس کے پاس لحاف نہیں اس کو لحاف دیں، جس کے پاس روٹی نہیں اس کو روٹی دیں، جس کے پاس مکان نہیں اس کو مکان دیں، جس کے پاس فلاں چیز نہیں اس کو فلاں چیز دینا، ملک کے اندر جس چیز کی ضرورت ہو اس کو پورا کرنا ہی تو انتظام ہے، اصل میں حکومت نام ہے انتظام کا، اس نقطہ کو اگر آدمی سمجھ لیتا تو کبھی مار نہ کھاتا، اس نقطہ کو سمجھا انبیاءؑ نے، حضراتِ صحابۂ کرامؓ نے، اللہ کے نیک بندوں نے، اللہ کے نیک بندوں کی دنیا کے اندر جہاں بھی حکومتیں رہیں تو انہوں نے ہمیشہ یہ نقطہ ذہن میں رکھا کہ کسی ایک کو بھی میری وجہ سے تکلیف نہ ہو اگر میری حکومت میں ایک کتا بھی اس پریشانی میں سردی کے اندر ٹھٹھر رہا ہے تو اس کا بھی ہم سے قیامت کے اندر سوال ہونا ہے، معلوم ہوا کہ انسانوں کے علاوہ جانوروں کیلئے بھی انتظام کیا جائے، حالانکہ وہ تو جانور ہے جانوروں کے انتظام کے بھی مکلّف ہیں، کیونکہ وہ ہمارے نظام میں ہے، انسان کیا

جانوروں سے بھی بدتر ہوگیا؟ جن کے نزدیک انسانوں کی کوئی قیمت نہیں ہے وہ تو ایسا سوچ سکتے ہیں لیکن جس کی نظر میں انسانوں کی قدر و قیمت ہو وہ کبھی ایسا نہیں سوچ سکتا، پریشانی یہاں ہوتی ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ حکومت نام ملکیت کا ہے، حکومت نام ملکیت کا نہیں بلکہ حکومت نام ہے انتظام کا، حق پہنچانے کا، سہولت پہنچانے کا، یہ مذاہب کے اختلافات کبھی ختم نہیں ہوں گے، الوان کے اختلافات، انسانوں کے اختلافات، زبانوں کے اختلافات، کھان پین کے اختلافات، لباسوں کے اختلافات یہ کبھی ختم نہیں ہوں گے یہ تو ہمیشہ رہیں گے، اب سب کو جو ساتھ لیکر چلتا ہے تو اس کا نظام ہزاروں سال تک بھی چل سکتا ہے اور کئی کئی سو سال تک بھی چل سکتا ہے، تو اللہ پاک نے ایمان والوں کا نظام اتنا لمبا کھنچوایا کہ ان کی حکومتیں ہزاروں سال تک رہیں، ان کے ذہن میں یہ پروگرام کبھی نہیں آیا کہ اس کو نکالو، اس کو رکھو، بلکہ انہوں نے سب کے اندر مساوات، محبت اور پیار بھر دیا، معلوم ہوا کہ اصل چیز یہ ہے کہ انسان محبت سے قلوب کو فتح کرسکتا ہے، اللہ پاک اس کو سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے، بدامنی اور پریشانی سے اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے آمین۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

حضرت امام بخاریؒ کا علمی مقام

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو آپ نے زکریا مسجد جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ میں بروز جمعرات بعد نماز عشاء فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۔
قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (الزمر، آیت:۹) صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ۔

گرامی قدر سامعین اور معزز حاضرین، سب سے پہلے تو ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں آج کی اس روحانی، عرفانی اور علمی مجلس میں ہم سب کو شرکت کی توفیق عطا فرمائی، جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں سے دین کی بڑی بڑی خدمتیں لیتا ہے، اور ان کی ان خدمات کی وجہ سے قیامت تک ان کو یاد رکھا جاتا ہے، انہیں عظیم شخصیات

میں سے ایک عظیم شخصیت حضرت امام بخاریؒ کی ہے، آج ہم انہیں کے بارے میں چند باتیں آپ کے سامنے ذکر کریں گے۔

امام بخاریؒ کی پیدائش

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاریؒ کی پیدائش جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کے بعد ہوئی، اسی لئے فرمایا گیا ہے "**یوم الجمعة سید الایام**" اس کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اس نیک بندہ کی پیدائش کیلئے جو دن منتخب کیا ہے، وہ تمام دنوں کا سردار ہے، کیونکہ اس دن جو عظیم اور نیک بچہ پیدا ہونے والا ہے وہ بھی سید المحدثین یعنی تمام محدثین کا سردار ہوگا۔

حضرت امام بخاریؒ کی پیدائش ایک تاریخی شہر بخاریٰ میں ہوئی، ویسے تو آپ کا نام محمد بن اسماعیل ہے، لیکن اس شہر کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو بخاری کہا جاتا ہے، تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بخاریٰ محض کچھ صدیوں پرانا شہر نہیں تھا یہ تو حضرت عیسیٰؑ کی ولادت سے بھی تین سو سال پرانا شہر ہے، اور جس وقت حضرت امام بخاریؒ کی پیدائش ہوئی اس وقت وہاں تقریباً تین لاکھ کی آبادی تھی، اور شہر میں اس وقت تقریباً 250 دینی مدرسے تھے، جہاں دنیا بھر سے جیسا کہ یمن، اندلس اوران جیسے

85

دوسرے مقامات سے علماء طلباء دین سیکھنے اور اپنی علمی پیاس بجھانے کیلئے آیا کرتے تھے، اور یہی نہیں کہ بخاریٰ صرف دینی علوم کا مرکز تھا بلکہ سائنس، ٹکنالوجی اور دیگر علوم کا بھی مرکز تھا۔

والدہ کی دعا سے بصارت کا لوٹ آنا

حضرت امام بخاریؒ کی بچپن میں کسی بیماری کی وجہ سے نظر چلی گئی تھی، یہ دیکھ کر آپ کی والدہ ماجدہ کو بہت صدمہ ہوتا تھا، بہت رویا کرتی تھیں، اللہ کے سامنے گڑ گڑایا کرتی تھیں، خوب دعائیں کرتی تھیں، یہاں تک کہ ایک روز ان کو خواب میں حضرتِ ابراہیمؑ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی بندی تیری دعاؤں اور رونے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بینائی کو لوٹا دیا، صبح ہوئی تو حضرت امام بخاریؒ کی نظر بالکل صحیح تھی۔ اس واقعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ عظیم فرزند کی عظیم والدہ تھیں، اور یہ ان کی کرامت تھی، کس قدر عابدہ، زاہدہ اور مستجاب الدعوات عورت تھیں، بچپن ہی میں آپ کے والد ماجد دنیا سے رخصت ہوگئے تھے، اس لئے آپ کی ساری تربیت آپ کی والدہ ماجدہ نے ہی فرمائی۔

ذکاوتِ علمی اور قوتِ حفظ

بچپن ہی سے حضرت امام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے زبردست قوتِ

حافظہ اور ذہانت عطا فرمائی تھی، جس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے لگا سکتے ہیں: کہ ایک دن محدث داخلی لوگوں کے سامنے حدیث بیان کر رہے تھے، حدیث بیان کرتے وقت انہوں نے فرمایا: سفیان عن ابی زبیر عن ابراہیم، اس سند میں امام بخاریؒ نے اپنے استاذِ محترم سے عرض کیا، کہ حضرت یہ اس طرح نہیں ہے، کیونکہ ابوزبیر ابراہیم سے روایت نہیں کرتے، اس پر انہوں نے بچہ سمجھ کر جھڑک دیا، امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت اصل نسخہ دیکھ لیجئے، اندر تشریف لے گئے، جب باہر آئے تو مجھ سے فرمایا: اے بچے! پھر کس طرح ہے؟ تو میں نے کہا عن زبیر بن عدی عن ابراہیم ہے، پھر حضرت الاستاذ نے قلم لیا اور اپنی کتاب کی تصحیح کی۔ محمد بن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت اس وقت آپ کی عمر کتنی تھی جب کہ آپ نے استاذ صاحب کو لقمہ دیا؟ تو فرمایا اس وقت میری عمر گیارہ سال تھی، اس واقعہ سے حضرت امام بخاریؒ کا استحضار، علمی جرأت اور قوتِ حافظہ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اور دوسری طرف آپ کے استاذِ محترم کی تواضع اور سلامت طبع کا بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے بچہ کی بات کو مان لیا۔

تاریخ بخاریؒ کے مؤلف اپنی سند کے ساتھ تاریخِ بخاریؒ میں لکھتے

ہیں: کہ حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا کہ میں نے ایک ہزار علماء ومشائخ حدیث سے علمِ حدیث سیکھا، اور ہر ایک سے دس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ روایات لی ہیں، اور ہر ایک حدیث کی مکمل سند مجھے یاد ہے، اس طرح یہ ذخیرہ تقریباً دس لاکھ بنتا ہے، جو کہ امام بخاریؒ کو یاد تھا جس سے امام بخاریؒ نے انتخاب فرمایا، سبحان اللہ اس قدر قوی حافظہ اللہ اکبر، اللہ پاک کی خاص رحمت وعنایت اور اس کے خاص فضل سے ہی کسی بندہ کو مل سکتا ہے، جس سے کوئی بڑا کام لینا ہوتا ہے، چنانچہ جو کارنامہ آپ سے وجود پذیر ہوا وہ سب نے دیکھا، اور آپ کا علمی فیضان بڑے سمندروں کی طرح جاری ہے، جس طرح بڑے بڑے سمندر دنیا کو سیراب کرتے ہیں، اسی طرح بخاری شریف علم کا بڑا گہرا سمندر ہے، جس سے دنیا سیراب ہو رہی ہے، اور ان شاء اللہ قیامت تک ہوتی رہے گی۔

قوتِ حفظ کے دو تاریخی واقعے

محمد ابنِ ابی حاتمؒ کہتے ہیں کہ: میں نے بزرگوں کو کہتے ہوئے سنا، کہ امام بخاریؒ ہمارے ساتھ مشائخِ بخاریٰ کے پاس جاتے تھے ابھی بچہ ہی تھے، صرف سنتے تھے، لکھتے نہیں تھے، یہاں تک کہ کچھ دن اسی طرح گذر گئے، تو ہم نے ان سے کہا کہ کیوں اپنا وقت ضائع کر رہے ہو، صرف سنتے ہو لکھتے نہیں، تو پھر تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟ تو انہوں نے کہا کہ تم لوگوں نے مجھے اس بارے میں

پریشان ہی کر دیا، اچھا آؤ، اور دکھاؤ، کہ تم لوگوں نے کیا لکھا ہے، ہم نے دکھا دیا جو ہمارے پاس تھا، وہ سب پندرہ ہزار احادیث کا مجموعہ بنتا تھا، اس وقت انہوں نے فرمایا کہ اچھا اب سنو، اور سب سنانا شروع کر دیا، ہم اپنے لکھے ہوئے سے ملاتے رہے اور اس کو بالکل درست پایا، اس وقت ساتھیوں نے کہا کہ ہم نے جان لیا کہ ان سے کوئی بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

آپ کے حافظہ کا بہت سارے علماء اور لوگوں نے مختلف مقامات پر امتحان لیا، لیکن آپ اللہ تعالی کے فضل سے ہر امتحان میں کامیاب رہے، اسی طرح کا ایک واقعہ سمرقند میں جب آپ تشریف لائے پیش آیا: چار سو علماءِ حدیث جمع ہو گئے، اور سات دن تک مشورے کرتے رہے پروگرام بناتے رہے، کس طرح امام بخاریؒ کا ٹیسٹ لیا جائے، آخر کار یہ ڈسائڈ کیا کہ کچھ حدیثوں کی سند اور متن میں چینجنگ کر کے اس کو پیش کریں، چنانچہ ایسا ہی کیا، اور امام بخاریؒ کے سامنے پڑھی، لیکن آپ نے ان سب کو سنا اور کسی کے مغالطہ میں نہ آئے، اور ہر ایک کو صاف صاف جیسے وہ تھیں ویسے ہی بیان کر دیں، یہ دیکھ کر سب لوگ حیران رہ گئے، اور اس طرح کے بہت سے واقعات آپ کے ساتھ پیش آئے۔

حضرت امام بخاریؒ کے شاگرد کہتے ہیں: کہ ہمنے آپ سے حدیثیں سن کر اس وقت لکھنی شروع کر دی تھی، جب کہ آپ کے چہرہ پر ڈاڑھی کا ایک

بال بھی نہ تھا۔ اور اٹھارہ سال کی عمر میں کتابیں لکھنی بھی شروع کر دی تھی۔

کمالِ عبادت وتقویٰ شعاری

حضرت امام بخاریؒ بہت ہی متقی اور پرہیزگار انسان تھے، سفر ہو یا حضر ہو ہر حال میں تہجد پڑھتے تھے، رات کے وقت خود بیدار ہوتے تھے مگر خادم کو کبھی نہیں اٹھاتے تھے، اور اپنے ساتھی سے فرمادیا کرتے تھے کہ تم ابھی نوجوان ہو میں تمہاری نیند خراب کرنا نہیں چاہتا۔

حضرت امام بخاریؒ نے ایک مرتبہ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد نوافل میں مشغول ہو گئے، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے بعض احباب سے فرمایا کہ دیکھو میرے کپڑے کے نیچے کیا ہے؟ دیکھا تو اس میں ایک بچھو تھا، جس نے 17,16/جگہ ڈنک مارا تھا، تو ساتھیوں نے کہا کہ جب اس نے شروع میں آپ کو ڈنک مارا تو آپ نے نماز کیوں نہ توڑی؟ تو فرمایا میں نے ایک سورت شروع کر دی تھی، تو مجھے اچھا نہ لگا کہ میں اس کو بیچ میں چھوڑ دیتا۔

کوئی بھی عالم اور کوئی بھی ولی، تقویٰ کے بغیر صاحبِ کمال نہیں بن سکتا، تقویٰ ہی انسان کو عروج پر پہنچاتا ہے، اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کی تعریف کی، تو تقویٰ کو خاص طور پر ذکر کیا، اور متقی حضرات کیلئے بہت سی دنیا اور

آخرت کی نعمتوں کا تذکرہ فرمایا۔

حضرت امام بخاریؒ کے تقویٰ کا اندازہ آپ اس سے لگایئے! کہ آپ کے والد محترم بڑے مالدار آدمی تھے، اور بہت ساری دولت چھوڑ کر دنیا سے گئے تھے، حضرت امام بخاریؒ کو اپنے والد ماجد کے مال سے کافی دولت ملی تھی، مگر آپ نے وہ ساری اللہ تعالیٰ کے راستہ میں علم حاصل کرنے میں خرچ کردی تھی، یہاں تک کہ بعض مرتبہ فاقہ کی وجہ سے گھاس کھانے کی نوبت آگئی، سوال کرنے اور مانگنے سے ہمیشہ پرہیز کرتے تھے، سخت سے سخت ضرورت میں بھی امام بخاریؒ کسی سے سوال نہیں کرتے تھے، آپ علمِ حدیث کی خدمت بغیر تنخواہ کے کیا کرتے تھے، خالص اللہ پاک کی رضا کیلئے لوگوں کو علمِ حدیث کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ اعلیٰ درجہ کا صبر اور قناعت رکھتے تھے، ہمیشہ حلال لقمہ ہی کھاتے تھے، یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ مستجاب الدعوات تھے، اسی لئے فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو ایسے حالات میں نہ ہونا چاہئے کہ وہ دعا کریں اور قبول نہ ہو۔

حضرت امام بخاریؒ اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے، اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمیشہ معاف کرنے اور درگزر کرنے کا معاملہ کرتے تھے، اور ہمیشہ اپنے ساتھیوں پر خرچ کیا کرتے تھے، قرضہ والوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیا کرتے تھے۔

وہ ایسی عظیم شخصیت تھی کہ جن کا تذکرہ مختصر سے وقت میں اور ان

چند الفاظ میں مشکل ہی نہیں، بلکہ ناممکن ہے، جمعہ کے دن آپ کی پیدائش ہوئی اور عید الفطر کے دن نمازِ ظہر کے بعد دفن ہوئے، اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرمائے، آمین۔

خوارق وکرامات

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو کرامات سے بھی نوازتے ہیں، کسی بندہ کی کرامت زندگی میں اور کسی کی کرامت بعد میں ظاہر ہوتی ہے، چنانچہ دفن کرنے کے بعد آپ کی قبر سے مشک وعنبر جیسی خوشبو مہکتی رہی، یہاں تک کہ لوگوں نے بطور تبرک آپ کی قبر سے مٹی اٹھانا شروع کردیا، تو اُس کا انتظام کرنا پڑا تا کہ لوگ مٹی نہ اٹھائیں۔ علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ قبر مبارک کے اوپر نور کے لمبے ستون دکھائی دیتے تھے، جن کو دیکھ کر لوگ تعجب کرتے تھے۔

ہم اخیر میں اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کریں گے، کہ اللہ تعالیٰ حضرت امام بخاریؒ کی مغفرت فرمائے، اور ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پر چلائے، اور صحیح معنیٰ میں خدمت حدیث اور عشق رسول اللہ ﷺ عطا فرمائے، آمین۔

رضی اللہ عنہ

پوری ملت کا مدار چھ چیزوں پر ہے

زیرِ نظر مضمون رئیس الجامعہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا وہ خطاب ہے جو آپ نے مرکز جامع مسجد دہرادون اتراکھنڈ میں ۱۹؍ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ/ ۱۷؍۱۰ اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز پیر بعد نماز مغرب فرمایا تھا۔

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

قَالَ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (آلِ عمران، آیت ۳۱)۔ صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمُ۔

میرے معزز بزرگو قابلِ صد احترام امت کے ذمہ دارو! اس وقت مجھے کوئی بہت تفصیلی بات نہیں کرنی ہے زیادہ وقت نہیں لینا ہے، آپ حضرات کو بہت مختصر چند باتیں یاد کرانی ہیں بیان نہیں کرنا، فرق ہے نا دونوں

89

میں، ایک آدمی بیان کرتا جارہا ہے سننے والے سنتے جارہے ہیں اٹھنے کے بعد جب مذاکرہ ہوتا ہے کہ کیا بیان ہوا کیا بات تذکرہ میں آئی؟ تو جواب ملتا ہے کہ مجھے کچھ یاد ہی نہیں ہے، اس لئے یہ مجلس یاد کرانے کی مجلس ہے اس بات کی کوشش کریں کہ یہ باتیں ہمیں یاد ہو جائیں، یاد کریں گے نا انشاء اللہ؟ کون کون یاد کرے گا ان باتوں کو اور اگر میں بھول جاؤں تو مجھے بھی یاد دلائیں، کریں گے نا ایسا ان شاء اللہ؟۔

ایک بہت بڑے بزرگ ہیں حضرت شیخ عبداللہ بن سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ کبار اولیاء اللہ میں ان کا شمار ہوتا ہے بہت بڑے اپنے زمانہ کے عارفین کاملین میں سے ہیں سبحان اللہ! چھوٹے آدمی نہیں بہت اونچے لیبل کے آدمی ہیں، جیسا کہ حسن بصریؒ سفیان ثوریؒ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ شیخ بہاؤالدین نقشبندیؒ اس انداز کے آدمی ہیں اندازہ ہوا؟ کتنے بڑے انسان ہوں گے علم ومعرفت کے؟ وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصول طریقے ضابطے جن پر پوری امت کی بنیاد ہے وہ چھ باتیں ہیں۔

کتاب وسنت کی پیروی اوّلین دستورِ عمل

پہلی چیز: یہ ہے اَلتَّمَسُّکُ بِکِتَابِ اللّٰہِ وَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید کو اور رحمتِ عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کی مقدس سنت کو مضبوط پکڑنا یہی ہے ہمارا بنیادی نقطہ جس پر پوری ملت کا مدار ہے پورے دین کا اس پر مدار ہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو گے دنیا کی کوئی طاقت تمہیں گمراہ نہیں کرسکے گی، آج آپ کو اندازہ ہے کہ ہمارے نوجوانوں کو بچوں کو بچیوں کو بوڑھوں کو دین سے ہٹانے کیلئے کتنی تنظیمیں کام کررہی ہیں، آپ کو اندازہ ہے؟ بھلے ہی آپ بڑے موبائل چلاتے ہوں لیکن آپ کو ان باتوں کا نہ اندازہ ہے نہ پتہ ہے کہ دنیا کہاں جارہی ہے اور کیا چل رہا ہے، رات دن ہم چلارہے ہیں ناموبائل؟ صبح سے اٹھتے ہیں اور رات تک ہمارا موبائل چلتا رہتا ہے اسی میں ہم اپنے اوقات کو خرچ کررہے ہیں مگر اس کا اندازہ نہیں ہے کہ اس وقت دنیا میں کیا طوفان چل رہا ہے، اور ہمیں کتاب اللہ اور سنت سے دین سے ہٹانے کیلئے کاٹنے کیلئے کتنی کوششیں ہورہی ہیں خدا کی پناہ خدا کی پناہ بس یوں کہا جاسکتا ہے کہ دجّال کیلئے پورا فیلڈ تیار ہورہا ہے اور دجّال کے شاگرد اس فیلڈ کو تیار کرنے میں پوری طرح سے لگے ہوئے ہیں، خیر! تفصیلات میں نہیں جانا ہے، بیان نہیں کروں گا یاد کراؤں گا تاکہ مجھے بھی یاد ہوجائے۔

پہلی چیز: یہ کہ قرآن پاک کو اور سنتِ مقدسہ کو مضبوطی کے ساتھ

پکڑنا، جو مضبوطی سے پکڑے گا اور اپنی اولاد کو گھر والوں کو تاکید کرے گا وہی مضبوطی سے پکڑ سکے گا اور جس کو ان باتوں کا ہوش ہی نہیں اس کو اپنا اور اپنی نسلوں کا کچھ پتہ نہیں کہ کیا انجام ہونے والا ہے، سمجھ میں آ گیا؟ پہلی چیز **التمسک بکتاب اللہ و بسنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** اللہ کی کتاب یعنی قرآن پاک کو اور سنت رسول اللہ کو مضبوطی سے پکڑنا۔

حلال ذریعۂ معاش اپنائیے

دوسری چیز: اَکْلُ الْحَلَال: حلال کھانے کی فکر، حلال کھانا کب ہوگا؟ جب حلال کمایا جائے گا، اس کیلئے تجارت، زراعت، صناعت، حرفت، جو بھی پیشہ جس کو میسر آجائے رزقِ حلال حاصل کرنے کا وہ اس کو اختیار کرے اور کوئی پیشہ شریعت کی نظر میں معیوب نہیں ہے، نہ پیشوں کی بنیاد پر قومیں بنتی ہیں، جو لوگوں نے گھڑلی ہیں وہ حقیقت نہیں ہے، **یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ** (سورۂ حجرات آیت:۱۳) (اے انسانو! یقیناً ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں خاندان اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، یقیناً تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ تقویٰ والا ہو) پیشہ تو

انسان کی ضرورت ہے، انبیاءؑ نے صحابہ نے تابعین نے اولیاء اللہ نے جس کو جو پیشہ میسر آیا وہ کیا، کچھ سمجھ میں آیا میں نے کیا کہا؟ قیامت کے قرب میں انسان کو حلال کھانا بہت دشوار ہوگا اور جب اس کے پیٹ میں حرام غذا جائے گی تو کیا اس کی نماز قبول ہو جائے گی؟ کیا اس کا روزہ قبول ہو جائے گا؟ کیا اس کی دعا قبول ہو جائے گی؟ اس کی کوئی بھی عبادت قبول نہیں ہوگی، دوسری بات کیا ہوئی اکل الحلال حلال کھانا کب ہوگا جب رزق کو حلال طریقہ سے حاصل کیا جائے گا یہی تمام انبیاءؑ کی، صحابہ کرامؓ کی، تابعینؒ کی، اولیاء اللہ کی نصیحت اور طریقۂ حیات اور زندگی ہے۔

حقوق العباد کا خیال رکھئے

تیسری چیز: اَدَاءُ الْحُقُوْقِ: حقوق کو ادا کرنا حقوقِ الٰہیہ کو بھی ادا کرنا اور حقوق العباد کو بھی ادا کرنا، ہمارے ذمہ کسی کا حق نہ رہ جائے ہمارا حق فلاں کے ذمہ رہ گیا اگر ہمارے اندر بڑا ظرف ہے کہ ہم سب معاف کر دیں تو یہ بڑی چیز ہے باعث مغفرت ورحمت ہے، اس کی طاقت نہیں تھی تو آدھا معاف کر دیں، اس کی بھی طاقت نہیں تھی تو تہائی حصہ معاف کر دیں، ہمارے ذمہ کسی کا حق ہے بھائی کب لوگے جلدی وصول کرو ہم سے، نہیں معلوم میری موت کب آجائے اور آپ کا حق میرے ذمہ رہ جائے، اس کی فکر ہونی چاہئے، یہ نہیں کہ حق

91

والا مانگنے کیلئے بار بار آئے ہمیں پکڑے اور ہم کہیں کہیں چھپتے پھریں یہ بہت غلط طریقہ ہے یہ اسلامی اور ایمانی طریقہ نہیں ہے یہ قرآن پاک کے خلاف ہے، گھر والوں کے حقوق اہل وعیال کے حقوق، ہماری بیوی کا ہم پر کیا حق ہے؟ ہماری اولاد کا کیا حق ہے اولاد کا ہم پر کیا حق ہے سبحان اللہ بہت بڑا حق ہے، اللہ پاک نے فرمایا وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاO (بنی اسرائیل آیت:۲۳) (تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ عبادت مت کرو مگر اللہ کی، اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے) والدین کے حقوق کو پہچانو، والدین اولاد کے حقوق کو پہچانے، اولاد کے بھی حقوق ہیں اچھی تعلیم اچھی تربیت اس کا اچھا نام رکھنا اس کو ادب سکھانا اس کو سلیقہ سکھانا طریقہ سکھانا شریعت پر گامزن کرنا اس کے دین کی ایمان کی فکر کرنا یہ والدین کی ذمہ داری ہے، یہ اولاد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بڑوں کا احترام کرے، خدمت کرے، ان کی اطاعت کرے، پھر پڑوسیوں کے کیا حقوق ہیں اس سے بحث نہیں کہ وہ ایمان والا ہے یا نہیں ہے، پڑوسی ہونے کی حیثیت سے اس کا بہت بڑا حق ہے اگر ایمان والا ہے تو ایک اور حق ہے، اگر رشتہ دار ہے تو ایک اور حق ہے، اگر وہ عالم ہے تو ایک اور حق ہے، اگر امام ہے تو ایک اور حق ہے جتنی اس کی حیثیتیں بڑھتی جائیں گی اتنے ہی اس کے حقوق بڑھتے جائیں گے۔

ایذائے مسلم سے احتراز کریں

چوتھی چیز: تَرکُ الْاَذٰی: کسی کو اپنی جانب سے تکلیف نہ پہنچائی جائے وہی بندہ پکّا سچّا مسلمان ہے جو اس کا خیال رکھتا ہو اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ زبان سے کسی کو کچھ کہہ دیا ہاتھ چلا دیا اس کی طرف کسی غلط بات کا اشارہ کر دیا کسی پر مقدمہ کر دیا کسی پر کوئی الزام لگا دیا، اللہ اللہ پورا کورٹ ہمارے مقدمات سے بھرا ہوا ہے، دجال مسلط ہونے جا رہا ہے اور ہم لڑ رہے ہیں شکایتیں کر رہے ہیں مخبریوں کے نام پر پیسہ کھا رہے ہیں، جمعہ کے روز میں کچھ عرض کر رہا تھا تو حدیث شریف ذہن میں آئی کہ سب سے بڑا سود سب سے خطرناک سود وہ ہے جو کسی مسلمان کی بے عزتی کر کے شکایت کر کے کھائے گا وہ پیسہ سود سے ہزاروں گنا زیادہ خطرناک ہے جس سے وہ پیٹ بھرے گا کوٹھیاں بنگلے بنائے گا سب تہس نہس ہو جائے گا اور اس کے اعمال میں کوئی برکت نہیں ہوگی، ترک الاذیٰ کسی مسلمان کو کوئی نقصان پہنچ رہا ہے تو اس کو بچانے کی فکر وکوشش کرنی چاہئے، ایمان والے سب ایک ہیں، اگر ہمارا یہی حال رہا کہ برادریوں میں خاندانوں میں بٹ گئے اور مقدمہ بازیوں کے اندر چلے گئے، اُف! خدا کا وہ عذاب مسلط ہوگا کہ خدا کی پناہ خدا کی پناہ اس کا تصور بھی نہیں ہوسکتا ہے۔

گناہوں کی گندگی سے خود کو بچائیے

پانچویں چیز: اِجْتِنَابُ الْمَعَاصِیْ وَالْآثَام: کماقال اللّٰہ تعالیٰ: وَذَرُوْا ظَاھِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَہٗ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَیُجْزَوْنَ بِمَا کَانُوْا یَقْتَرِفُوْنَ ○ (سورۂ انعام آیت: ۱۲۰) (ظاہری گناہ اور باطنی گناہ چھوڑ دو، یقیناً وہ لوگ جو گناہ کماتے ہیں عنقریب انہیں ان کے کرتوت کی سزا دی جائے گی) یعنی تمام گناہوں سے بچنا بچانا، گناہوں سے خود بھی باز رہنا اور دوسروں کو بھی محبت کے ساتھ باز رکھنا بھائی یہ کام نہ کرو یہ کام اللہ کے لئے کرو، اس انداز سے کہو کہ اس کی عزت بھی محفوظ رہے، اس کے اور آپ کے علاوہ تیسرے کو خبر نہ ہو، اِتَّقُوْا اللّٰہُ اِتَّقُوْا اللّٰہ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو اجتناب المعاصی والآثام گناہوں سے بچنا اور بچانا اور اس کوشش میں لگ جانا، یہی اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ کا تقاضی ہے کہ دین خیر خواہی کا نام ہے (بخاری شریف)۔

توبہ اور رجوع الی اللہ

چھٹی چیز: التوبہ: جو گناہ اب تک ہوئے ہیں ان تمام سے توبہ کرنا کل توبہ کرلوں گا بعد میں توبہ کرلوں گا اگر کل کو اور بعد کو موقعہ نہ ہوا اور اسی حالت میں مر گیا کہ اس کو توبہ کا موقعہ نہ ملا تو کیا ہوگا اس کا انجام؟ خدا کی پناہ خدا کی پناہ! یَآ

یُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْآ اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ۝ (سورۂ تحریم آیت:۷) (اے ایمان والو! اللہ کی طرف توبۂ نصوح کرو) یعنی پکی سچی توبہ کرو۔

ہر بات بہت تفصیل طلب ہے لیکن بہت اختصار سے یہ گفتگو کی گئی ہے، اس کا منشاء بیان نہیں ہے یاد کرانا ہے تا کہ آپ اپنے ساتھیوں کو اپنے گھر والوں کو یاد کرائیں اس لئے یاد کرائی جارہی ہیں، توبہ واستغفار میں اپنے آپ کو لگالو جو بندہ توبہ واستغفار کرتا ہے وہی بچ سکتا ہے کس چیز سے؟ اللہ کے عذاب سے، وہی بچ سکتا ہے غموں کے یلغار سے، وہی بچ سکتا ہے فتنوں سے، وہی بچ سکتا ہے آفات سے، بلایا سے، ہر آدمی شکایت کررہا ہے یہ غم یہ فکر ان تمام کا علاج اگر کسی چیز میں ہے تو وہ کیا ہے؟ توبہ واستغفار، کیونکہ توبہ واستغفار کرنے والوں کیلئے اللہ پاک کا وعدہ ہے کہ میں تم کو اچھی زندگی دوں گا وَأَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَیْہِ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ ۝ (سورۂ ہود آیت:۳) (اور یہ کہ اپنے رب سے استغفار کرو، پھر تم اس کی طرف توبہ کرو تو وہ تمہیں متمتع کرے گا اچھی طرح متمتع کرنا مقرر کئے ہوئے وقت تک اور ہر ایک صاحبِ فضل کو اپنا فضل (جزاء) دے گا، اور اگر تم اعراض کرو تو مجھے تمہارے اوپر ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے)۔

رزق کی فراوانی مع الاستغفار مطلوب ہے

اور فرمایا حق تعالیٰ شانہ نے: وَیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْھٰرًا ۝ (سورۂ نوح آیت:۱۲) (اور وہ تمہیں فائدہ پہونچائے گا اچھی طرح فائدہ پہونچانا اور تمہاری امداد کرے گا مالوں اور بیٹوں کے ذریعہ اور تمہارے لئے باغات بنائے گا اور تمہارے لئے نہریں بنائے گا)۔

اور تمہاری ہر طرح سے بڑھوتری کروں گا اموال میں اولاد میں، بڑھوتری تو ہورہی ہے گناہوں کے ساتھ بھی مگر یہ بڑھوتری اللہ کا عذاب نہ بن جائے اور اس میں لگے لگے ہمیں توبہ کی توفیق نہ ہو تو بہت خطرناک چیز ہے یہ بات اللہ پاک نے غیروں کے حق میں کہی ہے کہ ان کو خوب دوں گا خوب دونگا دنیا کے اندر خوب دوں گا تا کہ وہ اسی کے اندر لگے لگے مرجائیں وَتَزْھَقَ اَنْفُسُھُمْ وَھُمْ کَافِرُوْنَ ۝ (سورۂ توبہ آیت:۸۵) (اور ان کی جان نکلے اس حال میں کہ وہ کافر ہوں) اور وہ یہ سمجھتے رہیں کہ یہ تو ہمارے لئے اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے مگر وہ حقیقت میں عذاب ہے کہ ان کو ایمان کی توبہ کی توفیق ہی نہ ہو اور اسی میں لگے لگے ان کی پوری زندگی نکل جائے، یہ بات اللہ نے غیروں کے حق میں فرمائی مگر کہیں اس کا مصداق ہم ہی نہ بن جائیں

اور ہمارا انجام ایسا نہ ہو، توبہ واستغفار پر آنا اور کثرت سے توبہ واستغفار کرنا ہم سب کیلئے بہت ضروری ہے۔ خلاصہ یہ ہے:

(۱) التمسک بکتاب الله وبسنة رسول الله، اللہ کی کتاب اور سنت کو مضبوط پکڑنا۔

(۲) اکل الحلال: حلال کھانا، حلال کھایا کب جائے گا؟ جب حلال کمایا جائے گا۔

(۳) اداء الحقوق: حقوق کو ادا کرنا، ادا تو جب کریں گے جب ان کو جانیں گے پہچانیں گے، حقوق کا علم ہوگا تب ہی تو ہم صحیح طریقہ سے ادا کر سکیں گے۔

(۴) ترک الاذیٰ: کسی کو تکلیف نہ دینا، چاہے ظاہری ہو یا باطنی ہو۔

(۵) اجتناب المعاصی و الآثام: گناہوں کو چھوڑنا۔

(۶) التوبه: توبہ واستغفار کرنا۔

یہ تمام باتیں حِلیۃُ الاولیاء ۱۹۰/ ج: ۱۰ میں تفصیلاً موجود ہیں۔

ہمارے ایمان کی، ہمارے اسلام کی، ہمارے قرآن کی، ہماری زندگی کی، پوری ملت کی بنیاد یہ سب چیزیں ہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین۔

ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے چھ حقوق

عن أبي هُريرة قال: قَالَ رسولُ اللّٰهِ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. لِلْمُؤْمِنِ عَلى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يعودُه اِذَامَرِضَ وَيَشْهَدُه اِذَامَاتَ وَيُجِيْبُه اذا دَعَاه وَيُسَلِّمُ عليه اذالَقِيَه وَيُشَمِّتُه اذاعَطَسَ وَيَنْصَحُ له اِذَاغَابَ أوشَهِدَلم أَجِدْهُ فى الصحيحين ولافى كتاب الحُميدى ولكن ذكره صاحب الجامع برواية النسائى (مشکوۃ ص ۳۹۷)۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان پر مسلمان کے چھ حق ہیں (۱) جب کوئی مسلمان بیمار ہو تو دوسرا مسلمان اسکی عیادت کرے (۲) جب کوئی مسلمان مرجائے تو (دوسرا مسلمان) اس کی نماز جنازہ میں شریک ہو (۳) جب کوئی مسلمان کھانے پر بلائے تو (بلایا جانے والا مسلمان) اس کی دعوت قبول کرے بشرطیکہ کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو جیسے اس دعوت میں باجا گاجا وغیرہ ہو یا اس دعوت کا تعلق اظہار، فخر وریاکاری سے ہو (۴) جب کوئی مسلمان ملے تو اس کو سلام کرے (۵) جب کوئی مسلمان چھینکے اور **الحمد لله** کہے تو اس کا جواب دے یعنی **يَرْحَمُكَ الله** کہے اور اگر چھینکنے والا **اَلْحَمْدُلِلّٰه** نہ کہے تو وہ جواب کا مستحق نہ ہوگا (۶) اور یہ کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی حالت میں خیر خواہی کرے، خواہ وہ حاضر ہو یا غائب، اور مشکوۃ کے مؤلف کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو نہ تو صحیحین میں پایا اور نہ حمیدی

کی کتاب میں البتہ اس کو صاحب جامع الاصول نے نقل کیا ہے۔

تشریح: خیر خواہی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ وہ ہر حالت میں ایک دوسرے کے خیر خواہ و ہمدرد رہیں، جو مسلمان سامنے ہے اس کے ساتھ بھی خیر خواہی کی جائے اور جو نظروں سے دور ہے اس کے ساتھ بھی خیر خواہی کریں، یہ طرز عمل اختیار نہ کرنا چاہئے کہ جب کسی مسلمان کے سامنے آئیں تو اس کے ساتھ تملق، یعنی خوشامد، چاپلوسی کا رویہ اپنائیں، اور جب وہ سامنے نہ ہو تو غیبت کریں یہ خالص منافقانہ رویہ ہے اور منافقوں کی خاصیت ہے، آج نفاق کا مرض بہت عام ہوگیا ہے اور اس کا نام پالیسی اور حکمت رکھا جاتا ہے اور شیعہ اس کو تقیہ کہتے ہیں جس کے ان کے یہاں فضائل ہیں العیاذ باللہ اس مذموم حرکت سے بچنے کی ضرورت ہے اور اس کیلئے اکابر کی کتابوں کے مطالعہ کی خاص ضرورت ہے بالخصوص حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب الہ آبادیؒ اس پر بہت زور دیا کرتے تھے (از تحفۂ مؤمن ص:۳۰۷)۔

وہ چھ لوگ جن پر لعنت ہوتی ہے

(٦) عن عائشة قالت: قَالَ رسولُ اللّٰهِ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ. ستّةٌ لَعَنتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُجابُ، الزائدُ فى كتابِ اللّٰهِ وَالْمُكَذِّبُ بقدرِ اللّٰهِ والمُتَسَلِّطُ بالجبروتِ لِيُعِزَّ من أذلَّه اللّٰهُ وَيُذِلَّ مَنْ أعزَّهُ اللّٰهُ والمُستَحِلُّ لحرمِ اللّٰهِ والمُستَحِلُّ مِنْ عِترَتِي مَاحَرَّمَ

اللّٰهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ (مشکوۃ ص/۲۲/ج اول)۔

ترجمہ: حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ طرح کے آدمی ایسے ہیں کہ جن پر میں لعنت کرتا ہوں اور اللہ نے بھی ان پر لعنت کی ہے، اور جو نبی ہیں وہ مستجاب الدعوات ہیں، ایک تو اللہ کی کتاب میں زیادتی کرنیوالا، دوسرا اللہ کی تقدیر کو جھٹلانیوالا، تیسرا زبردستی تسلط اور غلبہ حاصل کرنے والا کہ وہ اس شخص کو تو عزت دے جس کو اللہ نے ذلت دی اور وہ اس کو ذلیل کرے کہ جس کو اللہ نے عزت دی ہے، چوتھا اللہ کے حرام کو حلال کرنیوالا، پانچواں میری اولاد میں سے اس چیز کو حلال کرنیوالا جو اللہ نے حرام قرار دی ہے، چھٹا میری سنت کو ترک کرنے والا۔

تشریح: حدیث میں جن چھ قسم کے لوگوں کا ذکر آیا ہے وہ اپنے برے عقیدے اور بُرے فعل کی وجہ سے اتنی سنگین نوعیت رکھتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان پر لعنت کی بلکہ جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے بتلایا اور خود اللہ نے ان کو ملعون قرار دیا ہے، اللہ نے بھی ان پر لعنت کی ہے یعنی کسی نے پوچھا ہوگا کہ ان لوگوں پر آپ لعنت کیوں کرتے ہیں، جبکہ آپ لعنت نہیں کیا کرتے؟ اور اپنی شان رحمت ہی کا اظہار فرمایا کرتے ہیں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں پر جب خود اللہ نے لعنت کی ہے تو میں کیوں نہ کروں۔

جو نبی ہے وہ مستجاب الدعوات ہے یہ الفاظ اصل سلسلۂ مضمون سے متعلق نہیں ہیں بلکہ اپنی جگہ پر جملۂ معترضہ کی صورت میں الگ سے استعمال ہوئے ہیں، اور

جنکا مقصدان لوگوں پرلعنت کا بڑی شدت کے ساتھ واقع ہونا، ظاہر کرنا ہے۔

پہلا شخص: وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں زیادتی کرنے والا یعنی وہ شخص جو کہ اللہ کی کتاب میں کچھ اپنی طرف سے بڑھادے یا وہ شخص جو قرآن کریم کے معانی اس طرح بیان کرے کہ اس کے بیان کردہ معانی اللہ کے حکم اور اللہ کے منشاء کے خلاف پڑتے ہوں۔

دوسرا شخص: زبردستی تسلط اور غلبہ حاصل کرنیوالا، اس سے وہ سربراہ حکومت مراد ہے جس کا طرزِ حکومت ظلم وزیادتی و ناانصافی پر مبنی ہو جو محض اپنی طاقت اور حکومت کے بل پر اور اپنے ذاتی مفاد، وخواہش کے تحت کافروں، بے دینوں، خودغرضوں، بدکرداروں اور جاہلوں کو تو عزیز رکھے، ان کا اعزاز واکرام کرے اور ان کو معزز اور سربلند کرنے کا جتن کرے، مگر مسلمانوں، نیک لوگوں، عالموں اور شریفوں کو ذلیل وخوار کرے، ان کو پریشان و ہراساں کرے اور ان کے ذاتی واجتماعی نظام وامور کو درہم برہم کرنے کے سامان پیدا کرے۔

تیسرا شخص: اللہ کے حرام کو حلال کرنے والا، یعنی وہ شخص جو حرم شریف میں کوئی ایسا کام کرے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے مثلاً شکار کرنا یا کرانا یا کسی درخت کو کاٹنا اور بغیر احرام کے اس پاک شہر میں داخل ہونا وغیرہ وغیرہ۔

چوتھا شخص: میری اولاد میں سے اس چیز کو حلال کرنیوالا یعنی وہ شخص جو آنحضرت ﷺ کی اولاد ونسل کو تکلیف پہنچائے اس کو ایذاء دے اور اُن کی تعظیم نہ کرے یا اس جملہ سے یہ مراد ہو کہ میری اولاد میں سے وہ شخص جو کہ اللہ کی حرام کی

ہوئی چیز کو حلال جان کر اختیار کرنے لگے، اس صورت میں یہ ارشاد گرامی ان لوگوں کے لئے زبردست تنبیہ ہے جو سادات میں سے ہیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کی اولاد ونسل میں سے ہونے کی وجہ سے زیادہ احتیاط اور تقویٰ اختیار کریں اور اپنی نسبت کا لحاظ رکھتے ہوئے کسی ایسے کام میں نہ پڑیں جس کو اللہ نے گناہ قرار دیا ہے کیونکہ گناہ میں پڑنا سب ہی کے حق میں برا ہے، لیکن اس کے حق میں تو زیادہ ہی برا ہے۔

پانچواں شخص: میری سنت کو ترک کرنے والا، سنت رسول ﷺ کو ترک کرنا اگر محض سستی وکاہلی کے سبب سے ہو تو ایسے تارک کو گنہگار کہیں گے، اور اگر ترک کرنا حقارت اور اہانت کے ساتھ ہو تو ایسے تارک کو دائرۂ اسلام سے خارج مانا جائے گا، لیکن لعنت میں دونوں شامل ہیں مگر اس فرق کے ساتھ کہ سستی وکاہلی کے سبب سے ہو، تو تارکِ سنت کے حق میں تو یہ لعنت زجراً اور تغلیباً ہے جبکہ حقارتاً ترک کرنے والے کے حق میں حقیقتاً ہے واضح رہے کہ سنت اگر احیاناً ترک ہو جائے تو گنہگار نہیں ہوگا اگرچہ برائی اس میں بھی ہے، حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ کا فرمان ہے کہ حدیث میں جس سنت کے تارک کی وعید آئی ہے اس سے سنن ہدیٰ یعنی سنتِ مؤکدہ مراد ہے (از تحفۂ مؤمن رص:۳۱۲)۔

10:53 4G 0.80 KB/S VO LTE 58
khutbat 2

خطباتِ سیف اللہ

﴿قسط دوم﴾

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب قاسمی گنگوہی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ

ناشر
مکتبۂ شریفیہ جامعہ اشرف العلوم رشیدی
قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور یوپی (انڈیا)

نوٹ: حضرت موصوف کے بیانات khalid saifullah gangohi کے نام سے یوٹیوب چینل پر سنے جاسکتے ہیں، شکریہ۔
گروپ میں شامل ہونے کیلئے رابطہ نمبر: 9634221786

The OctaFX Trading

قسط دوم

خطباتِ سیف اللہ

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ صاحب گنگوہی قاسمی دامت برکاتہم العالیہ
شیخ الحدیث و ناظم جامعہ اشرف العلوم رشیدی، گنگوہ

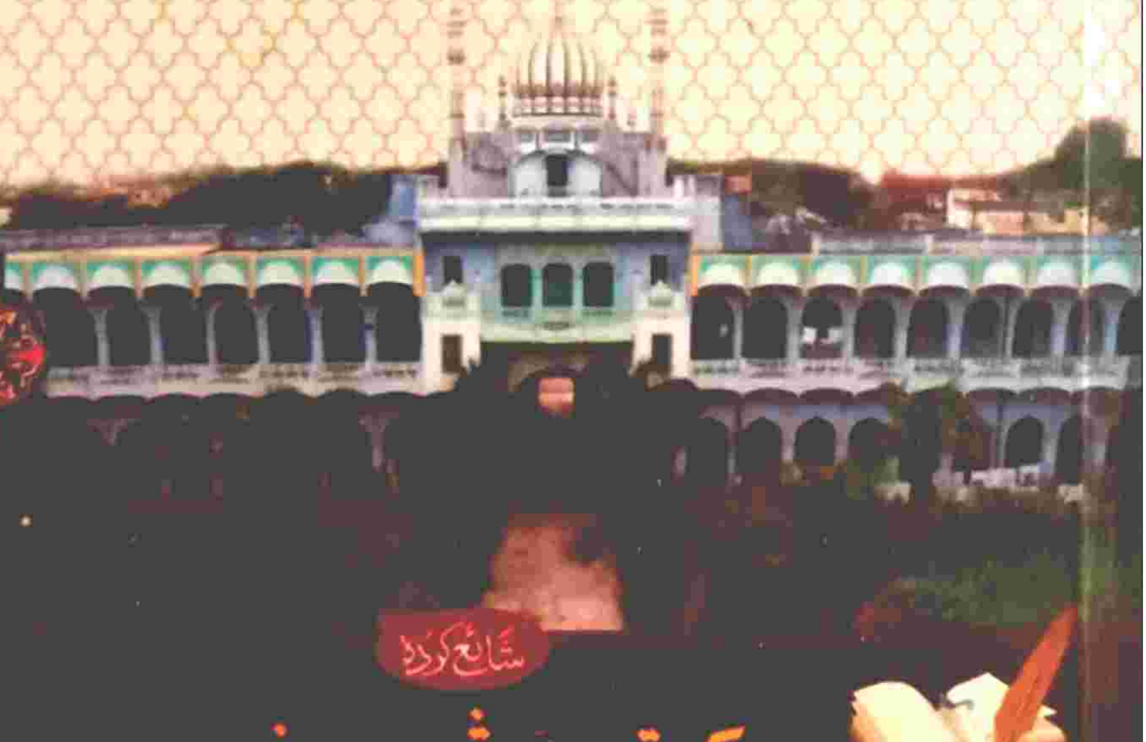

شائع کردہ
مکتبہ شریفیہ
جامعہ اشرف العلوم رشیدی، گنگوہ، ضلع سہارنپور